نقوشِ بزرگاں

(حصہ اول)

حضرت نجم الدین اخونزادہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ



مؤلف

صاحبزادہ محمد عبدالعلیم

نقوش بزرگاں

(حصہ اول)

حضرت نجم الدین اخونزادہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مؤلف

صاحبزادہ محمد عبدالعلیم

نام کتاب: نقوش بزرگاں (حصہ اول)
حضرت نجم الدین اخوند زادہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
مؤلف: صاحبزادہ محمد عبدالعلیم
کمپوزنگ: محمد عمیر اویسی صاحب
ڈیزائننگ: محمد زبیر قادری صاحب (انڈیا)
تصحیح: ڈاکٹر علی حسنین بھٹہ صاحب
صفحات: 112
تعداد: 1100

ملنے کا پتہ:

یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
مکتبہ نظامیہ قصہ خوانی پشاور
حافظ سلطان محمود پرانا بازار تورڈھیر شریف
ڈاکٹر علی حسنین بھٹہ صاحب گجرات
03316241287
مولانا رحمت علی چشتی تورڈھیر شریف
03132533827

باپ کا عِلم نہ بیٹے کو اگر اَزبر ہو
پھر پسر قابلِ میراثِ پدر کیونکر ہو!

انتساب

اہل السنۃ والجماعۃ کے ان علمائے ربانیین کے نام

کہ جن سے، حضور سیدنا دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے

صدقے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لے کر

تا قیامت کوئی زمان و مکان خالی نہیں

1

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

امابعد!

تخلیقِ کائنات کے ساتھ حق و باطل کا معرکہ شروع ہوا تو حق کے علمبردار اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندے ٹھہرے اور باطل کے شیطان اور اس کے کارندے، قرآن مجید میں اللہ رب العزت سورۃ البقرہ کی آیت دوسوستاون میں ارشاد فرماتا ہے:

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ - وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ-

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا دوست ہے انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکالتے ہیں اور جو کافر ہیں ان کے حمایتی شیطان ہے وہ انہیں نور سے اندھیروں کی طرف نکالتے ہیں۔

یہ آیت اس پر دال ہے کہ اللہ تعالی مومنین کا دوست ہے جو انہیں کفر اور ضلالت کی تاریکیوں سے ایمان اور روشنی کی طرف نکال لے آتا ہے جبکہ کافروں کا دوست شیطان ہے جو انہیں فطرتِ صحیحہ کے نور سے کفر کی تاریکیوں کی طرف لے جاتا ہے۔

اللہ رب العزت نے بندوں کی راہنمائی کے لیے ہر دور میں آسمانی ہدایت پر مشتمل صحائف اور کُتُبِ مقدس نازل فرمائے ان آسمانی تعلیمات کو عملی طور پر نافذ کرنے کے لیے ہر دور میں انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث فرمائے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنے اپنے دور میں بندگانِ خدا کو کفر کی ظلمتوں سے نکال کر ہدایت کے نور کی طرف لے آئے۔ اللہ تعالیٰ سورۂ ابراہیم کی پہلی آیت میں ارشاد فرماتا ہے:

الۤرٰ - كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ (۱) [1]

ترجمہ: الر! یہ کتاب ہے جو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نازل کی ہے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو انکے رب کے حکم سے اندھیروں سے اجالے کی طرف اسکے راہ کی طرف نکالو جو عزت والا سب خوبیوں والا ہے۔

یہ آیت مبارکہ اس پر دلالت کرتی ہے کہ مومنین کے نور کی طرف جانے کا سب سے بڑا ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات ہے چونکہ حضور سیدنا دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند ہوگیا ہے۔قرآنِ مجید میں سورۂ احزاب کے آیت چالیس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ-وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا (۴۰)

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے آخر میں تشریف لانے والے ہیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا ہے۔

قرآنِ مجید جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا، ہدایتِ رحمانی اور تعلیمات ربانی کا وہ اکمل واتم مجموعہ ہے جس میں خدا کے بندوں کے لیے مبداء سے لے کر معاد تک تمام مسائل کا حل موجود ہے۔سورۂ یوسف کے آیت ایک سو گیارہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَ لٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِیْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ تَفْصِيْلَ كُلِّ شَیْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (۱۱۱)

یہ کوئی بناوٹ کی بات نہیں لیکن اپنے سے پہلے نازل شدہ کتابوں کی تصدیق کرنے والا اور یہ ہر چیز کا مفصل بیان اور مسلمانوں کے لیے ہدایت ورحمت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت ختم ہونے کے بعد قرآنِ مجید کی تعلیمات پر عملی راہنمائی اور اس کی تبلیغ کے لیے اللہ رب العزّت نے اس امت کو خیرالامم کی فضیلت سے نواز کر امر

بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سونپا۔قرآنِ مجید کی سورۂ آلِ عمران آیت نمبر ایک سودس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:[1]

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُونَ بِاللهِ۔

ترجمہ: (اے مسلمانوں) تم بہترین امت ہو جو لوگوں (کی ہدایت) کے لیے ظاہر کی گئی تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور بُرائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

شیطانی ذریت کے مقابلے میں نبوی تعلیمات اور رحمانی ہدایات کی تعلیم اور تبلیغ کے لیے اللہ رب العزت نے اس امت میں صحابۂ رسول کو منتخب کیا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کی برکت سے تربیت کے ایسے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے کہ ان میں سے ہر ایک سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکمل نمونہ اور آسمانِ ہدایت کا درخشندہ ستارہ بن کر چمکا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

أصحابی کالنجوم بأیھم اقتدیتم اھتدیتم۔

میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

دوسری حدیث میں ہے:

اقتدوا باللّذینَ من بعْدِی أبی بکرٍ و عمرَ۔

یعنی، میرے بعد ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی پیروی کرو۔

اور ایک حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں:

علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین۔

میرے طریقے کو اختیار کرو اور خلفائے راشدین کے طریقے کو۔

اسی طرح اہلِ بیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے بارے میں ترمذی کی صحیح حدیث میں ہے:

یَا أَیُّھَا النَّاسُ إِنِّی تَرَکْتُ فِیکُمْ مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِہِ لَنْ تَضِلُّوا کِتَابَ اللّٰہِ، وَعِتْرَتِی

أَهْلَ بَيْتِي۔

اے لوگو! میں تمہارے لیے اپنے بعد میں دو چیزیں چھوڑ تا ہوں ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہنا تو تم گمراہ نہ ہو گے ایک کتاب اللہ اور دوسری میری اولاد اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاملین اور کارِ نبوت کے یہ امین سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان "فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الغائِبَ" پر لبیک کہتے ہوئے صحرائے عرب سے نکل کر چار دانگ پھیل گئے اور ہدایت ربانی کے یہ مجسم نمونے اپنے قول وفعل سے بندگانِ خدا کو دینِ فطرت کی طرف دعوت دیتے رہے۔ گردشِ زمانہ کے ساتھ جب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس دنیا سے پردہ فرمانے لگے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے صحبت یافتہ وتربیت یافتہ تابعین دین متین کی خدمت کے لیے خلوتوں اور جلوتوں میں حق وصداقت کے علمبردار بن کر مصروفِ عمل رہے۔ تابعین کے زمانے کے بعد ان کے صحبت یافتہ وتربیت یافتہ تبع تابعین نے دینِ اسلام کی خدمت کا فریضہ بڑے اخلاص اور جانفشانی سے نبھایا۔ جب دورِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بُعد ہوتا گیا اور فتنے برپا ہونے لگے اور طاغوتی قوتیں نئے نئے روپ میں اور بھیس بدل بدل کر بندگانِ خدا کو بہکانے میں سرگرم عمل رہے ایسے میں اولیاء اللہ کے اس پاکیزہ سلسلہ میں علماءِ کرام ومشائخِ عظام کے قدسی گروہ نے ہر دور میں حق وصداقت کا ساتھ دے کر ملت اسلامیہ کی راہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے ہمیشہ میری امت کا ایک گروہ حق پر قائم رہے گا کوئی ان کو نقصان نہ پہنچا سکے گا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آجائے یعنی قیامت اور وہ اسی حال میں ہوں گے۔

حق پرستوں کی یہ جماعت ہر دور میں موجود رہی جس کے افراد کبھی شمشیر بکف باطل کے مقابلے پر میدانِ جہاد میں سرگرمِ عمل رہے، کبھی مصحف بدست مدرسہ ومکتب میں مسند آرا رہے اور کہیں یہ عشقِ حقیقی کے متوالے ارشاد وتلقین کے خانقاہوں میں ذکر محبوب سے رطب

اللسان رہے۔ ربعِ مسکون کے ہر گوشے اور حیات مستعار کی ہر گھڑی میں رجال اللہ کا یہ طبقہ حق وصداقت کی آواز بلند کرتا رہا اور شر وفساد کے ہر دور میں حزب اللہ کے یہ افراد اپنی فہم و فراست اور استعداد کے مطابق اپنا کردار ادا کرتے رہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کبھی خاموشی میں اسلام کی خدمت کی ہے تو کبھی علی الاعلان جابر اور طاغوتی طاقتوں کو للکار کر، اس حق گوئی اور بے باکی کی پاداش میں ان کو کبھی دار ورسن کو چومنا پڑا اور کبھی قید وبند کی تکالیف جھیلنے پڑے تو کبھی غیروں نے سدراہ بن کر ان کو ناکام بنانے کی سعی نامشکور کی مگر قافلہ حق اپنی منزل کی طرف ہمیشہ شاداں وفرحاں جادہ وپیماں رہا اور مخالفین اس کی گرد راہ کو بھی نہ پا سکے۔

یہ وہ پاک اور مقدس ہستیاں ہیں جن کی عملی زندگی اسلام کی جیتی جاگتی تصویر ہے، جن کی صحبت میں بیٹھ کر خداوند تعالیٰ یاد آجاتا ہے اور اس کی جلال کی ہیبت وخشیت کی کیفیت دل پر طاری ہوتی ہے جیسے شیخ جنید بغدادی، پیر پیران حضرت شیخ سیّدنا حضرت عبدالقادر جیلانی، خواجہ بہاء الدین نقشبندی، خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، خواجہ شیخ شہاب الدین سہروردی اور حضرت خواجہ احمد بن عمر الخیوفی نجم الدین کبری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

حضرت نجم الدین کبریٰ چھٹی اور ساتویں صدی ہجری کے بزرگ ہیں جب چنگیز خان اپنی آٹھ لاکھ فوج کے ساتھ خوارزم پر حملہ آور ہوا تو شیخ نجم الدین احمد الکبری کے کمالات اور رتبہ کو دیکھ کر چنگیز خان کے بیٹے جوجی خان اور حقتائے خان نے آپ کو کہلا بھیجا کہ آپ خوارزم سے چلے جائیں تاکہ آپ کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ حضرت نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب بھیجا کہ شہادت مقصود ومطلوب مومن ہے، میں اب تک ان لوگوں کو رشد وہدایت کرتا رہا اب مشکل میں انکی پیشوائی کرنا میرا فرض ہے اس کے بعد اپنے خلفاء کو جمع کیا اور فرمایا اللہ کے حکم سے اُٹھو اور کافروں کا مقابلہ کرو پھر خود باہر نکلے اور ہاتھ میں نیزہ لے کر چنگیزوں پر حملہ کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جہاد میں بڑی دلیری اور جوانمردی سے لڑتے رہے یہاں تک کہ ایک جیسم فوجی آپ کو شہید کرنے آیا آپ نے اس کے سر کے بال اپنی مٹھی میں لیے اور مقابلہ کرتے ہوئے خوارزم شہر میں شہید ہوئے۔

زیرنظر یہ رسالہ بھی تیرہویں صدی کے بزرگ سلسلہ عالیہ قادریہ کے رہنما ومقتداء اور پیشوا حضور حضرت سیّدنا نجم الدین ھدی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حیاتِ مبارکہ[1] کے پاکیزہ نقوش کا مجموعہ ہے جنہوں نے اپنی پوری زندگی اللہ رب العزت کی بندگی، حضور ﷺ کی فرمانبرداری اور دین اسلام کی سربلندی کی خدمت میں گزاری برخوردارم صاحبزادہ محمد عبدالعلیم نے حضرت نجم الدین ھدی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حیاتِ مبارکہ کے چند نقوش کو قلمبند کیا ہے جس میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حیات مبارکہ کے کئی مخفی گوشے پیشِ منظر آئے جس سے یقیناً یہ اردو ادب میں ایک تاریخی دستاویز کی حامل تحریر بن گئی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت حضرت نجم الدین اخونزادہ صاحب کے نگاہِ فیض سے ہمیں مؤلف اور جملہ قارئین کو فیض یاب فرمائے۔ رب کریم حضرت والاشان کی جملہ برکات اور توجہات کاملہ ہمارے ساتھ شامل حال فرمائے۔ مؤلف کی اس کوشش اور سعی کو اپنی بارگاہ ذوالجلال میں شرفِ قبولیت بخشے، حضور سیّدنا دوعالم ﷺ اور ان کے پاکانِ امت کے طفیل مؤلف اور ہمیں ایمان کی سلامتی دونوں جہانوں کی خیر وبرکتیں، سعادتیں اور سرفرازیاں نصیب فرما کر ہمیں ہر شر وفساد اور فتنوں سے محفوظ و مامون فرمائے۔ آمین بجاہ خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔

ننگ اسلاف

صاحبزادہ محمد صالح جان (طال عمرہ ومدفیضہ)

1

قلم کی نوک سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ والشکر للہ والصلوٰۃ والسلام علی خاتم الانبیاء والمرسلین وعلی الہ وعترتہ واصحابہ اجمعین وعلی من تبعھم باحسان إلی یوم الدین۔

جو قوم اپنے محسنوں کو بھول جائے وہ سطحِ گیتی پر زیادہ دیر تک زندہ نہیں رہ سکتی جن عظیم ہستیوں کے دم قدم سے ہمیں اسلام کی برکات سے فیضیاب ہونے کا موقع نصیب ہوا جنھوں نے دینِ متین کے لیے اپنا تن من دھن اپنے عزیز واقارب اپنے احباب ورفقاء سب کچھ قربان کر دینے کی لگن سے بھرپور ہونے کے ثبوت فراہم کئے جن کی دین کے لیے خدمات کی فہرست بہت طویل ہے اگر ہم ان کی یاد سے غافل ہو جائیں تو ہماری زیست کا جواز کیا ہے؟

جو قوم اپنے محسنوں کے نقوش پا سے اپنے قلوب واذہان کو جلا بخشنے، ان کی دکھائی ہوئی راہوں پر چلنے سے صرفِ نظر کر لے اوران کی زندگیوں سے اکتسابِ فیض نہ کرے انہیں بھول جانے کی حماقت میں مبتلا ہو یا ان کے پیغام اوران کی سیرت کو حرزِ جاں نہ بنائے اور ان کی یاد سے اپنی زندگیوں کو اوراپنے لمحات کو بابرکت نہ بنائے وہ قوم بہت جلد صفحہ ہستی سے حرفِ غلط کی طرح مٹ جاتی ہے۔جن بزرگوں نے ہمیں تشہیر وتبلیغ اسلام کی راہ سمجھائی، اپنے اعمال وافعال سے اسلام کے احیاء وفروغ کے لیے قربانیاں دینے کا جذبہ پیدا کیا آقا ومولیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی تعلیم پر انہوں نے عمل کیا حضور سیّدنا دوعالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اسوۂ حسنہ سے مصائب ومشکلات کو جھیلنا سیکھا اوراس سبق کو عام کیا، ایسی ہستیوں کی تعلیمات کو عام کرنا اور ان کے ذکر سے زبان وقلم کو جلا بخشنا ان کی یاد سے قلوب واذہان کو سنوارنا ہماری زندگی کے

لیے آبِ حیات کی طرح ہے۔ دنیا کی ہر قوم اپنے راہنماؤں اور اپنی تاریخ کے بڑے بڑے لوگوں کی یادیں منانے کا اہتمام کرتی ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ اس اہتمام کے بغیر کوئی قوم زندہ قوم نہیں کہلا سکتی اور نہ زندہ رہ سکتی ہے۔

ہمیں اپنے محسنوں اور رہنماؤں کی یاد سے اپنی انفرادی و اجتماعی زندگیوں کو روشن کرنا چاہیے، ان کے ذکر پاک سے اپنی محفلوں کو بارونق بنانا چاہیے، ان کی محبت کو اپنا شعار بنانا چاہیے اور یہی ہمارے لیے سرمایہ حیات اور مایہ آخرت ہے۔

زیرِ نظر تذکرہ بھی ایسے ہی ایک برگزیدہ شخصیت، حریت کے پاسبان، علم وعمل کے پیکر، دین متین دین مبین کے خادم، میرے مرشد کریم کے پَرداد امرشد اور میرے جدامجد حضرت الشاہ محمد شعیب شہید باباجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پوتے خلیفہ حضرت غوث الزمان نجم الدین اخونزادہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیاتِ مبارکہ کے پاکیزہ نقوش کا ایک مختصر مجموعہ ہے جو ملت کے لیے عموماً اور اس خطے کے باسیوں کے لیے خصوصی طور پر مشعلِ راہ اور مینارۂ نور ہے۔

حضور سیّدی صوفی آغا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے والد بزرگوار حضور میانگل جان آغا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور اپنے دادا جان حضور تگاب اخونزادہ صاحب کے حیات مبارکہ کے پاکیزہ نقوش کو پشتو زبان میں تگاب فقیر کے نام سے قلمبند کیا جس کا فقیر نے اللہ کا نام لے کر ۲۶ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ بروز جمعرات بوقت عصر اُردو ترجمہ کا آغاز کیا۔

۱۳/ جمادی الاول ۱۴۳۵ھ بروز ہفتہ کو حضور سیّدنا صوفی آغا جان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شیخ الشاہ محمد شعیب شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دربار پرانوار پر تورڈھیر شریف تشریف لے آئے اسی دوران ایک دوست نے حضرت سیّدنا صوفی جان آغا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حضور تگاب فقیر کے اردو ترجمہ کے بابت عرض کیا۔ حضرت صوفی آغا جان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے بلوایا میں نے عرض کی کہ میں نے اس کا ترجمہ کرنا شروع کیا ہے جس پر حضرت صوفی جان آغا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دعائیں دیں۔ یقیناً یہ

آپ کی دعاؤں کی برکت ہے کہ تگاب فقیر کے ترجمہ کا سخت مشکل مرحلہ ۱۲/رجب المرجب ۱۴۴۱ھ کو اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے مجھ ناکارہ کے ذریعے مکمل ہوا جس پر اللہ رب العزت کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے۔ اللہ رب العزت ہمارے اس ناقص شکر کو اپنے حضور بدرجہ اتم قبول فرمائے کہ ہم صحیح معنوں میں اس کا شکر ادا کرنے سے عاجز ہے۔

''تگاب فقیر'' کے ترجمہ کے بعد ان بزرگوں کے مشائخ کا تذکرہ قلمبند کرنا شروع کیا جو الحمدللہ حضرت شیخ شاہ محمد شعیب شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تک مکمل ہو چکا ہے جو ہمارے اور ہماری آنے والی نسلوں کے لیے مشعلِ راہ اور مینارۂ نور ہیں۔ ان ہی بزرگوں میں حضرت خواجہ نجم الدین ہدیٰ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیاتِ مبارکہ کے نقوش اشاعت کے مراحل سے گزر کر نذرِ قارئین ہیں۔

حضرت نجم الدین اخونزادہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک عظیم مجاہد ولی اللہ اور اس خطے کے مخلص رہنما تھے۔ آپ نے پوری زندگی نہ صرف اس خطے کی آزادی اور فلاح وبہبود میں گزاری بلکہ اس خطے کی تہذیب وتمدن اور ثقافت وروایات کو بھی عالمی استعمار کی ضد سے محفوظ رکھا۔ آپ اس خطے کے عظیم محسنین میں سے ہیں مگر افسوس کہ عالم استعمار نے ان بزرگوں کی تاریخ سے اس خطے کے باسیوں کو مختلف حیلوں اور ہتھکنڈوں سے ناآشنا کر دیا ہے افسوس کہ آج بھی یہاں غاصب استعماروں کو ان حریت کے علمبرداروں کے مقابلے میں اہمیت دی جاتی ہے جسکی ایک مثال چکدرہ قلعہ کے سامنے چرچل پوائنٹ ہے، چاہیے تو یہ تھا کہ یہاں ھدی صاحب اور سرتور فقیر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما اور ان کے رفقاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی یادگاریں بنائی جاتی جو حریت کے پاسبان اور اس خطے کے آزادی کے علمبردار ہیں اس سے انکار نہیں کہ چرچل برطانیہ کے لیے بڑی اہمیت کا حامل شخص ہوگا لیکن ہمارے لیے وہ غاصب عالمی استعمار کے ایک کارندے سے بڑھ کر نہیں جن کے ہاتھ پر اس خطے کے معصوم لوگوں کا خون ہے۔

آپ نے اس خطے کی آزادی کے لیے 1315ھ میں ایک بہت بڑی جنگ لڑی

جوایک سال تک جاری رہی جس کے بارے میں خود انگریز محقق اپنے ایک مقالہ
1 The 1897 Revolt and tirah valley operations from the Pashtun Perspectives.

میں لکھتے ہیں:

''سب سے بڑی اور سب سے زیادہ سنگین جنگی پھیلاؤ نوآبادیاتی دور میں وہ شمالی مغربی سرحد میں پشتون مجاہدین کا ۸۔۱۸۹۷ء کا جہادی اقدام تھا جو مقامی جدوجہد کا تسلسل ہے جس میں دولاکھ دوہزار (202000) کی تعداد میں مجاہدین سمیت افغان رضا کار شامل تھے جس کے لیے باقاعدہ 59000 ٹروپس اور 14000 امپیریل سروس ٹروپس چاہیے۔ یہ 8-1857 کے بعد ہندوستان میں سب سے بڑی تعیناتی تھی۔''

تیراہ کے مقام پر لڑی گئی معرکہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

صرف تیراہ کے معرکہ کے اخراجات 2.4 ملین پونڈ (۲۴ لاکھ) تھے جو کہ سوڈان میں خلیفہ کے خلاف دوسال طویل جاری باغیانہ آپریشن کے اخراجات کے برابر ہے لیکن جب ان اخراجات کے ساتھ شمالی مغربی صوبہ سرحد کے دوسرے آپریشن کے اخراجات بھی شامل کئے جائیں تو پھر یہ سارے اخراجات برطانوی ہند کے حکومت کے خزانے پر ایک بہت بڑا بوجھ بن جاتا ہے۔ اس طرح جانوں کا ضیاع اور نقصان بھی بہت زیادہ تھا۔ رینک اور فائل کی تعداد کچھ بٹالین کے کمپنیوں میں جنگ اور بیماری کی وجہ سے ۲۰ تک آچکی تھی۔ ایک کمپنی میں 100-250 تک آدمی ہوتے ہیں صرف خارجی فرنگیوں کی جانوں کے ضیاع کی تعداد 1150 تھی جس میں 287 افسر قتل ہوئے تھے جبکہ کیمپ فالورز کے قتل ہونے والوں اور زخمیوں کی تعداد نہیں بتائی گئی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کے رفقاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کس جانفشانی اور جوانمردی سے اس خطے کی آزادی کے لیے جدوجہد کی تاریخ اُس کی شاہد ہے مگر کتنے افسوس کی بات ہے کہ دوسرے تو دوسرے اپنے بھی آپ کے حیات مبارکہ سے ناآشنا رہے۔ تیراہ کے مقام پر وادی واران میں جب کچھ خطوط انگریزوں کے ہاتھ لگے اور جس

سے برطانوی حکومت لرز اُٹھی اور جن خطوط کا پورے ہند میں شورا ہوا، ان خطوط کو من گھڑت اور فرضی خطوط کے دبیز میں آنے والی نسلوں سے چھپا دیا گیا۔ یہ خطوط ہندوستان کے مشہور[1] اخبار THE PIONEER میں شائع ہوئے تھے، جس سے THE CAMPAIGN IN TIRAH میں کرنل ایچ ڈی ہوچسنسن نے نقل کیا جو 1898 میں نئی دہلی سے شائع ہوئی تھی۔ ہم نے ان خطوط کے انگریزی ترجمہ کا یہاں اردو ترجمہ نقل کیا ہے۔ان خطوط میں انگریزی تاریخ کا کرنل صاحب نے اضافہ کیا ہے۔ چونکہ ہم نے ان کے نقل کا ترجمہ کیا ہے اس لیے یہاں بھی عیسوی تاریخ خط میں موجود ہے۔ ہمارے مشائخ اس سے مبراء ہیں وہ اپنے ہی تاریخ اور تمدن کے روادار اور پابند تھے۔

امیر عبدالرحمان خان اور وائسرائے ہند کے خطوط جو نجم الدین ہدی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں ہے اور اس دور کے سفارتی روابط کی عکاس ہے، ہم نے یہاں ان خطوط کو بھی شامل تحریر کیا ہے۔

حضور نجم الدین اخونزادہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں کئی تحقیقی مقالوں میں فاش غلط بیانیاں اور الزامات نظر سے گزریں، جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ مشائخ قدسیہ اس خطے میں ان ترقیاتی کاموں کے مخالف تھے جو فرنگی یہاں کرنا چاہتے تھے۔

ان کی خدمت میں عرض ہے کہ یہ مشائخ قدسیہ کسی بھی ترقیاتی اور فلاحی کام کے مخالف نہیں تھے بلکہ یہ حضرات اپنے فراستِ ایمانی سے بروقت اس سازش کو بھانپ چکے تھے کہ یہ کوئی ترقیاتی اور فلاحی کام نہیں بلکہ غاصب استعمار کا ایک جال ہے جو وہ یہاں پھیلانا چاہتے ہیں جس سے نہ صرف غاصب قوتیں یہاں اپنا قبضہ جمانا چاہتے ہیں بلکہ اس قبضے کی توسیع کے لیے راہ ہموار بھی کر رہے ہیں خود انگریزوں نے اس کا اقرار کیا ہے۔

The 1897 Revolt and tirah valley operations from the Pashtun Perspectives.

کے نوٹ 24 میں لکھا ہے:

خیبر پاس اور کرم وادی میں مقامی فوج کے گیرژن تعینات تھے جبکہ وزیرستان اور دیر میں سڑکوں کی تعمیر شروع کی گئی تھی تا کہ کسی بھی خطرے کے پیشِ نظر کسی بھی ضلع میں فوج[1] کی نقل وحمل میں آسانی ہو۔ یہ سب فارورڈ پالیسی (مزید علاقوں پر غاصبانہ قبضوں کے منصوبے کا حصہ ہے جو کہ ازاد علاقوں کے لیے تیار کیا گیا ہے) کا حصہ ہے جو افغانستان سے ملنے والی مواصلاتی راستوں میں سب سے تیز رفتار صلاحیت کے حامل ہیں، زیادہ محفوظ ہیں اور خطرے سے دوچار نقل وحمل کے راستوں کو پہلے سے محفوظ کرتا ہے۔

حضرت نجم الدین اخونزادہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں جو غلط بیانیاں کی گئی ہیں اور تاریخ کو مسخ کرنے کی جس انداز سے کوشش کی گئی ہے اور ان مشائخ قدسیہ کے ساتھ ملت کے رہزنوں کو ملا کر جو ایک من گھڑت تاریخ بنائی گئی ہے اور پھر ان رہزنوں کو ملت کے مقتداء وپیشواء بنا کر پیش کیا گیا ہے۔ اس کے جواب میں پورا ایک باب درکار ہے چونکہ میرا مقصود صرف اپنے مشائخ کے حالات مبارکہ کے پاکیزہ نقوش کو سامنے لانا ہے اور ان کی تاریخ کو اجاگر کرنا ہے اس لیے ہم نے یہاں پر ان روایات سے صرف نظر کی ہے۔

ان مشائخ قدسیہ کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ منکرینِ ختم نبوت کی سرکوبی ہے۔ یہ ان مشائخ قدسیہ کی برکت ہے جو افغانستان میں ریاستی طور پر اس غلیظ فتنے کی سرکوبی کی گئی ہے اور الحمدللہ آج تک افغانستان کی سرزمین اس ناپاک غلیظ فتنے سے محفوظ و مامون اور پاک وصاف ہے۔ اسلامی تاریخ شاہد ہے کہ ہمیشہ سے اور ہمیشہ کے لیے اس فتنے کی سرکوبی مسلمانوں نے حضور سیّدنا دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے وفاداری کی خاطر ریاستی طور پر کی ہے۔ آج بھی ضرورت اس امر کی ہے کہ یہاں (پاک وہند) اور پوری دنیا میں اس غلیظ فتنے کی سرکوبی ریاستی طور پر کی جائے۔

میں نے اس کتاب کا نام ''نقوشِ بزرگاں'' رکھا کہ ان کی حیات مبارکہ کے پاکیزہ نقوش کا مجموعہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت اس کو ہمارے لیے اور پوری اُمتِ مسلمہ کے لیے نفع بخش بنائے۔ آمین

چونکہ ہمیں ان اولیاء اللہ سے محبت ہے اور انہی کی محبت کو اپنے لیے ذریعہ نجات سمجھتے ہیں اور اس کتاب کا سبب بھی انہی کی محبت ہے اور ان نفوس قدسیہ کے ذکر کو خیر کا سرچشمہ سمجھتے ہیں جیسا کہ ہمارے شیخ حضرت الشاہ محمد شعیب شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب ''مرآۃ الاولیاء'' کے سبب تالیف کے بارے شروع میں لکھتے ہیں:

''چونکہ اس فقیر کو کمال اخلاصِ اور عقیدت ان بزرگوں سے تھی اور خود کو معتقد اور مشتاق ان کا پایا تھا بغیر ان کے ذکر اور فکر کے اور شغل نہ تھا اس لیے ان کے کچھ احوال تحریر کئے کیونکہ دوست کا وصال اگر میسر نہ ہو تو محبوب کے ذکر سے طالب خود کو مسرور تو کر سکتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ آدمی جس سے محبت رکھے ان کے ساتھ یا ان کے زمرہ سے ہے۔ ارشاد الطالبین میں مولانا درویزہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ گذشتہ زمانہ میں ایک شخص تھا جو طاعات نافلہ سے بالکل قاصر تھا لیکن جہاں بھی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام واولیاء اور صلحاء وعلماء رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا نام سنتا لکھ لیتا تھا یہاں تک کہ وہ اس نوشتہ کو پیٹھ پر لادے لیے پھرتا رہتا تھا۔ اتفاقاً ایک دن پانی میں غرق ہونے لگا، اوراق ڈوب گئے لیکن بڑی مشکل سے اس نے جان بچائی جب کنارے لگا تو بہت غم کرنے لگا کہ عمل تو کچھ بھی نہیں تھا مگر رب تعالیٰ کے دوستوں کے نام جمع کر چکا تھا وہ دفتر بھی ہاتھ سے جاتا رہا۔ اس غم میں اسے نیند آ گئی۔ خواب میں دیکھا کہ حضور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم جملہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام واولیاء رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ فلک چہارم پر رونق افروز ہیں۔ یہ بھی کوشش کر کے اس مجلس میں پہنچا اچانک دیکھا کہ فرشتے آ کر کوزوں سے پانی ڈال رہے ہیں اور خوان ہائے نعمت پیش کر رہے ہیں۔ جب اس کے قریب پہنچے تو اس کو منع کرتے ہوئے کہا کہ تم اس جماعت سے نہیں ہو اُٹھ جاؤ۔ اچانک حضور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر رحمت پڑی فرمایا کہ ان کو کوزہ دو اور ان لوگوں کے ساتھ کھلاؤ کیونکہ یہ اس جماعت کو دوست رکھتا ہے۔ جب بیدار ہوا تو ولایت کے مرتبہ کو حاصل کر چکا تھا۔ حضرت سلطان ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے خواب میں فرشتہ

کے ہاتھ میں دفتر تحریر دیکھا پوچھا کیا لکھتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ حق تعالیٰ کے دوستوں کے نام، میں نے پوچھا میرا نام بھی لکھا ہے، کہا نہیں، پوچھا کیوں؟ کہا تم ان میں سے نہیں، میں نے کہا کہ میں ان میں نہیں لیکن حق تعالیٰ کے دوستوں کو دوست رکھتا ہوں اور ان سے محبت کرتا ہوں۔اسی اثناء میں دوسرا فرشتہ پہنچا اور کہا کہ دفتر کو اول سے شروع کرنا اور ابراہیم کے نام کو سرفہرست کرنا کہ وہ حق تعالیٰ کے دوستوں کو دوست رکھتا ہے۔ ابو العباس ابن عطاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ اگر چاہے کہ دامن تھامے تو حق تعالیٰ کے دوستوں کا دامن تھام، تاکہ وہ تیرے لیے شفیع بنیں ''عشقیہ'' میں ہے کہ خواجہ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ سے پوچھا گیا کہ مرید کو مشائخ کے ذکر سے کیا فائدہ، فرمایا: ان کی حکایات حق تعالیٰ کے لشکر ہیں جن سے دل شکستہ مرید قوی ہو کر دشمن کے لشکر کا مقابلہ کرتے ہیں جیسے کہ حدیث شریف میں ہے: ''عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ''

حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال کیا گیا کہ جب محبوبانِ حق روپوش ہو جائیں تو سلامتی کیسی ہوگی فرمایا روزانہ آٹھ ورق ان کی حکایات سنو تو تو ان کی صحبت میں ہو۔شیخ علی دقاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال ہوا کہ مردانِ خدا کی باتوں کا فائدہ کیا ہے ؟ فرمایا پہلا فائدہ یہ ہے کہ طالب کی ہمت قوی ہوتی ہے اور طلب میں زیادہ کوشش کرتا ہے۔دوئم یہ کہ اگر خود میں کچھ عیب رکھتا ہے تو خود بینی اس سے جاتی رہتی ہے اور اس پر اس کی غیرت آتی ہے جیسا کہ شیخ نے فرمایا کہ خود پر لوگوں کو قیاس مت کرو اپنی اصلاح کرو اور دوستوں کا فضل اور اپنے افلاس کو پہچانو۔عبدالرحمان اسحاق سے سوال ہوا کہ اگر کوئی شخص قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہو اور معنی سے بے خبر ہو اس کا فائدہ کچھ ہے؟ فرمایا: دوائی کے اثر جانے بغیر اگر کوئی شخص اس کو استعمال کرے تو بھی اثر کرتا ہے قرآن پاک کیونکر اثر نہ کرے گا۔''کذا فی العشقیہ'' اور محمد بن حسین سے منقول ہے کہ معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو میں نے خواب میں دیکھا میں نے سوال کیا کہ حق تعالیٰ سے معاملہ کیسے گزرا، کہا میری مغفرت فرمائی۔ میں نے پوچھا زہد و تقویٰ سے، اُنہوں نے جواب دیا کہ ایک بات سے جو

ابن سماک سے میں نے سُنی، میں نے پوچھا وہ کیا، کہا کہ جو شخص حق تعالیٰ سے بالکل اعراض کرتا ہے۔حق تعالیٰ بھی اس سے اعراض فرماتا ہے اور جو پوری توجہ سے حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے حق تعالیٰ کی رحمت اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور تمام مخلوق اس سے محبت کرتی ہے۔مولانا نظام الدین حسین جو مولانا علاؤالدین مکتب دار کے نواسے تھے رحمہا اللہ تعالیٰ نے رحلت کے وقت اپنے درویشوں سے فرمایا، جن باتوں سے حق تعالیٰ کی توحید کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ تین قسم میں منحصر ہے، حق تعالیٰ کا کلام، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و اصحابہ وبارک وسلم کی حدیث شریف، مشائخ علیہم الرحمۃ کی باتیں، ضرور قرآن پاک کا دسواں حصہ اور چند حدیث شریف اور مشائخ کی چند باتیں انکا پڑھنا معمول رکھنا چاہیے اور عمل میں لانی چاہیے۔جان لو انبیاء علیہم السلام کے بعد بہترین مخلوق اولیاء اللہ ہے جو بموجب آیۃ کریمہ "یحبھم و یحبونہ" حق تعالیٰ کے عاشق اور معشوق اور اسکے محب اور محبوب ہیں اور ہرگز اس امت کو ولی سے محروم نہیں فرماتا، یہ عالی گروہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور دنیا ان کی برکت سے قائم اور مستقیم ہے چنانچہ داتا علی ہجویری نے ''کشف المحجوب'' میں تحریر فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ زمین کو محب اور ولی سے ہرگز محروم نہیں فرماتا اور دلیل اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کی اس حدیث کو لائے ہیں "لا یزال طائفۃ من امتی علی الخیر والحق حتی تقوم الساعۃ" کہ قیامت تک اولیاء اللہ کی یہ جماعت حق کی سربلندی اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے سرگرم عمل رہیں گے۔اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ ان اہلِ حق کی محبت، نسبت اور صحبت دائمی طور پر ہمیں نصیب فرمائے ان کے صدقے حضور سیّدنا دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقی عشق ومحبت اور آپ سیّدنا دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفاداری اور جانثاری نصیب فرمائے اور اپنی محبت سے ہمارے دلوں کو معمور کر کے اپنی بندگی کی توفیق عنایت کرے۔امین بجاہ طہ ویٰسین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

حضرت نجم الدین اخونزادہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامات میں کوہ قاف کے سفر اور بیت اللہ شریف کی حاضری کے بارے میں اتنا عرض ہے کہ ہمارے علماء اُصولیین

نے ایک مسئلہ کو ذکر کیا ہے میں یہاں اُصولِ فقہ کی مشہور کتاب ''حسامی'' کی ایک عبارت کا ترجمہ نقل کرتا ہوں جو وجوب اداء اور وجوب قضا کے تحت بیان کیا گیا ہے: [1]

''اور وجوب اداء کے لیے شرط قدرت ممکنہ کا متوھم الوجود ہونا ہے اور قدرت ممکنہ کا متحقق الوجود ہونا اس کے لیے شرط نہیں کیونکہ قدرت کا متحقق الوجود ہونا فعل سے پہلے نہیں ہوتا اور اسی لیے ہم نے کہا ہے کہ آخری وقت میں جب بچہ بالغ ہوجائے یا کافر مسلمان ہوجائے تو اس کو نماز لازم ہوگی۔ اس میں حضرت امام زفر اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کا اختلاف ہے۔ اس لیے کہ جائز ہے کہ آخری وقت میں وقت کی درازی، آفتاب کے ٹھہر جانے کی وجہ سے ظاہر ہوجائے جیسا کہ حضرت سلیمان وعلیٰ نبینا علیہما الصلاۃ والسلام کے لیے ہوا۔ پس قدرت متوھمہ کی بنا پر مکلف پر ادا واجب ہوگئی اور من حیث الظاھر ادا میں عجز کی وجہ سے یہ حکم قضاء کی طرف منتقل ہوگی یا جیسا کہ ''مس السماء'' (ایک شخص قسم کھائے کہ میں آسمان کو ہاتھ لگاؤں گا اور پھر ایسا نہ کرے تو یہ شخص حانث ہوگا کہ ایسا کرامتاً ممکن ہے) پر حلف کی صورت میں ہوتا ہے۔''

اسی طرح قلیل سے قلیل وقت میں ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا کرامتاً ممکن ہے اور اس کی نظیریں بھی موجود ہے۔ قرآنِ مجید میں تختِ بلقیس کا واقعہ موجود ہے اور یہ سب نعمتیں ان اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ کی نہایت بندگی کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ذات کی طرف سے فضل اور انعام کے طور پر ملی ہے۔

دعا ہے ربِ کریم سے کہ ان نفوسِ قدسیہ کی برکت سے ہمیں خاتمہ بالخیر اور سلامتی ایمان نصیب فرمائے اور دونوں جہانوں کی سرفرازیاں نصیب فرما کر ہر شر سے اپنے خصوصی فضل وکرم سے محفوظ فرمائے اور ہماری اس ادنیٰ سی کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبولیت کے شرف سے نواز کر ہمارے لیے بخشش اور نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین بجاہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس کتاب میں میری حیثیت ایک ناقل اور کوتاہ فہم مترجم سے بڑھ کر نہیں۔ اگر اس میں کہیں کوئی حسن وخوبی نظر آئے تو یہ حضرت والا شان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اپنی پاکیزہ

زندگی کی رعنائیاں ہے البتہ غلطی اور کوتاہی کا میں سزاوار ہوں جس کے لیے میں عذرخواہ ہوں۔ اگر کہیں مجھ سے کسی تحریر کا حوالہ رہ گیا ہے تو اس کے لیے بھی معذرت کرتا ہوں۔[1] دعا ہے اللہ رب العزت اس تحریر کو ہمارے لیے اور جملہ قارئین کے لیے نفع بخش بنائے اور اس ادنیٰ سی کوشش کو اخلاص کے ساتھ قبول فرمائے۔ آمین بجاہ خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وعلیٰ آلہ وعترتہ وصحبہ واولیاء امتہ اجمعین وسلم تسلیماً کثیرا کثیراً کثیراً ابداً ابداً ابداً۔

دعا گو

صاحبزادہ محمد عبدالعلیم

1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نجم المشائخ، صاحبِ ہُدیٰ، شیخ مُلّا نجم الدین

المعروف بہ

اخونزادہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

1

تعارف: آپ کا اسم شریف (۱) نجم الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے۔
ولادت باسعادت (۲): افغانستان کے ولایت غزنی کے ملحقات میں قصبہ شلگر علاقہ ہجویر میں ہوئی۔آپ کے والد ماجد کا نام شیخ محمد حسن صاحب ہے اور جد اعلیٰ حضرت انو بابا (۳) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام سے یاد کیے جاتے ہیں چونکہ آپ کا خاندان علم وفضل سے مزّین تھا اس لیے اخونزادگان کے نام سے مشہور تھے۔

حلیہ مبارک:

عربانوں کے مرحوم حاجی حسین جان عرب صاحب، جن کی عمر تقریباً سوسال تھی اور

---

۱) عبداللہ بختانی خدمت گار حضرت نجم الدین اخونزادہ صاحب کے نام کے بارے میں لکھتے ہیں:
میں نے محقق مولوی محمد اکبر معتمد شینواری سے کئی بار یہ سنا ہے وہ مجھے کہتے کہ میں نے صوفی صاحب (صوفی عالم گل صاحب) سے جو علاقہ شینواری سے تعلق رکھتے ہیں اور نجم الدین اخونزادہ صاحب کے خلیفہ وماذون ہیں اور حضرت اخونزادہ صاحب کے انتہائی قریب اوران کے ساتھ کئی جہادی معرکوں میں شریک ہوئے ہیں کہتے تھے کہ اخونزادہ نجم الدین صاحب کا اصلی نام عبدالقدیر تھا مگر علم، روحانیت اور جہادی معرکوں کی وجہ سے آپ کو نجم الدین کالقب ملا جس کامعنی ہے ''دین کا تارا'' اس کے علاوہ نجم الدین صاحب کابل ملاہدیٰ صاحب اور ہڈہ ملا کے القاب سے بھی یاد کیے جاتے ہیں۔(ص ۲۰،۱۹، حفیظ اللہ باغبان، ستر غازی ملا نجم الدین اخونزادہ" دہڈی ملاً") مولوی فضل ہادی شینواری صاحب نے حضرت اخونزادہ نجم الدین صاحب کو ہدیٰ صاحب سے یاد کیا ہے اور دلیل یہ دی ہے کہ ''ہڈہ'' تواریخ میں بورا کے" ہڈ" (بت) سے منسوب ہے۔اس لیے شینواری صاحب آپ کو ادباً واحتراماً ہدیٰ صاحب کے نام سے یاد کرتے ہیں۔(ص ۳۷، حفیظ اللہ باغبان، ستر غازی ملا نجم الدین اخونزادہ (دہڈی ملا)

۲) آپ کی تاریخ پیدائش معلوم نہیں لیکن عبداللہ بختانی خدمت گار نے اپنی ایک تحریر میں مولوی سلطان عزیز (جو افغانستان کے مشہور مفسرین میں سے ہیں) کے حوالے سے لکھا ہے کہ آپ کی تاریخ پیدائش 1232 ہجری قمری ہے لیکن کوئی واضح ثبوت پیش نہیں کیا البتہ سینہ بہ سینہ روایات کے مطابق آپ کی عمر مبارک 78 سال تھی۔(ص ۱۹، حفیظ اللہ باغبان، ستر غازی ملا نجم الدین اخونزادہ (دہڈی ملا))

۳) نسباً آپ کاکڑ قبیلہ کی شاخ اُبک زئی میں اخونزادہ خیل سے تعلق رکھتے ہیں جو اخونزادگان کے نام سے مشہور ہے اور سلسلہ نسب حضرت انو بابا تک جا پہنچتا ہے۔(ص ۲۰، حفیظ اللہ باغبان، ستر غازی ملا نجم الدین اخونزادہ (دہڈی ملا))

جنہوں نے جناب حضرت ہدیٰ صاحب کو دیکھا تھا، کا کہنا ہے کہ آپ حضرت ہدیٰ صاحب میانہ قد، قویٰ جسم اور نورانی چہرے مہرے کے مالک تھے۔ آپ کے جبین مبارک پر ایک قدرتی تل کا نشان تھا۔ آپ نہایت فصیح و بلیغ انسان تھے۔ علمی بیانات میں آپ نہایت عمیق معلومات رکھتے تھے اور تبلیغ میں بڑے موثر شخصیت کے مالک تھے۔ (۱)

تعلیم:

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے وطن غزنی میں حاصل کی پھر لوگر اور کابل کے محلہ تندور سازاں (جو اس وقت علم و فضل کا مرکز تھا) میں مزید تعلیم (۲) حاصل کرنے تشریف لائے یہاں اپنے اسباق مکمل کرنے کے بعد ننگھار میں ملا اکرم اخونزادہ اور مُلا شعیب سے تحصیل علم کے لیے زانوئے تلمذ ہوئے۔ مزید تعلیم کے لیے آپ مردان اور پشاور میں ایک عرصہ تک مقیم رہے جہاں آپ حضرت قاضی محمد غلام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی ۱۲۹۵ھ تھانہ پین علاقہ اکبر پورہ ضلع نوشہرہ) کی خدمت میں گیارہ سال تحصیل علم کے لیے قیام کیا۔

بیعت: علم ظاہری حاصل کرنے کے بعد علومِ باطنی کی طرف متوجہ ہوئے۔ ایک دن جب ملا نجم الدین صاحب پشاور کے مسجد مہابت خان میں موجود تھے ایک بزرگ آدمی تشریف لائے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا کہ میرے اس پھٹے ہوئے جوتوں کو گانٹھ دو۔ جب نجم الدین صاحب نے اس بزرگ آدمی کے حکم کی تعمیل کی تو بزرگ آدمی نے آپ سے فرمایا کہ سوات کے اخوند صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حضور حاضر ہو کر ان سے بیعت کریں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس بزرگ کے ارشاد پر سوات تشریف لے آئے اور رات اخوند صاحب سوات کی مسجد میں گزاری۔ اگلے دن سوات اخوند صاحب نے آپ کو مخاطب کر کے

---

۱): ص ۷۳، حفیظ اللہ باغبان، ستر غازی ملا نجم الدین اخونزادہ (دہڈی ملا)

۲): تحصیل علم کے لیے آپ کب عازمِ سفر ہوئے اس بارے میں تاریخ خاموش ہے۔ حضرت نجم الدین اخونزادہ صاحب فرماتے تھے کہ جب میری والدہ کی وفات ہوئی تو سوتیلی ماں کے درشت سلوک نے مجھے مجبور کیا کہ اپنے پیارے گاؤں کو چھوڑ کر تحصیل علم کے لیے عازم سفر ہو جاؤں۔ آپ مبارک ہر فرض نماز کے بعد فرماتے کہ میری سوتیلی ماں کو دعا میں یاد کریں کہ ان کے درشت سلوک کی وجہ سے اللہ رب العزت نے مجھ پر اپنا فضل و کرم کیا اور ظاہری و باطنی علوم نصیب کیے۔

بلایا کہ پاسنے ملا صاحب اِدھر آئیے۔ جبکہ آپ یہاں صرف ایک ہی رات گزار چکے تھے، آپ نے کوئی توجہ نہ دی۔ دوسری بار اخوند صاحب نے کہا کہ آخر میں بیٹھے ملا صاحب اُدھر آئیے۔ نجم الدین صاحب سوچ رہے تھے کہ اخوند صاحب کسی اور کو بلا رہے ہیں۔ اس دفعہ اخوند صاحب سوات نے آپ کو نام سے پکارا کہ مُلا نجم الدین ادھر آئیے۔ جب نجم الدین صاحب اخوند صاحب سوات کے پاس آئے تو سامنے وہی بزرگ تشریف فرما تھے جن سے پشاور کے مہابت خان مسجد میں ملاقات ہوئی تھی۔ آپ نے اخوند صاحب سوات سے بیعت کی اور حلقۂ ارادات میں داخل ہوئے۔ اخوند صاحب سوات کے باقی مریدین بہت حیران تھے کہ یہ بندہ کیسے حضرت صاحب کی اتنی جلدی توجہ پاسکا جبکہ ابھی انہوں نے ایک ہی رات گزاری ہے اور باقی لوگ حضرت اخوند صاحب سوات سے ملنے کے لیے کئی دن تک انتظار کرتے ہیں۔(۱)

۱۸۴۹ء کے قریب زمانہ میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیعت ہوئے۔ اسباق طریقت حاصل کرنے کے بعد سلسلہ عالیہ قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ اور چشتیہ میں ماذون ہوئے۔ ایک تحقیق کے مطابق اس زمانے کے بعد حضرت نجم الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پشاور کے ہزارخوانی اور اس طرح کے دوسرے علاقوں میں مقیم رہے اور چلہ کشی فرمائی۔(رسالہ نجم المشائخ)

ایک دفعہ خواجہ نجم الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جب حضور شیخ المشائخ سوات باباجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ملاقات کے لیے حاضر ہوئے تو حضرت خواجہ سوات بابا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے باقی مہمانوں کی مہمان نوازی فرمائی اور حضرت خواجہ نجم الدین کو ایک کمرے میں بند کر کے مسلسل چار روز تک نہ کچھ کھانے کو دیا نہ پینے کو۔ جب چار دن بعد حضرت خواجہ سوات باباجی نے دروازے کے باہر سے آواز دی تو حضرت خواجہ نجم الدین نے اندرونِ خانہ سے جواب دیا ''حاضر جناب'' حضرت خواجہ سوات باباجی نے اپنے مریدوں سے فرمایا کہ آؤ تمہیں دین کا تارہ دکھاتا ہوں، سب حاضر

:(1) David B.Edwards, HEROES OF THE AGE, NOTE:7

ہوئے۔ جب آپ حضرت نے دروازہ کھولا تو حضرت خواجہ نجم الدین کا چہرہ انور چمک رہا تھا۔فرمایا: یہ نجم الدین ہے پھر آپ کو خلافت عطا فرمائی اور حکم فرمایا کہ افغانستان جاؤ اور مخلوقِ خدا کی خدمت کرو۔(مرآۃ الاقطاب)

تعظیم مرشد:

حضرت نجم الدین اخونزادہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب بھی اپنے پیر و مرشد کے حضور تشریف لے جاتے تو حضرت اخونزادہ صاحب سوات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز باجماعت کی امامت آپ کے سپرد فرماتے۔آپ کا اپنے پیر و مرشد حضرت اخوند صاحب سوات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعظیم واحترام میں یہ عالم تھا کہ سیدو شریف اور سیدو شریف کے قرب وجوار میں کبھی جوتوں سمیت نہیں چلتے ہمیشہ ننگے پاؤں بڑے ادب واحترام کے ساتھ چلتے۔ادب کا یہ عالم تھا کہ اس علاقہ میں کبھی قضائے حاجت نہیں فرمائی۔(۱)

خلافت واجازت:

جب نجم الدین سوات صاحب سے بیعت ہوئے تو سوات صاحب نے آپ کو مزید تعلیم حاصل کرنے کا حکم فرمایا اور آپ کے لیے دعا فرمائی۔اس دعا کی برکت تھی کہ آپ کا علم بہت وسیع تھا اور تحصیل علم میں کمال حاصل کیا۔تعلیم مکمل کرنے کے بعد جب سوات صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اخوند صاحب سوات نے آپ کو خلافت اور اجازت سے مشرف فرما کر افغانستان جانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اپنے آبائی علاقے کے بجائے ایک ایسی جگہ کا انتخاب کر جو اسلام کا قلعہ بنے۔اس ارشادِ عالی کے ساتھ آپ کو ایک روپیہ عطا فرمایا۔سوات سے رخصت ہوتے وقت آپ نے یہ ایک روپیہ کسی فقیر کو دیا۔دورانِ سفر جب لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پیسے دیتے تھے تو آپ ان پیسوں کو غریبوں میں ہی تقسیم فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ ہڈہ تشریف لے آئے۔

---

۱):ص ۱۴، ستر غازی ملا نجم الدین اخونزادہ (دھڈی ملا) از حفیظ اللہ باغبان

جہادغزا اندازاً 1850ء:

1850ء کے قریب زمانہ میں آپ کابل میں تھے کہ جب پہلا ہنگامہ خیز اینگلوافغان[1] جنگ وقوع پذیر ہوا۔اس بارے میں تاریخ خاموش ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس جنگ میں شریک ہوئے یانہیں یاصرف مشاہدہ کیاان واقعات کا جواس جنگ میں رونما ہوئے۔

معرکہ امبیلہ:

آپ نے اپنے پیرومرشد کی طرح ساری زندگی جہادی معرکوں میں گزاری،آپ اعلیٰ درجے کے مجاہد اورغازی تھے۔ ۱۸۶۳ء میں سرکاوی امبیلہ کے مشہور جہاد میں حضرت باباجی صاحب سوات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ مختلف سرحدی قبائل کے لوگوں نے ہزاروں کی تعداد میں شرکت کی۔مہمند قبائل کے لال پورہ کے خان سعادت خان کے بیٹے سلطان محمد خان جوحضرت باباجی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سوات کے خاص مرید تھے وہ بھی حضرت ہڈہ ملا صاحب اور ہزاروں مجاہدین کے ساتھ شامل ہوئے پھر جب انگریزوں نے سرکاوی کے مقام پر شکست کھائی تو انگریزوں نے مہمند کے علاقوں کی طرف راستہ اختیار کیا تاکہ ان کو کمزور کرکے پھر صاحبِ سوات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بدلہ لیں، انگریزوں کو یہ معلوم تھا کہ حضرت باباجی صاحب سوات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ زیادہ تر مجاہدین مہمند قبیلوں سے تعلق رکھتے تھے حضرت ہڈہ ملا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب انگریزوں کی تیاری اور حملے کا حال سنا تو حضرت نے مہمند اور دیگر قبائل کو جہاد کی فضیلت بیان کی اور پانچ ہزار غازیوں کو تیار کرکے دو جنوری ۱۸۶۴ء کو قلعہ شب قدر پر حملہ آور ہوئے۔اس دفعہ غازیوں کے ساتھ کچھ سوار بھی تھے۔غازیوں کے مقابلے کے لیے کرنل میکڈالنڈا اپنے فوج کے ساتھ آیا، جنگ گرم ہوئی بہت سے انگریز ہلاک اور چارسو غازیانِ اسلام شہید ہوئے۔اس کے بعد انگریزوں نے پیش قدمی چھوڑ دی اور لشکر اسلام علاقہ مہمند کو واپس ہوا۔(۱)

---

۱) سلسلہ کے اولیاء اللہ، ص:92،93،حاجی محمد انور قادری

۱۸۶۳ء میں آپ پہلی بار امبیلہ کے غزا میں شریک جہاد ہوئے اس وقت سے لے کر اپنی وفات ۱۹۰۲ء تک آپ فرنگی کے خلاف ہر قابلِ ذکر معرکہ میں مصروفِ جہاد رہے۔ حضرت اخوند صاحب سوات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلفاء میں سب سے زیادہ شہرت آپ ہی کے حصہ میں آئی، اللہ عزّوجل نے آپ کی زبان میں وہ تاثیر رکھی تھی کہ وعظ کرتے تو اس کا ایک ایک لفظ سامعین کے دلوں میں اتر جاتا۔ خود اخوند صاحب سوات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کو تبلیغ جہاد کے سلسلے میں مختلف مقامات پر روانہ کرتے۔ آپ جب بھی فضائلِ جہاد بیان کرتے لوگ سروں پر کفن باندھ کر فرنگیوں جیسے جابر حکمرانوں کے سامنے ڈٹ جاتے۔ خان سعادت خان آف لال پورہ (مہمند) حضرت اخوند صاحب سوات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدتمند تھا۔ حضرت نجم الدین صاحب وہاں تشریف لے گئے تو خان نے پانچ سو مجاہدین اپنے بیٹے سلطان محمد خان کی سرکردگی میں سامراجیوں کے خلاف جہاد کے لیے روانہ کیا۔ غازیوں نے اپنی پوری قوت کے ساتھ شبقدر کے قلعہ پر حملہ کیا۔ سات غازی شہید اور کئی مجاہد زخمی ہوئے۔ اسی اثنا میں سلطان محمد خان کا چھوٹا بھائی نوروز خان تین ہزار پانچ سو مجاہدین کے ساتھ آ پہنچے جس میں کئی سوار بھی تھے۔

ایک دفعہ پھر غازیوں نے پورے جوشِ ایمانی کے ساتھ انگریزوں سے ٹکر لی۔ دو جنوری کو خود ہڈہ ملا صاحب نے دعا کے ساتھ غازیوں کو محاذ پر بھیجا تاہم اسی اثنا میں حضرت اخوند صاحب سوات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور برطانوی حکومت کے صلح کا اعلان ہو چکا تھا اس لیے مجاہدین نے بھی لڑائی سے ہاتھ روک لیا۔ (۱)

ہڈہ میں قیام:

ہڈہ میں آپ کے قیام کے بارے میں مختلف روایات موجود ہیں۔ بعض روایات کے مطابق آپ پہلے بھی ہڈہ میں قیام کر چکے تھے اس لیے بعد میں یہاں مستقلاً اقامت اختیار کی۔ دوسری روایت کے مطابق جب حضرت اخوند صاحب سوات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے

---

۱) فیضانِ قادریہ، صفحہ ۴۴۵، ۴۴۶

آپ کو ہڈہ بھیجا سوات صاحب نے آپ سے فرمایا کہ بت خانے کو ایسی جگہ میں بدل دو جہاں "لا اِلٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کی صدائیں بلند ہو۔ اس وقت ہڈہ ایک [1] بے آب و گیا صحرا تھا جہاں بہت کم اور اکا دکا علاقائی تھے جو یہاں اپنے مویشیوں کو چراتے اور تھوڑی سی فصل اُگاتے اور کچھ خانہ بدوش جو سردیوں میں ہندوستان جاتے یہیں سے گزر کر جاتے۔ ہڈہ ایک بت پرست بادشاہ کا نام تھا جو بہت زمانہ پہلے یہاں رہتا تھا لیکن آج بھی یہاں بت پائے جاتے ہیں۔ ہڈہ ننگرہار کے دارالحکومت جلال آباد سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر ریاست افغانستان کے حدود پر برطانوی انڈیا کے اس پار واقع ہے جس کے اطراف پختون خواہ کے مہمند اور شینو واری قبائل آباد ہیں۔

فاضل عزیز کہتے ہیں: ایک دن ہدی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت بتخاک صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا باہر جا کر دیکھ لو کہ کیا ہو رہا ہے اور مجھے اس کی خبر دے دو۔ وہ ایک خاموش رات تھی حضرت بتخاک صاحب جلدی واپس تشریف لے آئے۔ حضرت ہدی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ سے پوچھا کہ باہر کیا دیکھا۔ حضرت بتخاک صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ باہر ہر طرف لوگ اللہ عزّ وجل کے حضور دعا اور خدا کے ذکر میں مشغول ہیں۔ ہدی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ جب میں طالب علم تھا، سخت سردی کے موسم میں جلال آباد سے گزر رہا تھا (جلال آباد اب بہت آباد ہے پہلے یہ ایک صحرا تھا) جب ریگ شاہ مرداں پہنچا تو اپنی کتابیں رکھ دی اور لیٹنے کے لیے اپنی چادر بچھائی کہ سکون کی نیند سو سکوں لیکن مچھر اور گرمی کے باعث سو نہ سکا۔ اس وقت گانے بجانے کی آوازیں فضا میں بلند ہو رہی تھیں جو میں نے سنی۔ میں نے خدا کے حضور اپنے ہاتھ اُٹھائے، آسمان کی طرف دیکھ کر دعا کی: اے خدا ایک ایسے نیک بندے کو یہاں بھیج جو ان سب کی تربیت کر کے ان کی بُری حرکتوں کو نیک اعمال میں بدل دے۔ لوگوں کی بُرائیوں کو ان کی نیکیوں میں بدل دے۔ میں دعا کرتا رہا اور خدا سے گڑگڑا کر مانگ رہا تھا۔ جب میں سوات صاحب کے حضور حاضر ہوا اور آپ سے بیعت کی۔ اسباقِ طریقت مکمل کرنے کے بعد جب

مجھے خلافت سے نوازا تو حضرت اخوند صاحب سوات نے مجھے ہڈہ جانے کا حکم دیا جب اس وقت میں یہاں سے گزر رہا تھا تو بغیر گانے بجانے کے یہاں کوئی آواز نہ تھی لیکن آج آپ[1] بتا رہے ہیں لوگ اللہ (عزّوجل) کی عبادت اور ذکر میں مشغول ہیں۔ دیکھو! خدا اس وقت سے اب تک یہاں کتنی تبدیلی لے آیا ہے، تبدیلی اس شخص سے آتی ہے جو خود کو بدل دے۔ اگر وہ خود کو نہ بدلے تو دوسروں کو بھی نہیں بدل سکتا۔

امیر عبدالرحمان کے دورِ حکومت میں:

جب سوات اخوند صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خلافت و اجازت سے مشرف فرمایا اور آپ نے ہڈہ میں اقامت اختیار کی تو یہاں ایک مسجد کو تعمیر کیا اور اسلام و طریقت کی تبلیغ میں مصروف ہوئے یہاں مقیم ہو کر ہر آنے والے دن آپ کی شہرت میں اضافہ ہوتا رہا۔ جب آپ کی شہرت چار دانگ پھیل گئی اور اثر بڑھ گیا۔ ہر وقت لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حضور آنے لگے عبدالرحمن خان کی طبیعت میں بدگمانی کی صفت تھی کہ جب بھی کوئی مشہور ہو جاتا تو امیر اس شخص سے خائف ہوتا اور پریشان ہوتا کہ یہ بندہ کہیں مجھے چیلنج نہ کریں حفظ ماتقدم کی خاطر اس شخصیت کو گرفتار کرتا یا جلاوطن کر دیتا۔ امیر عبدالرحمن خان نے ہدیٰ صاحب کی مخالفت شروع کی اور کوشش کی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ساکھ کو متاثر کرسکیں۔

پروفیسر صاحبزادہ حمیداللہ نے لکھا ہے کہ امیر عبدالرحمن خان نے اپنے کسی مخالف کو زندہ نہ چھوڑا جس پر بھی شک ہوتا کہ اس کے اقتدار کے لیے خطرہ بن سکتا ہے اس کا خاتمہ کرنے میں اپنی پوری قوت صَرف کرتا۔ اس کی یہ خوئے بد ان مجاہدین کے حق میں بھی ظاہر ہو کر رہی کہ جن کی قربانیوں نے امیر کو تخت شاہی تک پہنچنے کے قابل بنایا تھا جس کے سامنے علمِ جہاد بلند کر کے امیر نے اپنی حمایت کے لیے فضاء ہموار کر لی تھی۔ اس کے اقتدار میں آنے کے دوسرے سال یعنی ۱۸۸٦ء میں یہ بات سب پر عیاں ہوگئی کہ اس کا عوامی روح سے جس کے لیے تحریکِ جہاد برپا کی گئی تھی کوئی تعلق نہیں وہ خود پسندی کا شکار تھا اس کی کوئی

کابینہ تھی نہ مجلسِ شوریٰ۔اس کے فیصلے شخصی تھے اور عوام اسے ظالم بادشاہ کے لقب سے یاد کرنے لگے۔کابل کے جیل خانے میں اس نے ہزاروں مردوں اور عورتوں کو قید کر رکھا تھا۔

جہادی اب سمجھ چکے تھے کہ اس کا نعرۂ جہاد محض فریب تھا وہ انگریزوں کا قریب ترین حلیف ہے اس سے معاہدے اور سودا بازی کے ذریعے حکمران بنا تھا اس کی انگریز نوازی نے ملک کے مجاہدین کو ایسی زنجیر میں جکڑ دیا ہے جس سے ملک کی خودمختار حیثیت مجروح ہوگئی ہے۔(۱)

جنرل محمد جان کو مزار شریف میں شہید کیا گیا۔ افغانستان کی مشہور روحانی شخصیت سلسلہ شاذلیہ کے پیرومرشد ملا مشک عالم جنہوں نے دوسرے اینگلو افغان جنگ میں مجاہدین کی قیادت کی تھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی شہید کیا۔

امیر عبدالرحمان نے جناب ہدی صاحب کو اپنے بارہ خلفاء سمیت بمع دیگر علماء کرام کے گرفتار کیا، مذکورہ بالا خلفاء کے اسماء گرامی یہ ہے: تگاب اخوندزادہ حمیداللہ صاحب، ملا بزرگ صاحب آف تگاب، شیخ محمود عراقی، شیخ صاحب پڑوائی، ملالغمان کٹوازی، ملا احمد زرمتی، ملا مرید صاحب زرمتی، اخوندزادہ عبدالرحیم صاحب شیلگری، حضرت اخوندزادہ ابوبکر وردگی، ملا صاحب سر آسیاب، باچہ صاحب ننگر ہار لغمان اور حضرت صاحب آف بتخاک۔ اس قید کے دوران حضرت ابوبکر وردگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شہید ہوئے۔

حضرت ہدی صاحب کی گرفتاری کے اگلے صبح جب درواغہ نے دیکھا کہ آپ جیل کی کوٹھڑی میں موجود نہیں اور قید خانے کا دروازہ اسی طرح باہر سے مقفل ہے تو امیر کو خبر دی گئی کہ قید خانے میں حضرت صاحب موجود نہیں۔امیر نے آپ کی تلاشی اور فوری گرفتاری کا حکم دیا۔حکومتی، نیم حکومتی اور زرخرید جاسوس آپ کی تلاش میں چارسو پھیل گئے۔عین اسی رات آپ شینواری کے علاقے میں تشریف لے آئے جبکہ یہ سفر دنوں پر محیط ہے، آپ نے گھنٹوں میں طے کیا۔ کہتے ہیں کہ یہ اللہ عزوجل کے فضل سے آپ کی کرامت تھی۔ جب آپ شینواری کے علاقے میں تشریف لائے اور شینواری قبائل امیر عبدالرحمان خان کے اس

---

۱) مختصر تاریخ افغانستان از پروفیسر صاحبزادہ حمیداللہ صاحب، صفحہ ۱۸۴

اقدام سے خبردار ہوئی تو یہ قبائل امیر کے خلاف لڑنے کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے۔

ہدیٰ صاحب نے ان لوگوں سے کہا کہ مسلمان کے خلاف جہاد جائز نہیں اس لیے کہ اس قتال سے مسلمانوں کا ہی خون بہتا ہے میں نہیں چاہتا کہ آپ لوگ امیر سے لڑے، میں سرحد کے اس پار چلتا ہوں تا کہ اس کی حکومت کے دائرہ اختیار سے باہر رہ سکوں۔ میری خواہش ہے کہ مسلمان امن سے رہے۔

شینواری کے علاقے سے فیروز خان کے والد اور مہمند درہ کے لوگوں نے ہدی صاحب کو کشتی کے ذریعے دریا پار کرا کے آزاد قبائلی علاقے مہمند لے آئے۔ یہاں تشریف آوری کے بعد آپ کی شہرت کا لوگوں میں مزید اضافہ ہوا۔

امیر عبدالرحمان خان ہدیٰ صاحب کے بارے میں نازیبا گفتگو کیا کرتے تھے۔ حضرت فضل شکور صاحب ان دنوں بتخاک میں تھے کہ کچھ جاسوسوں نے امیر کو خبر دی کہ حضرت بتخاک نے آپ کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا ہے۔

عبدالرحمان خان نے حضرت بتخاک صاحب کو طلب کیا۔ میرا (۱) ایک چچا عظیم خان جو اس وقت نوجوان تھے، کہتے ہیں کہ میں حضرت صاحب بتخاک کے ساتھ تھا۔ میرا خیال تھا کہ اگر آپ کو قید کیا تو آپ کی خدمت کے لیے آپ کے ساتھ رہوں گا۔ جب وہ لوگ اُٹھے تو حضرت صاحب کو اپنے ساتھ لے گئے اور مجھے کہا کہ انتظار کرو۔

عبدالرحمان خان ایک ڈرانے والا بادشاہ تھا۔ وہ بے رحم اور ظالم تھا۔ جب عبدالرحمان خان حضرت صاحب بتخاک سے ملے۔ آپ سے کہا کہ یہ سچ ہے کہ آپ نے میرے خلاف کفر کا فتویٰ دیا ہے مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ مجھے کافر قرار دے رہے ہیں۔

حضرت صاحب بتخاک نے کہا کہ یہ ہماری شریعت اجازت نہیں دیتی کہ کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو کافر قرار دے۔ پھر آپ نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ حضرت ہدی صاحب کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہیں جو لوگوں کے رہنما اور مقتدا عالم ہیں

---

۱) فاضل عزیز بیان کرتے ہیں جو حضرت صاحب آف بتخاک کے بھتیجے ہیں

اگر آپ نے اس طرح کے الفاظ استعمال کیے ہیں تو پھر آپ کافر ہیں۔

حضرت صاحب بتخاک کے سامنے امیر عبدالرحمان خان نے ہدیٰ صاحب [1] کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کیے یہاں تک کہ آپ کو کافر کہا۔ حضرت صاحب بتخاک نے کہا کہ آپ اب یقین کے ساتھ کافر ہیں۔

عبدالرحمان خان نے حضرت صاحب بتخاک کی داڑھی نکالنے کا اور اس پر عملدرآمد کا حکم دیا۔ جب امیر نے آپ کی داڑھی نکالنے کا حکم دیا تو حضرت صاحب بتخاک نے کہا کہ خدا کا شکر ہے میں تو اپنی شہ رگ قربان کرنے کے لیے تیار تھا لیکن مجھے اس سے کم کی سزا دی گئی ہے۔ میں شکر کرتا ہوں کہ یہ سب اسلام کی راہ میں کر رہا ہوں۔

آپ کی داڑھی نکالنے پر عملدرآمد تو نہیں ہوا لیکن سات سیر کا طوق آپ کے گلے میں ڈال دیا گیا، پاؤں میں بیڑیاں اور ہاتھوں میں پانچ چرک ہتھکڑیاں، جب آپ کو جیل لے گئے تو طوق اور زنجیریں خود بخود ہی کھل گئی۔

داروغہ نے حضرت بتخاک صاحب سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ یہ خود کھل گئی ہے لیکن اگر امیر عبدالرحمان نے دیکھا کہ آپ کے گلے میں نہ طوق ہے اور نہ ہی زنجیریں ہاتھ اور پاؤں میں تو وہ مجھے گنہگار ٹھہرا کر مار دے گا کہ یہ سب میں نے کھولی ہیں۔ جب حضرت بتخاک صاحب نے وضو کر کے نماز پڑھی تو طوق اور زنجیر کو واپس اپنے گلے اور ہاتھوں میں ڈال دی۔

جیل میں حضرت بتخاک صاحب کے دو سال اور چند مہینے ہوئے تھے کہ ایک دن تور (حبشی) نے کہا کہ آپ ہتھکڑیاں کیوں نہیں لگا رہے تو حضرت صاحب نے کہا کہ آؤ اور یہ ہتھکڑیاں باندھ دو۔ اب مزید میں یہ نہیں کر سکتا۔ جب تور (حبشی) آپ کو ہتھکڑیاں لگاتے تو وہ خود ہی کھل جاتی۔ اس پر حضرت صاحب نے تور سے کہا کہ آپ یہ نہیں لگا سکتے تو میں ایسا کیسے کروں۔ اس حبشی آدمی نے امیر عبدالرحمان کو خبر دی کہ ہتھکڑیاں آپ کے ہاتھوں میں لگا کر کھل جاتی ہے۔ اس پر امیر نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو انہیں ہتھکڑیاں نہ لگائیں۔

ان دو سالوں میں امیر عبدالرحمان خان پر رات کو کئی بار اس کی چار پائی الٹ پڑتی تھی، کئی دفعہ حضرت ہدی صاحب کو خواب میں دیکھا کہ حضرت ہدی صاحب اپنے ہاتھ میں شلگے (نیزہ) لیے ہوئے امیر سے کہتے ہیں کہ "کیا تم جیسے ظالم پر وار کر دوں" خواب میں یہ سنتے ہی عبدالرحمان خان نیند سے بیدار ہو جاتے۔

جب عبدالرحمان خان فوت ہوئے تو ان کے بیٹے حبیب اللہ خان نے امیر کے جنازے سے پہلے حضرت ہدی صاحب کے سب خلفاء کی رہائی کا فرمان جاری کیا اور ان سب سے اپنے والد کے لیے معافی مانگی۔ جب حضرت بتخاک صاحب سے ملے تو آپ کی داڑھی کو چوما اور کہا کہ میرے والد کو معاف کریں۔

حضرت بتخاک نے کہا کہ میں نے سارے مسلمانوں کو معاف کیا ہے۔ (۱) حضرت ہدی صاحب کے باقی خلفاء نے نو سال کا عرصہ اسی قید میں گزارا جس میں حضرت ابوبکر دردگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شہید ہوئے اور ان کا جنازہ جیل سے نکلا۔

جروبی میں قیام:

جب آپ مہمند تشریف لائے تو جروبی چمرکنڈ کے مقام پر سکونت اختیار کی۔ یہاں پر آپ نے ایک مسجد تعمیر کی لوگوں نے کچھ زمین آپ کو تحفہ میں پیش کی جس میں آپ جَو (اور بشئی) کاشت کرتے۔ شرعی احکامات یعنی عشر وزکوٰۃ دینے کے بعد آپ اس کو پیس کر ستو بناتے جو آپ کی خوراک ہوتی۔

معرکہ ۱۸۹۵ء:

۱۸۹۵ء میں انگریزوں نے غازی عمرا خان جندول کی ریاست پر حملہ کیا تو آپ نے امیر لشکر کی حیثیت سے ملاکنڈ کے محاذ پر دادِ شجاعت دی۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب ڈیورنڈ لائن کا معاہدہ طے ہوا تھا لیکن ابھی اس معاہدہ پر زمینی طور پر کوئی عمل درآمد نہیں ہوا تھا۔ اس معاہدہ کے خلاف اس خطے میں ایک اشتعال برپا تھا۔ یہ حضرت اخونزادہ نجم الدین

۱:(David B.Edwards, HEROES OF THE AGE, 1996NOTE:47,

ہدیٰ صاحب کے غاصب انگریز استعمار کے خلاف وعظ وتقریر اور تبلیغ جہاد کا اثر تھا کہ لوگ غاصب فرنگی استعمار کے خلاف جنگ پر آمادہ ہوئے تھے۔ [1]

محمد گلاب ننگرہاری اپنی کتاب ''نجم الاولیاء'' میں رقمطراز ہیں کہ حضرت نجم الدین اخونزادہ اس غزا میں بڑے بہادری، دلیری اور شجاعت کے ساتھ انگریز استعمار سے لڑے اور غاصب فرنگی استعمار کو شکست دی۔ اس معرکہ میں حضرت ہدیٰ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے شجاع اور دلیر مجاہدوں کے ساتھ چکدرہ کے قلعہ پر حملہ کر کے فتح کیا۔ اس قلعہ میں موجود غاصب انگریز فوج کے جنگی ساز وسامان کو قبضہ میں لے لیا۔ اس قلعہ میں موجود غازی عمرا خان کے بھائی جو یہاں قید تھے۔ اس فتح کے سبب آزاد ہوئے۔ اس معرکہ میں حاجی ترنگزئی صاحب حضرت اخونزادہ نجم الدین صاحب کے ساتھ شریک جہاد تھے۔

اس معرکہ کو محمد ابراہیم ہمیم کاکڑ نے اپنی نظم میں کچھ یوں بیان کیا ہے:

پہ ملا کنڈ کی چی تاوکڑہ غزا
پہ چمرکنڈ دی بیا خورہ کڑہ رنڑا
پہ ناوگی کی او پہ سکو ڈیری
ٹولوجنگوکی دی غلیم کڑہ پہ شا
چی مسلمان پری پہ آزار ھیث نہ شی
لاری دی واڑہ کڑی غبی پاکی صفا
د کارنامی ھیث ہیریدونکی نہ دی
د تاریخ پانڑی ھیریدونکی نہ دی(۱)

معرکہ ۱۸۹۷ء:

ان دنوں حضرت سوات اخوند صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید حضرت سعداللہ

---

۱) ۹۲، خدمتگار عبداللہ بختانی (۱۳۷۶ھ ش)، دھڈی اخونزادہ، جرمنی: دا افغانستان دکلتیوری ودی ٹولنہ، بحوالہ ص ۹۷،۹۶، ستر غازی ملا نجم الدین اخونزادہ (دھدی ملا) حفیظ اللہ باغبان

خان المعروف بہ سرتور فقیر صاحب حجاز مقدس میں تھے۔ جب حجاز سے واپس ہوئے تو مہمند میں حضرت نجم الدین ہدیٰ صاحب سے ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ اس ملاقات میں انگریزوں کے خلاف ایک فیصلہ کُن جہاد کی تیاریوں پر مشورہ کیا۔ یہاں سے اکر سرتور فقیر صاحب نے ملاکنڈ میں لنڈاکے مقام پر اقامت اختیار کی۔

پہ لنڈاکئی کی درتہ دیرہ سرتور فقیر دے　　　　ڈینگ فرنگے دزان پہ ویردے

لنڈاکئی کے مقام پر سرتور فقیر نے پڑاؤ ڈالا ہے جس سے فرنگی وحشت میں ہے اور ان کو اپنی جانوں کی فکر لاحق ہے۔

کنڑی سید کے نام سے حضرت ہدی صاحب کے لنگر خانہ میں ایک خادم تھا جو حقیقت میں انگریزوں کا جاسوس تھا اس نے انگریزوں کو خبر دی کہ سرتور فقیر صاحب نے چکدرہ فورٹ پر حملہ سے پہلے 18-20 جولائی تک حضرت ہدی صاحب سے ملاقات کی، پھر 12 اگست اور اس مہینے کے آخر میں حضرت ہدی صاحب سے ملے۔ (۱)

ملاکنڈ کا محاذ:

یہ ۲۶ / جولائی ۱۸۹۷ء کا گرم ترین دن ہے، سہ پہر کے وقت ملاکنڈ کے قلعے پر برطانوی پرچم یونین جیک کے سائے میں انگریز افسر کلب میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ کوئی تاش اور بیئر سے جی بہلا رہے تھے اور جام پر جام لنڈھا کر دن کی کوفت مٹا رہے تھے، ایسے میں باہر ڈھول اور سرنا کی آواز سنائی دی۔ بیرے (سپاہی) سے پوچھا گیا کہ باہر کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ قلندر سبز پرچم اُٹھائے جا رہا ہے۔ بچے اور جوان ساتھ ہیں سب بآواز بلند "لا اله الا الله محمد رسول الله" کا ورد کر رہے ہیں۔ شاید کسی زیارت پر چڑھاوا چڑانے جا رہے ہیں۔ ابھی کچھ ہی وقت گزرا ہوگا کہ ایک سنتری نے آ کر رپورٹ دی کہ سامنے پہاڑی پر لوگ جمع ہو رہے ہیں۔ یہ بات سن کر فرنگی کمانڈر نے کچھ دیر سوچا اور یہ سمجھا کہ پہلے بھی لوگ کئی تقریبات میں اسی طرح ڈھول کے ساتھ جایا ہی کرتے رہے ہیں

---

1) Punjab Civil Sectriat / Foriegn Frontiar /Proceeding August 1897

پھر اس میں خطرے کی کیا بات ہو سکتی ہے۔ چنانچہ قلعہ میں چہل بازیاں اسی طرح جاری رہیں۔
شام کا وقت ہوتے ہی بتیاں روشن ہوئیں اور انگریز اہلکار سب کھانے کی میز کی طرف[1] بڑے۔ ابھی کھانا شروع نہیں کیا تھا کہ خطرے کی گھنٹی بجنی شروع ہوئی۔ کھانا وہیں چھوڑ کر وہ سب اپنے اپنے کمروں کی طرف بڑھے، اپنی وردیاں پہنیں اور ہتھیار سنبھال لیے۔ ابھی فرنگی پوری طرح سنبھلنے بھی نہیں پائے تھے کہ پہاڑی سے اندھا دھند فائرنگ کا سلسلہ شروع ہوا۔ گولیاں کیمپ میں گرنے لگی۔ اس وقت ملاکنڈ گیرژن میں ایک

11th Bangal Lancers،No 8, Bangal Mountain Battery

ایک 45th Sikh،Company of Sappers,اور 24th , 31st Punjab

Infantry تھے جو تقریباً تین ہزار آدمی تھے جن کو کرنل میکل جان (Colnel Meikle jhon) کمانڈ کر رہے تھے۔

۱۸۹۵ء کی چترال فوجی مہم (غازی عمرا خان کی ریاست کے خاتمے) کے بعد وادی سوات میں مکمل امن تھا۔ پہلی خبر (۱) جس میں وادی سوات کے پچھلے حصے میں تبدیلی کا ذکر تھا، یہ تغیر چکدرہ پل کے قریب تھانہ میں واقع ہوا تھا۔ اس اچانک حملے نے انگریزوں کو حیران کر دیا تھا، مدمقابل کون تھا؟ ایک دیوانہ، مست قلندر جسے لوگ سرتور فقیر کے نام سے یاد کرتے تھے اور اس کے ساتھ بھی سو ڈیڑھ سو جوان مرید تھے۔

سرتور فقیر لنڈا کیے سے تھانہ پھر الہ ڈھنڈ کی طرف آگے بڑھے، پہلے آپ نے امان

---

۱): ۲۶ جولائی ۱۸۹۷ کو پشتونوں کی ایک کثیر تعداد وادئ سوات کے آغاز میں ملاکنڈ قلعہ پر حملہ آور ہوئے۔ قلعہ واپس ہونے میں فرنگیوں استعمار کے ہزاروں جنگجوؤں کو چار دن لگے لیکن جیسے ہی انگریزوں نے یہاں سوات اور ملاکنڈ میں اپنی طاقت بحال کی تو پختونوں کے گروہ جوق در جوق اس اقدامی میں جہاد شامل ہونے لگے۔
۲۶ اگست کو خیبر پاس کے قلعہ پر مجاہدین نے حملہ کر کے قبضہ کیا۔ قلعہ میں موجود بھاری تعداد میں بندوق، گولہ بارود اور جدید ہتھیار اپنے قبضہ میں لیا۔ اس کے بعد جلد ہی سمانا قلعہ پر اورکزئی قبائل نے حملہ کیا اور بندوبستی اضلاع میں بھی چھوٹے چھوٹے گروہ کی شکل میں مجاہدین حملے کرنے لگے۔

Directorate of Archives, North West Frontier Province, Shahi Bagh Peshawar,The 1897 Revolet and tirah valley operations from the pashtun perspectives, Note:37,38,38,

درہ پر قبضہ کیا، پھر آگے بڑھے۔ ملا کنڈ کی تجارتی سرائے، یہاں سے آگے انگریزی چھاؤنی کے پریڈ گراؤنڈ تک پہنچ گئے۔ پوری رات لڑائی جاری رہی، ایک ایک مجاہد نے کئی گوروں[1] کو واصلِ جہنم کیا۔

مجاہدین تلواروں لاٹھیوں اور چقماق (ایک قسم کا سخت پتھر جس پر لوہا مارنے سے چنگاریاں اڑتی ہے) سے لیس تھے جبکہ مدمقابل میں فرنگی توپوں سے آگ اگلتی رہی اوران کی مشین گنوں سے گولیاں بارش کی طرح برس رہی تھیں۔ مجاہدین تلواریں لیے نعرے لگاتے ہوئے دشمن فوج کی صفوں میں جا گھستے۔ انگریز سپاہیوں سے بندوق چھین لیتے اور پھران کی بندوقوں سے فرنگیوں کو موت کی نیند سلاتے۔ اس اچانک یورش سے انگریز حواس باختہ ہوئے تو سکھ پلٹن کو آگے کیا۔ سینکڑوں سکھ جان سے گئے۔ اس لڑائی میں آفیسرز میں لیفٹننٹ مینلی (menly) واصلِ جہنم ہوا جبکہ لیفٹننٹ کرنل کیمب 24th Punjab infanrty (Camb) Major Taylor 45th Sikh , Major Herbert Staff Officer اور لیفٹننٹ Walting (Royal Engineers) زخمی ہوئے۔

یہ حال دیکھ کر کرنل میکل جان نے مردان اور درگئی کی چھاؤنیوں سے مدد مانگی اور بتادیا کہ اگر فوری کمک نہ پہنچی تو مالاکنڈ کی خیر نہیں۔ ایک دن بعد 31st Punjab Infantry نے فورسز کو ملاکنڈ میں جوائن کیا لیکن اس حملے کے بعد ملاکنڈ کے سارے قبائل مسلح ہو چکے تھے۔

حضرت اخوند صاحب سوات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دونوں پوتے صاحبزادگان صاحبان جو مصرف تبلیغ جہاد تھے، اس جنگ میں شامل ہوئے۔ اس لیے نوشہرہ سے چار

نوشہرہ سے چار Regiment of Infantry، A Mountoin Battery اور باقی تین Sqadron of the Bangal Lancers بھی آئے۔ نوشہرہ سے آئے ہوئے امدادی دستوں کی کمان کرنل ریڈ کررہے تھے۔ اس دوران ملاکنڈ قلعہ پر مجاہدین بار بار حملے کررہے تھے۔ رات بھر گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی جس کے نتیجے میں سکھ فوجی بیسیوں لاشیں

چھوڑ کر پسپا ہوئے اور قلعہ کے اندر پناہ لینے پر مجبور ہوئے۔

دوسری طرف چکدرہ کی فوجی چوکی خطرے میں تھی۔اس میں صرف دس سپاہی متعلّین تھے جس کا کام ملاکنڈ کے قلعے سے رابطہ قائم رکھنا اور کسی خطرے کی صورت میں سگنل دینا تھا۔قبائلی مجاہدین چکدرہ چوکی پر ٹوٹ پڑے، یہ دیکھ کر ملاکنڈ سے کچھ فوجی چکدرہ بھیجی گئی جو کسی دور دراز راستے سے دریا کو پار کر کے خفیہ طور پر چکدرہ پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔

۲۹ جولائی ۱۸۹۷ کو جمعہ کا دن تھا،، ہجری مہینے کی پہلی تاریخ تھی، مجاہدین جذبہ جہاد سے سرشار دشمن پر حملہ آور تھے۔چند گھنٹوں میں مجاہدین نے سینکڑوں فرنگی سپاہیوں کے ساتھ گائیڈڈ رسالہ کے لیفٹننٹ بائرون اور لیفٹننٹ کس کو بھی ہلاک کیا۔

اس دوران کرنل ایڈمز گھوڑے سے گر کر زخمی ہوئے۔حالات کی نزاکت کو بھانپ کر راولپنڈی سے جنرل آفیسر کمانڈنگ جنرل سر بائینڈن بلڈ خود ملاکنڈ پہنچے۔

اس وقت شمالی ہند کی تمام چھاؤنیوں سے ساری توپیں اور دس ہزار سپاہی محاذ پر پہنچ چکے تھے۔اس دوران حضرت ہدی صاحب مہمند قبائل کے ساتھ جس میں حضرت فضل واحد المعروف حاجی ترنگزئی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو نجم الدین صاحب کے بالواسطہ بزرگ خلفاء میں سے ہیں، بھی شامل تھے، نے قلعہ شبقدر پر حملہ کیا اور قلعہ شبقدر کو آگ لگائی۔اس معرکہ میں ۲۷/مجاہدین شہید اور ۴۷/زخمی ہوئے۔مجاہدین کی تعداد ۱۴۰۰-۳۰۰۷ تک بتائی جاتی ہے۔ اسی دوران سخاکوٹ اور بٹ خیلہ کے مقام پر بھی جنگ شروع ہوئی۔ غازیانِ اسلام کی حالت بہت اچھی تھی اور گوروں کی حالت سخت مشکل میں آن پڑی تھی۔

شاعر یٰسین صاحب نے اس واقعہ کو منظوم انداز میں پشتو زبان میں یوں بیان کیا ہے۔

ہر غازی دگل پہ رنگ و کڑی قتل دفرنگو

ہر غازی پھول کی مانند خوبصورت تھا جو انگریز کو قتل کر رہا تھا

وو مخکے میراعظم گورہ ئے کڑ و قلم

میراعظم صاحب سب سے آگے تھے جنہوں نے گوروں کے سر کاٹ دیئے

بل مل ئے د بٹ خیلے سعد اللہ وو   زمرے د پاک اللہ وو

ان کے ساتھ بٹ خیلہ کے سعد اللہ خان تھے جو اللہ کے شیر تھے [1]

ارمان ئے پاتے نہ شو، نہ پہ کفار وئے زرہ پاتے زڑہ شو   جنگ جوڑ پہ ملاکنڈ شو

کوئی ارمان باقی نہ رہا نہ ان کے دلوں میں کافروں کے لئے کوئی رحم کا جذبہ رہا جب ملاکنڈ کے محاذ پر جنگ شروع ہوئی۔

رحمت پہ حاجی پیر شہ   جنت ک ئے جاگیر شہ

اللہ عزوجل کی رحمتیں ہو حاجی پیر صاحب (حاجی ترنگزئی) جنت میں ان کے لئے اعلیٰ مقام ہو

غزا لسے راوؤت پہ اخلاص ئے گیر کفار کڑہ   ثوتنہ ئے مردار کڑہ

اخلاص کے ساتھ جہاد کے لئے نکلے اور کفار کو گھیر لیا اور بہت سے کافروں کو واصلِ جہنم کیا۔

جنرل بلڈ نے ملاکنڈ میں کمان سنبھال کر ظلم و ستم کی انتہا کی جو شخص بھی ان کے ہاتھ آتا زندہ نہ بچ پاتا۔ اپنی بے سروسامانی کے باوجود یوسفزئی رضا کار مورچوں میں ڈٹے رہے۔ حالت یہ تھی خالی ہاتھ مجاہدین رائفل بردار گوروں سے گتھم گتھا ہو جاتے۔ بعض کے ہاتھوں میں صرف پتھر ہوتے۔ اس معرکہ میں جنرل بلڈ نے وہ تباہی مچادی کہ تین ہزار کے قریب مجاہدین نے جامِ شہادت نوش کیا۔ اس کے بعد جب انگریز نے سوات کے ملکوں سے صلح کر لی تو ملکوں نے غازیوں سے جنگ بندی کرانے کی کوشش کی اور جنگ بند کی۔

ماموند محاذ:

ستمبر کا مہینہ شروع ہوا تو انگریز جنرل بائینڈن بلڈ ملاکنڈ کی مہم سے فارغ ہونے کے بعد ہدی صاحب سے نمٹنے کے لیے وادی ماموند کی طرف بڑھے۔ جب انگریز جرنیل یہاں پہنچا تو مقامی لوگوں کے گھروں کو (جو انہوں نے پہلے سے خالی کی ہوئی تھی) جلانا شروع کیا۔ رات کو مجاہدین نے انگریز لشکر پر حملہ کیا، یہ حملہ اتنا غیر متوقع تھا کہ انگریز لشکر یہاں سے بھاگ نکلا اور نوا گئی میں ہی جا کر دم لیا۔

محمد گل عتیقی نے ماموند کے مقام پر لڑی گئی معرکہ کا ذکر اپنی ایک نظم میں کیا ہے جس

کے چند اشعار یہ ہیں:

مومندی جگ کڑل پہ تسپو اوتورو — مقابلہ تہ د خامار د وطن [1]
سکوڈیری او پہ ڈیری د پڑنگ — ھم تریخ ڈنڈ دشمن فرار د وطن
د استعمار ی زولنی کڑی ماتی — د اسارت د قید کڑی کڑی ماتی

شبقدر ڈیری کے مقام پر لڑی گئی معرکہ کا ذکر سیّد محمد طاہر بینا نے اپنے نظم میں کیا ہے، جس کے چند اشعار یہ ہیں:

د ڈیری لوی غزا کی دی غازی — د اسلام پہ ننگ کولہ سربازی
دہ پہ زڑہ ایخی داغونہ و دشمن تہ — اسلامی لوی فداکارہ و وطن تہ
نن زمونگ لپارہ زایی د افتخار دی(۱)

نوا گئی پہنچ کر انگریز جرنیل کو خبر ملی کہ ہدیٰ صاحب اوران کے ارادت مند فرنگی لشکر کا انتظار کررہے ہیں، اس دوران ہدی صاحب کے مریدین اور شیخان تبلیغ جہاد کے سلسلہ میں جگہ جگہ دورے کررہے تھے(۲) چونکہ حضرت نجم الدین ہدیٰ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سرحد کے سارے قبائل کے واجب التعظیم بزرگ تھے۔لوگ آپ کے ایک اشارے پر جان و مال قربان کرنے کو تیار ہوتے جس سے جہاد کا سلسلہ پورے قبائلی علاقے میں پھیل گیا۔

---

۱) بینا، سیّد محمد طاہر ۱۳۳۹ھ ش) دغنبر گوی ۲۱ مہ، ننگرھار ورخپانہ ۴۶ مہ گنہ، بحوالہ ص ۱۰۱، ستر غازی ملا نجم الدین اخونزادہ (دھمدی ملا) حفیظ اللہ باغبان

۲) جب سوات میں اور مہمند کے علاقہ میں جہاد شروع ہوا تو ہدیٰ صاحب کے مرید پہاڑوں پر چلتے اور پشتونوں کو جہاد میں شامل ہونے کی دعوت دیتے اور کہتے کہ سارے ذاتی قبائلی خلش کو بھول کر سب ایک قوت سے اس عظیم مقصد میں شامل ہو جائیں۔

[1] Deputy commissioner Khyber to Punjab and Shimla, 14 and 16 august 1897, telegram 76, Frontier Branch, Foreign Department, Govt of Punjab.Directorate of Archives, North West Frontier Province, Shahi Bagh Peshawar.The 1897 Revolet and tirah valley operations from the pashtun perspectives, Note,61

جنوب میں کوہاٹ جہاں اورکزئی اور پڑوس قبائل نے British Base اور Samana Bridge کے قریب حملہ کیا۔ تیراہ ضلع خیبر [1] جہاں آفریدی اور شینواری قبائل آباد تھے، نے انگریزوں پر حملے کیے۔

اس جنگ کے دوران ہدیٰ صاحب نے مختلف قبائل کو جہاد میں شامل ہونے کے لیے خطوط بھیجے۔ ان میں سے ایک خط [2] انگریزوں کے ہاتھ لگا۔ اس خط کے وجہ سے انگریز Sir William Lokart [3] نے چمکنی قبائل کو جب جہاد میں شامل نہ ہونے کے لیے ان قبائل کے نمائندوں سے کہا تو ان لوگوں نے جوابا کہا: ہم کسی ایسے حکم سے کیسے روگردانی کر سکتے ہیں جو ہمیں ہدیٰ صاحب، سرتورفقیر صاحب، اکاخیل ملا صاحب یا اور مسلمانوں کی طرف سے ہو، ہم یہ برداشت کر سکتے ہیں کہ ان کے حکم کی تابعداری میں ہماری گردنیں تلواروں سے کاٹی جائیں لیکن ان سے غداری نہیں کی جاسکتی۔ اگر وہ آپ سے صلح کرے تو ہمارا بھی آپ سے

---

۱) کرنل ایچ ڈی ہوتچنسن جس نے خود تیراہ کے معرکہ میں آفریدی پشتونوں کے خلاف حصہ لیا تھا، کہتے ہیں کہ یہ لوگ انتہا درجہ کے دلیر، چالاک، ہوشیار اور بہادر ہیں۔ یہ لوگ بڑے تحمل سے اپنی شکار پر نگاہ رکھے ہوئے ہوتے ہیں اور ان پر حملہ کرنے کا انتظار کرتے ہیں۔ یہ بہت تیزی اور ڈھٹائی پن دکھاتے ہیں۔

H.D. Hutchinson, The Campaign in Tirah, 1897-1898) 1898, reprinted, New Dehli Lancer, 2008,P.89.The 1897 Revolet and tirah valley operations from the pashtun perspectives, Note:30

۲) David B.Edwards, HEROES OF THE AGE, NOTE:34,this letter was captured by british in 1897,Punjab Civil Secertariat, Foreign/Frontier files Proceedings September 1897

۳) جنزل سرولیم لوکاٹ (1841-1900) 1858 میں بنگال، نیٹو انفنٹری میں شامل ہوئے بھوٹان، ابسیینا، افغانستان، برما اور شمالی مغربی سرحد پر برطانوی فوج کے لیے خدمات انجام دیں۔

۱۸۹۰ سے پنجاب فرنٹیر فورس (دی پفرز) کی کمان سنبھال لی۔ ۱۸۹۶ میں جنزل کے عہدے پر ترقی حاصل کی۔ بعدازاں ۱۸۹۸ میں انڈیا میں کمانڈر انچیف بنادیئے گئے۔

The 1897 Revolet and tirah valley operations from the Note:27,pashtun perspectives

صلح ہے اور یا ہم اپنی جانیں قربان کردیں گے۔(۱)

1

بادمانی پاس کا معرکہ:

مہمند غریب لوگ تھے، ان میں سے اکثر کے پاس تلوار کے علاوہ کوئی اسلحہ نہ تھا تاہم انہوں نے بادمانی پاس کے ساتھ رات کے وقت انگریز فوج کو گھیرے میں لے لیا۔

اس دست بدست لڑائی میں انگریز لشکر کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ نصف کے قریب فرنگی فوجی ہلاک ہوئے جبکہ باقی ماندہ فرنگی لشکر نے ایک پہاڑی نالہ میں پناہ لے کر جان بچائی۔

دوسری رات شدید بادوباراں کی وجہ سے انگریز سپاہی راستہ بھول گئے اور قبائلی مجاہدوں کے نرغے میں آ گئے۔ دن چڑھا تو انگریز کو اپنی لشکریوں کو تلاش کرنے کا موقع ملا تو انہیں انگریز افسروں سمیت چار دیسی افسروں اور ۱۳۶ رسپاہیوں کی لاشیں ملی۔

۲۰ رستمبر کے دن ہدیٰ صاحب کو اطلاع ملی کہ جنرل ایلس کی کمان میں ایک انگریز لشکر بہت جلد جنرل بلڈ کے لشکر سے ملنے والا ہے۔ ہدیٰ صاحب نے جنرل ایلس کے لشکر کے پہنچنے سے پہلے ہی جنرل بلڈ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ تمام مجاہد پہاڑی چوٹیوں پر جمع ہوئے، عشاء کی نماز پڑھ کر انہوں نے انگریز لشکر پر ہلہ بول دیا۔ خود ہدیٰ صاحب بنفس نفیس مجاہدین کی قیادت کر رہے تھے۔ رات نو بجے سے لے کر ڈھائی بجے تک میدان کارزار گرم رہا۔ انگریز توپ خانے نے بے پناہ گولی باری کی، تاہم مجاہدین کے حوصلے برقرار رہے۔ اس پر مسلمان سرفرشوں نے تلواریں سونت لیں اور دست بدست لڑائی کا آغاز کیا۔ اسی اثناء میں ایک مجاہد

---

۱) چمکنی قبائل جو اس علاقہ کے سب سے مغربی حصے پر وادی کرم کے شمال پر واقع ہے نے ہتھیار ڈالنے سے انکار کیا۔ چمکنی قبائل بڑی بے جگری سے اول سے آخر تک لڑے۔ یہاں تک کہ گرخاصوں نے ان کے سرداروں میراک شاہ (خانی خیل کے ملک) محمود اور سیرو کو شہید کیا تو گورخاصوں نے تھابی کے مقام پر ان کے قلعہ کو بغیر کسی مزاحمت کے تباہ کیا۔ قیادت کی شہادت کے بعد مزاحمت کی شدت ختم ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ مقام قیادت کتنی اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔

Sir Robert warbarton, Eighteen years in khybor(London(Tehon murnoy, 19001,P.P 298-299 .The 1897 Revolet and tirah valley Note,60,operations from the pashtun perspectives

کی گولی فرنگی جرنیل دوڈ ہاؤس (Gen Wood House) کو لگی جس سے وہ تیورا کر گر پڑا۔

دوسرے دن جنرل ایلس اور جنز بلڈ کے لشکر ایک دوسرے سے ملے۔ 23 ستمبر[1] کی رات کو پھر حق و باطل کے لشکروں کا سامنا ہوا، دونوں کے درمیان زبردست رن پڑا۔ یہ رات انگریزوں نے آنکھوں میں کاٹ دی۔

معرکہ جروبی:

فرنگیوں کا ایک ہی مقصد تھا کہ کسی طور پر ہدیٰ صاحب کے مرکز اعلیٰ پہنچ کر اسے غارت کریں، چنانچہ راستے میں دیہات کو تباہ کرتے ہوئے اور فصلوں کو آگ لگاتے ہوئے انگریز لشکر اس مقام پر پہنچا، جہاں سے تھوڑے فاصلے پر ایک سادہ سی مسجد تھی اور گھاس پھوس کے چند جھونپڑے، یہی مجاہد اعظم حضرت نجم الدین ہدی ملا صاحب کا مرکز اور مسکن تھا۔ جب انگریز لشکر کی ایک پارٹی ان چھونپڑوں کو نذر آتش کرنے کے لیے آگے بڑھی تو اس وقت وہاں صرف چھ سات شمشیر زن مجاہد پہرہ دے رہے تھے۔ انہوں نے وہ جوہر دکھائے کہ انگریز لشکر کے دستے میں ایک فرنگی بھی بچ نکلنے میں کامیاب نہ ہوسکا۔

سیّد محمد طاہر بینائے جڑوبی کے معرکہ کے بارے میں کچھ اس طرح اپنے پشتو نظم میں بیان کرتے ہیں

بل غازی او مجاہد او توریالی و — چی همیش به فاتح او بریالی و
په جهاد د جڑوبی ک معظم — د غازیانو سره ایخ و قدم

(۱)

مسجد کے عقب میں ایک پہاڑی چٹان تھی۔ دوسری جانب چھوٹی سی بستی جس میں ایک سنگڑھ (مورچہ) بنا ہوا تھا۔ ان دونوں جگہوں سے مجاہدین نے اس تیزی سے انگریز لشکر پر گولیاں برسائیں کہ جنرل ایلس اور اس کے ساتھیوں کو پسپا ہوئے بغیر چارہ نہ رہا۔ جاتے جاتے انگریز فوج کے سپاہی جھونپڑیوں کو جلاتے گئے۔ غازیوں نے کوئی ایک میل تک فرنگی

---

۱) ص:102 ستر غازی ملا نجم الدین اخونزادہ (دھمدی ملا) حفیظ اللہ باغبان

بھگوڑوں کا تعاقب کیا۔ مجاہدین تب چین سے ہوئے جب فرنگیوں کو جروبی سے نکال باہر کیا۔
1

تیراہ کے علاقے میں جرگہ:

جون ۱۸۹۷ء کو تیراہ کے علاقہ میدان کے مغرب جانب تین میل کے فاصلہ پر باغ کے ایک مسجد میں حضرت ہدیٰ صاحب نے تیراہ کے ۱۳۰ علماء پر مشتمل جرگہ بلایا جو خود بڑی سختی سے فرنگی استعمار کے خلاف جہاد کی تبلیغ کررہے تھے۔(۱)

درہ آدم خیل کے محاذ پر:

ایک بزرگ مہمند شاہ مند کہتے ہیں کہ میرے دادا کہتے تھے کہ ہدیٰ صاحب درہ آدم خیل کے طیب مسجد میں تشریف فرما تھے کہ فرنگیوں نے خادیزئی قبیلہ پر حملہ کیا۔ موسیٰ خیل اور دوسرے قبائل نے اس طرف پیش قدمی شروع کی کہ جنگ میں شریک ہوجائے۔ میرے دادا کہتے تھے کہ ہدیٰ صاحب اس وقت درہ آدم خیل میں تھے لیکن آپ کے پاس گھوڑا نہیں تھا کہ اس جنگ میں شریک ہوسکے۔

ہدیٰ صاحب اس وقت کافی بزرگ اور سن رسیدہ تھے۔ میں نے ہدیٰ صاحب سے درخواست کی کہ میں آپ کو اپنے کندھوں پر بٹھا کر میدانِ جنگ لے جاتا ہوں۔ وہ بہت مشتاق تھے کہ کسی طور سے وہ جنگ میں حصہ لے۔ آپ نے میری درخواست قبول کی۔ یہ میری خوش بختی اور سعادت مندی تھی کہ اس نیک عمل میں، میں آپ کی خدمت کررہا تھا۔

میرے دادا ہدیٰ صاحب کے معتقد اور مرید تھے۔ میرے دادا کہتے تھے کہ جب ہم میدانِ جنگ پہنچے تو ہدیٰ صاحب نے فرمایا: پہلوان شیخ اب مجھے چھوڑ یئے۔

اس وقت ہدیٰ صاحب نے خداعزّوجل سے مدد و نصرت کے لیے دعا مانگی۔ دادا کہتے تھے کہ وہ مددِ خداوندی کا بڑے بیتابی سے انتظار کررہے تھے کہ اچانک آسمان پر کالی گھٹائیں نمودار ہوئی اور تیز بارش برسنے لگی جبکہ اس دوران مکھیوں کے جمگھٹے فرنگیوں پر حملہ

---

۱) Khyber Political diaries, 28 June 1897, 7th August 1897, 10R, L/PS/7. The 1897 Revolet and tirah valley operations from the pashtun perspectives, Note,60

آور ہوئی۔ دوسری طرف سے قبائل نے حملہ کیا۔ نتیجتاً چند گھنٹوں میں ہی انگریز شکست کھا گئے۔آسمان سے اولے گولیوں کی مانند برس رہی تھی۔(۱) 1

حیران کن طور پر انگریز فوج اس آسانی سے شکست کھا گئی کہ اس کا کسی کو بھی توقع نہیں تھی۔فرنگی فوج کے گھوڑوں کی کھوپڑیاں آج بھی وہیں موجود ہیں جہاں جنگ ہوئی تھی۔(۲) یہ آپ کی ایک واضح اور زندہ کرامت تھی۔ اپنی فوجی کارروائی میں ناکامی کے بعد انگریز جرنیلوں نے سیاسی حربوں سے کام لیا۔انہوں نے مہمند اور نواحی دوسرے قبیلوں سے گفت و شنید شروع کی۔

مولوی احمد گل روحانی (۳)،استاد صاحب آف ہڈہ کے پوتے نے ۱۹۸۴ء میں یہ واقعہ بیان کر کے کہا: انگریز ہدیٰ صاحب کی وجہ سے بہت مصیبت میں تھے۔فرنگیوں نے جروبی کا محاصرہ کیا تھا۔عمائدین علاقہ کو بلا کر گورنر کے سامنے پیش کیا۔گورنر نے لوگوں سے کہا کہ اگر آپ ہمارے یہ تین شرائط مانتے ہیں تو ٹھیک ورنہ ہم آپ لوگوں کے علاقے کو تباہ کردیں گے،عورتوں اور بچوں کو قتل کردیں گے۔لوگوں نے کہا کہ شرائط بتائیے۔ جنرل نے کہا کہ پہلے آپ نجم الدین اخونزادہ صاحب کی قربانی دیں تاکہ ہم اس مشکل سے نکلے۔اگر یہ نہیں کرسکتے تو انہیں اپنے علاقے سے بدر کردے تاکہ آپ اس مشکل سے نجات حاصل کرسکیں۔ پھر ہمارا اور ان کا معاملہ ہوگا۔اگر آپ انہیں جگہ نہ دیں گے تو وہ افغانستان چلا جائے گا۔

---

۱) ایسی حالت کا تذکرہ ایک گورے افسر نے اپنے ایک خط میں لکھا ہے کہ" تیز بارش، اولوں اور برف کی پہلی دھول نے فوج کی مصایب میں اضافہ کیا کہ مجاہدین شاہراہِ عام کے دونوں طرف ایک میل تک مورچہ زن ہوئے تھے اور وہ ایک ایک انچ کے لیے لڑ رہے تھے"

From a letter by an officer with the piquet, F Company KOSBS, cited in Hutchinson, Tirah, P.201. The 1897 Revolet and tirah valley operations from the pashtun perspectives,Note,96

۲) Edwards.David B نے Heroes of the age,1996 میں لکھا ہے کہ گھوڑوں کی کھوپڑیاں آج بھی موجود ہے۔

۳) David B. Edwards, Heroes of the age,1996, Note:65

گاؤں کے لوگ خوف، پریشانی اورغم کے عالم میں واپس ہوئے۔آپس میں مشورہ کیا کہ کیسے ممکن ہوگا کہ یہ احوال"انگریزوں کا پیغام"صاحب مبارک کے حضور بیان کریں۔[1] سب نے فیصلہ کیا کہ صاحب مبارک کے حضور جاتے ہیں اوران سے مشورہ کرتے ہیں۔صاحب مبارک کوساراواقعہ سنایا کہ یا آپ شہید ہوں گے یا سرینڈرکریں گے یا علاقہ بدرہوں گے۔

ہدیٰ صاحب مبارک نے گاؤں والوں سے کہا کہ میں پہاڑوں پر چلا جاتا ہوں۔ آپ انگریزوں سے کہیے کہ صاحب مبارک گاؤں چھوڑ کر جاچکے ہیں اب آپ کا اوران کا معاملہ ہے۔ ہدیٰ صاحب مبارک پہاڑ پرآ کرنماز میں مشغول ہوئے۔انگریزوں نے یہ خبر پاتے ہی آپ کی گرفتاری کے لیے سپاہیوں کوحکم دیا۔جب انگریز سپاہی آپ کے قریب آئے تو زہریلی مکھیوں نے نمودار ہوکر انگریزوں کو کاٹنا شروع کیا۔اس کے زہریلے کاٹ سے کئی فرنگی واصلِ جہنم ہوئے جبکہ باقی واپس بھاگ نکلے۔

واپس آکر فرنگیوں نے اپنے کمانڈر کواس واقعہ کی تفصیل بیان کی کہ ہمارے وجود زہریلے اثر سے بے حال ہیں اور ہم ملاہدیٰ صاحب کے قریب نہ جاسکے۔جب فرنگی ہیڈ کوارٹر کو یہ واقعہ سنایا گیا کہ اب کیا کریں توحکم ہوا کہ اپنی لاشیں واپس لائیں اورحضرت ہدیٰ صاحب کومزید نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کریں۔

۱۸۹۷ء کے جہاد میں حضرت ہدیٰ صاحب نجم الدین مبارک اورسرتور فقیر صاحب کے ساتھ میاں گلان صاحبان (حضرت اخوند صاحب سوات کے پوتے صاحبزادگان مبارکان) دیر کے ملا پالام (جوحضرت صاحب سوات کے خلیفہ تھے) اکاخیل ملا صاحب (ملاسیڈا کبرجوحضرت ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تیراہ خلیفہ حضرت اخوند صاحب سوات علیہ الرحمت والبرکات کے خلیفہ اورآفریدی قوم کے رہنما تھے)، کالاباغ ملا صاحب (جوکوہاٹ کے مشہورمذہبی رہنما تھے) نے حصہ لیا۔

حضرت ہدیٰ صاحب کے لشکر میں انگریز ہندوستان کی طرف سے موسیٰ خیل، عیسیٰ خیل، بارہ خیل، میدوخیل، لشکرخیل، اتمارخیل، کوڈاخیل جبکہ افغانستان کی طرف سے خوازی خیل اورخوگہ خیل کے قبائل نے حصہ لیا۔

ان کے ساتھ صافی، شینواری، کنڑی، ننگرہاری اور افغان فوج کے سابقہ سپاہی بھی شامل تھے۔ بعد میں وردگ کے علاقوں تگاب شریف (تگاؤ) اور لغمان سے 2500 آدمیوں پر مشتمل لشکر نے آکر جہاد میں حصہ لیا۔ (۱)

کہتے ہیں ہدیٰ صاحب کے مریدین انتہائی فعال تھے۔ آپ کے شیخان مسلسل ایک جگہ سے دوسری جگہ پیغامات پہنچاتے تھے لیکن کبھی انگریزوں کے ہاتھ نہیں آئے۔ (۲)

ہدیٰ صاحب کے جہادی اقدامات سے پریشان انگریز حکومت نے امیر عبدالرحمان خان سے شکوہ کیا تو امیر عبدالرحمان خان نے ہدیٰ صاحب کی مخالفت کے بارے میں Mortin مارٹن کو Private Interview میں اقرار کیا۔ جبکہ ۲۵ نومبر ۱۸۹۷ء کو امیر عبدالرحمان خان وائسرائے ہند کو حضرت ہدیٰ صاحب کی گرفتاری کے بارے میں تفصیل سے روئداد لکھ کر بھیجا۔ (۳)

حکومتِ ہند کے سینئر جنرل اسٹاف آفیسر کی رپورٹ ۱۹۲۶ء:

حکومتِ ہند کے سینئر جنرل اسٹاف آفیسر نے جو رپورٹ ۱۹۲۶ء میں شائع کی تھی اس کے مطابق جن علماء ومشائخ نے جہاد میں حصہ لیا ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

حضرت نجم الدین المعروف ہدیٰ ملا صاحب

---

۱) David B. Edwards, Heroes of the age,1996, Proceeding August 1897

۲) جب سوات میں اور مہمند کے علاقہ میں جہاد شروع ہوا تو ہدیٰ صاحب کے مرید پہاڑوں پر چلتے اور پشتونوں کو جہاد میں شامل ہونے کی دعوت دیتے اور کہتے کہ سارے ذاتی قبائلی خلش کو بھول کر سب ایک قوت سے اس عظیم مقصد میں شامل ہو جائیں۔

Deputy commissioner Khyber to Punjab and Shimla, 14 and 16 august 1897, telegram 76, Frontier Branch, Foreign Department, Govt of Punjab.

Directorate of Archives, North West Frontier Province, Shahi Bagh Peshawar.

The 1897 Revolet and tirah valley operations from the pashtun perspectives, Note,61

۳)David B. Edwards, Heroes of the age,1996, Proceeding August 1897

حاجی فضل واحد المعروف حاجی صاحب ترنگزئی مقیم غازی آباد

مولانا عبدالباقی خلیفہ ہدیٰ صاحب المعروف کامہ ملا صاحب 1

مولانا عبدالغفور المعروف جان آف ڈوڈھ

مولانا عبدالشکور المعروف حضرت بتخاک صاحب

مولانا عبدالشکور المعروف حضرت صاحب چارباغ

صوفی عالم گل صاحب المعروف صوفی صاحب بھٹی کوٹ خلیفہ ہدیٰ صاحب

اخونزادہ امیر محمد المعروف چکنور صاحب

حاجی صاحب ساکن حاجی خیل

مولوی ابرہیم المعروف کامہ مولوی صاحب

مولوی محمد اسمعیل المعروف کامہ ملا صاحب

خیر دین صاحب موضوع جروبئ ساکن بائزئی

میر صاحب جان بادشاہ آف اسلام پورہ ساکن کونڑ

محمد ملا صاحب ساکن پنڈیالی

محمد قدیم صاحب ساکن پلوسہ

محمد یوسف صاحب المعروف حافظ جی صاحب ولد صوفی عالم گل صاحب

پائندہ محمد ملا صاحب گدی نشین حضرت ہدیٰ صاحب

مولوی سعداللہ سرتوفقیر صاحب

مولانا صاحب حق ولد محمد قدیم صاحب

مولانا سیّد غوث المعروف گڑ ملا، انذری ملا ساکن باغ

مولانا سیّد احمد المعروف شنکر گل بابڑہ ملا صاحب ساکن چارمنگ باجوڑ

میاں سیّد محمد اکبر المعروف سرکانو میاں صاحب

مولانا فخر الدین المعروف اچنی ملا صاحب ساکن پشاور مقیم باردنگر ہار

اخونزادہ حمید اللہ صاحب المعروف تگاؤ ملا صاحب

مولانا محمد رسول المعروف مورچھل ملا صاحب

مولانا جان صاحب آف دانش کول خلیفہ حاجی صاحب ترنگزئی (۱)

اس فقیر کو جس نے اپنی پوری زندگی فقر میں گزاری اور جن کا کُل کائنات ایک نمد اور چارپائی تھا۔ پوری دنیا پر حکومت کرنے والے فرنگی جن کی سلطنت میں سورج کبھی غروب نہیں ہوتا تھا خدا کے اس درویش بندے کو زیر نہ کر سکے۔

آپ کم خوردن تھے:

مولوی احمد گل جوہڑی استاد صاحب کے پوتے ہیں، کہتے ہیں: یہ اس وقت کی بات ہے جب ہدیٰ صاحب ہڈہ میں مقیم تھے۔ لوگ فکرمند تھے کہ آپ ہمارے مہمان ہیں لیکن آپ پُرتکلف و پُرذائقہ کھانوں سے پرہیز کرتے ہیں۔ یہ واقعہ میں نے ان لوگوں سے سنا جو اس وقت موجود تھے۔ ایک خوشحال آدمی نے آپ کو کھانے کی دعوت پر اصرار کیا تو آپ نے انہیں کہا کہ ایک شرط پر میں آپ کی دعوت قبول کروں گا کہ کھانے کے دوران میں اکیلا رہوں گا۔ اس شخص نے مختلف کھانے تیار کیے تھے۔ اس وقت ہدیٰ صاحب کے پاس ایک گھوڑا اور ایک بلی تھی۔ جب آپ اس آدمی کے گھر دعوت پر آئے تو اس شخص نے سب دروازے اور کھڑکیاں بند کی۔ اس شخص کو تجسس تھا کہ ہدیٰ صاحب کھانے کے ساتھ کیا کریں گے۔ اس لیے ایک دوراز ے میں ایک تھوڑا سا درز چھوڑا تا کہ اندر جھانک کر اندرونی مناظر کو دیکھ سکے۔ اس آدمی نے دیکھا کہ ہدیٰ صاحب نے مرغ کا ایک جز لیا اسے سونگھا پھر اسے بلی کو کھانے کے لیے ڈالا۔ (۲)

عبدالباقی صاحب نے لکھا ہے کہ ایک دن ہدیٰ صاحب نے مجھ سے کہا کہ خدا کا ایک

---

۱) رپورٹ سینئر جنرل سٹاف آف انڈیا، ص ۱۲، مطبوعہ 1926، بحوالہ حاجی صاحب ترنگزئی، مصنفہ عزیز جاوید، ص: ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸

۲) David B. Edwards, Heroes of the age,1996

برگزیدہ دوست آرہا ہے آؤ انہیں خوش آمدید کہنے باہر استقبال کے لیے چلتے ہیں۔ ہم سب باہر نکل آئے۔ لوگ حیران تھے کہ کون آرہا ہے جن کے استقبال کے لیے ہدیٰ صاحب باہر آئے ہوئے ہیں۔ تب سب لوگوں نے دیکھا کہ ایک ملنگ آرہا ہے جس کے ساتھ دو کتے ہیں۔ جب ہدیٰ صاحب ان کے ساتھ ملے تو ملنگ نے آپ کو کوئی توجہ نہ دی، نہ آپ سے ہاتھ ملایا، اس ملنگ آدمی نے کوئی پرواہ نہ کی کہ آپ کون ہیں یا آپ کو کوئی توجہ دی جائے۔ وہ ملنگ پہلے لنگر کی طرف گئے، ہدیٰ صاحب آپ کے ساتھ چلے آئے۔ جب لنگر آئے تو ملنگ آدمی نے ہدیٰ صاحب سے کہا کہ میرے کتوں کو کھانا کھلائیے۔ ہدیٰ صاحب نے حکم دیا کہ اچھا سا دنبہ ذبح کر کے کتوں کو ڈال دیں۔ وہ ملنگ آدمی دو تین راتوں تک کچھ کھائے اور بات کیے بغیر ٹھہرے رہے اور پھر اپنے کتوں سمیت واپس ہوئے۔ ان کے واپس جانے کے بعد ہدیٰ صاحب نے ہم سے کہا کہ یہ ہندوستان کا قلندر تھا۔ ہندوستان سے اس لیے آیا تھا کہ میری جانچ کرے ان کے ساتھ جو دو کتے تھے ان میں ایک شیطان اور دوسرا ان کا نفس تھا جو انہوں نے اپنے وجود سے باہر نکال لیے تھے۔ اس لیے وہ انہیں کھلا رہے تھے اور خود نہیں کھا رہے تھے۔

حضرت ہدیٰ صاحب کی خوراک انتہائی سادہ تھی۔ چند لقمے روٹی کے کھاتے تھے جس کے ساتھ نیم زہریلی قسم کی سبزی جسے کوئی نہیں کھا سکتا تھا، کو اُبال کر بغیر تڑکا کے لگائے کھاتے تھے۔ جروبی کے قیام کے دوران آپ کی خوراک ''ستو'' تھا جو ''جو'' سے بنائے جاتے تھے۔

لنگر:

ایک بار حضور قبلہ عالم پیر سباق بابا جی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کی مزار پُرانوار پر تشریف لے گئے۔ آپ کے ہمراہ دوسرے ساتھی بھی تھے۔ مزار پُرانوار پر حاضری کے بعد وہاں ایک درخت تھا اس کے سائے میں بیٹھ گئے۔ حضور قبلہ عالم نے فرمایا کہ جو کھانا ہم ساتھ لائے ہیں یہاں پر سب کھائے اس لیے کہ یہاں سے لوگ سیر ہو کر جاتے ہیں۔(۱)

---

۱) مراۃ الاقطاب، ص ۵۹۸

پشاور میں ایک ہندو رہتا تھا وہ بہت غریب تھا اور بدحالی کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ ان دنوں حضرت ہدیٰ صاحب کی بہت شہرت تھی۔ ایک مجاہد، ایک متقی، ایک پارسا بزرگ اور جیّد عالم دین کے طور پر، آپ کا لنگر بھی جاری تھا اگرچہ آپ کی اپنی کوئی جائیداد وغیرہ نہ تھی۔ جب تک حیات تھے ہڈہ شریف میں آپ کے ساتھ آپ کا کوئی رشتہ دار بھی نہ تھا لیکن آپ کا لنگر خداوند کے فضل وکرم سے جاری تھا اور جواب بھی آپ کے خلفاء جیسے صوفی عالم گل صاحب، حضرت بتخاک صاحب، ہڈہ استاد صاحب کے نواسوں اور اولاد کے ذریعے سینکڑوں لوگوں کے لیے پشاور میں جاری ہے۔ یہ صرف آپ کی روحانی برکت کی وجہ سے ہے جو طریقت کے صدقے عطا ہوئی۔ یہ ہندو آپ کے حضور یہ سوچ کر آئے کہ آپ کے پاس بہت سے پیسے ہوں گے، آپ سے سوال کروں گا تو آپ مجھ پر رحم کھا کر بہت کچھ دے دیں گے۔ جب ہندو صاحب مبارک کے حضور آئے تو حضرت ہدیٰ صاحب نے اس ہندو کو دیکھ کر اپنے خادم سے کہا یہاں یہ ہندو آیا ہے اسے تالاب کے پانی میں ڈبکیاں دے دو۔ خادم نے اس ہندو کو تالاب میں ایک غوطہ دیا جب ہندو باہر آیا تو خادم نے پھر اس ہندو کو غوطہ دیا۔ اس کے بعد پھر ایک اور غوطہ دے دیا۔ اس دفعہ جب ہندو باہر نکل آیا تو اس کے ہاتھوں میں سونے کے سکوں سے بھری ہوئی تھیلی تھی۔ جب ہندو پانی سے باہر آیا تو ہدیٰ صاحب سے کہا کہ میرے لیے یہ کافی ہے میں ان سکوں کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ اس کے ساتھ ہی ہندو واپس ہوا۔(۱)

اسی طرح کا ایک اور واقعہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص ہدیٰ صاحب کے پاس آیا اور کہا کہ میں بہت غریب ہوں، شادی شدہ ہوں، میرے بچے ہیں جن کی روزمرہ کی ضروریات مشکل سے بھی پوری نہیں ہورہی، معذور ہوں، نہ روزگار ہے اور نہ کوئی کام کہ کروں۔ ہدیٰ صاحب نے اپنے خادم سے کہا کہ اس کے لیے ایک بڑی تھیلی مکئی سے بھر دو۔ خادم نے اس شخص کو لنگر سے وہ تھیلی مکئی کے دانوں سے بھر کر دی۔ یہ شخص حیران و پریشان

---

۱) یہ واقعہ مولوی احمد گل نے سنایا

David B. Edwards, Heroes of the age,1996, Note:28.

سوچ رہا تھا کہ یہ مکئی تو ہمارے ایک دن کے لیے بھی پورا نہیں ہوگی۔ میں کس امید کے ساتھ آیا تھا اور دیکھو کہ انہوں نے میرے ساتھ کیا کیا۔ [1]

اس شخص نے تھیلی لی اور یہ سوچ کر رخصت ہوا کہ جب یہاں سے جاؤں تو اس مکئی کو تھیلی سے پھینک دوں گا۔ جب یہ شخص تھوڑے فاصلے پر چلے تو مکئی کو پھینکنے کے لیے تھیلی کھول دی تو تھیلی کے اندر جب دیکھا کہ وہ سب دانے سونے چاندی میں بدل گئے ہیں اس شخص نے واپس تھیلی کو بند کیا اور خود سے کہا کہ حقیقت میں مجھے وہ کچھ دیا جو مانگ رہا تھا اور میں سوچ رہا تھا کہ یہ مکئی ہے لیکن یہ تو مکئی نہیں ہے۔(۱)

عبدالباقی صاحب نے اپنی کتاب "میاں عبدالباقی" میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ لنگر میں سب کچھ ختم ہوا تھا اور کہیں سے بھی کسی نے لنگر کے لیے کچھ نہیں لایا تھا۔ میں ہدیٰ صاحب کے حضور حاضر ہوا اور عرض کیا: سیّدی محترم! لنگر کے لیے کوئی چیز بھی دستیاب نہیں جبکہ لوگ بھوکے ہیں اور یہاں کھانے کو کچھ ہے بھی نہیں۔ ہدیٰ صاحب نے فرمایا کہ تھوڑی دیر بعد آجاؤ۔

جب میں دوبارہ آپ کے حضور حاضر ہوا تو ہدیٰ صاحب نے مجھے کہا کہ وضو کرو اور خدا کے ذکر میں مشغول ہوجاؤ۔ جب رات کا آخری پہر ہو تو پھر میرے پاس آجاؤ۔

رات کے آخری پہر جب میں ہدیٰ صاحب کے حضور حاضر ہوا تو آپ نے اپنا مصلیٰ اُٹھایا تو اس کے نیچے سونے کے بہت سے سکے تھے۔ آپ اپنے ہاتھ بھر بھر کر وہ سکے مجھے دیتے رہے یہاں تک کہ میری چادر اتنی بھاری ہوئی کہ میں اُسے اُٹھانے کے قابل نہ رہا اور ابھی اتنی مقدار میں وہ سکے اور بھی موجود تھے۔

عبدالباقی صاحب نے لکھا کہ ایک دن جب لنگر ختم ہوا تھا۔ شیخ باچہ صاحب اسلام پور کے، اپنے پندرہ سو آدمیوں کے ہمراہ ہڈہ تشریف لائے۔ کسی نے ہدیٰ صاحب کو شیخ باچہ صاحب اور ان کے ساتھ آنے والوں کی خبر دی تو اس وقت آپ سے دو کرامات ظاہر

---

۱) یہ واقعہ مولوی احمد گل نے سنایا

David B. Edwards, Heroes of the age,1996, Note:28.

ہوئیں۔ایک یہ کہ ہدیٰ صاحب نے کہا کہ آدمیوں کی تعداد پندرہ سو نہیں ۱۴۹۷ یعنی تین کم پندرہ سو آدمی ہیں۔ دوسرا یہ کہ آپ نے خادموں سے کہا کہ لنگر میں دو برتن کھانے [1] سے بھرے ہوئے پڑے ہیں۔ جب ہم لنگر خانہ آئے تو دیکھا کہ دو برتن سالن سے بھرے ہوئے موجود تھے۔لنگر میں روٹی کے چند ٹکڑے موجود تھے۔ ہدیٰ صاحب نے خود لنگر میں آ کر روٹیوں کے ٹوکری پر اپنی چادر ڈال دی۔آپ چادر کے نیچے سے روٹی لیتے یہاں تک کہ سب لوگوں کو روٹیاں پوری ہوگئی جب لوگ کھانے سے فارغ ہو گئے تو ہم نے دیکھا کہ ٹوکری میں وہی چند ٹکڑے ہے جو پہلے سے موجود تھے۔(۱)

کسی نے امیر عبدالرحمان خان کو اطلاع دی کہ ہدیٰ صاحب کے خلیفہ حضرت بتخاک صاحب لوگوں کو لنگر دے رہا ہے۔امیر جاننا چاہتا ہے کہ لنگر کا خرچہ کہاں سے پورا ہو رہا ہے، ان کے ذرائع آمدن کیا ہے،کیا وہ کیمیا دان ہے یا کچھ اور۔

عبدالرحمان خان نے حکم دیا کہ حضرت بتخاک صاحب کو میرے پاس حاضر کرے کہ خود بالمشافہ آپ سے پوچھ لوں۔

جس دن حضرت بتخاک صاحب آئے، جمعہ کا دن تھا،امیر عبدالرحمان خان نے حکم دیا کہ حضرت صاحب بتخاک کے لیے پہلی صف میں جائے نماز بچھائی جائے۔ جمعہ کی نماز کے بعد عبدالرحمان خان نے حضرت صاحب بتخاک سے کہا کہ پہلے بھی آپ کو تکلیف دی۔اب آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ یہاں پوچھ لوں یا تخلیہ میں۔

حضرت بتخاک صاحب نے کہا کہ میرے افعال میں ایسا کچھ خاص نہیں،سو جو پوچھنا ہے، پوچھیے۔

امیر نے کہا کہ میں جاننا چاہتا ہوں کہ آپ لوگوں کو جو لنگر دے رہے ہیں،اس کے بہت سے اخراجات ہیں تو آپ کا ذرائع آمدن کیا ہے؟

---

۱) یہ واقعہ مولوی عبدالحکیم ڈھوبوال نے سنایا

David B. Edwards, Heroes of the age,1996, Note:29.

حضرت بتخاک صاحب نے کہا کیا آپ بادشاہ ہیں۔ امیر نے کہا کہ ہاں۔ حضرت بتخاک صاحب نے کہا کہ فرض کریں کہ میں بتخاک یا پہاڑوں سے آجاؤں اور آپ کے لیے سو روپے یا اس مالیت کی مقدار تحفہ میں پیش کروں۔ ایک غریب آدمی کے طور پر اگر یہ تحفہ میں نے آپ کو پیش کر دیا ہو تو بطورِ بادشاہ اس کے عوض آپ مجھے کیا دیں گے؟

عبدالرحمان خان نے کہا اگر آپ سو روپے دیں گے تو میں آپ کو ہزار یا دو ہزار دوں گا۔ حضرت بتخاک نے صاحب نے کہا کہ یہ میری کیمیا ہے۔ میں خدا کے نام ایک روٹی دیتا ہوں، اس کے بدلے اللہ مجھے دس روٹیاں مزید دیتا ہے۔ اگر میں ایک سیر خرچ کر دوں تو اللہ مجھے دس سیر مزید دے دیتا ہے۔ اگر آپ کو یہ کیمیا پسند ہے تو آپ بھی لنگر شروع کریں ہر طرف سے آپ کی آمدن شروع ہو جائے گی۔

انتظام لنگر:

جب ہدیٰ صاحب ہڈہ تشریف لائے تو سب سے پہلے آپ نے محلہ موچیاں کے ایک چھوٹی سی مسجد میں مقیم ہوئے۔ اسی محلہ میں ایک دیندار عورت رہتی تھی جس کا نام ملکوابی ''ملکو بی بی'' تھا۔ حضرت ہدیٰ صاحب کے لنگر کا کھانا شروع میں یہی بی بی پکاتی تھی لیکن جب معتقدین کا رش بڑھ گیا تو آپ نے گاؤں سے باہر ایک مسجد تعمیر کی اور اس کے ساتھ ایک لنگر خانہ تعمیر کیا۔ مہمانوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہوتا گیا۔ قبائلی علاقوں سے لے کر تمام ہندوستان اور افغانستان کے لوگ آیا کرتے تھے۔ اس لنگر کے آمد و خرچ کا اندازہ عقلی لحاظ سے ممکن نہیں تھا۔

حضرت ہدیٰ صاحب کے لنگر میں 40 من سے خروار تک ایک رات میں کھانا پکایا جاتا تھا جب حضرت ہدی صاحب جہاد کی غرض سے سرحدوں کی طرف سفر فرماتے تو وہاں بھی آپ کا لنگر جاری رہتا اور غازیوں کو اس لنگر سے کھانا دیا جاتا تھا۔ لنگر کا انتظام حضرت ہدیٰ صاحب نے اپنی حیات میں کونڑ کے میر صاحب جو شیخ کے نام سے مشہور تھے اس کے سپرد فرمائی تھی جو حضرت اخونزادہ صاحب کے رحلت شریف کے بعد بھی کافی عرصہ تک جاری و

ساری رہا۔(۱)

مولوی احمد گل روحانی کہتے ہیں کہ ہدیٰ صاحب کے لنگر میں کئی خادم (شیخ) تھے[1] جو پورے نظم وضبط کے ساتھ معاملات چلاتے تھے۔ کئی خادم روٹیاں پکانے کی ذمہ داری نبھاتے تو کسی کی گوشت پکانے کی ذمہ داری تھی۔ کسی کی ذمہ داری کھانا تقسیم کرنا تھا تو کوئی مہمانوں کی دیکھ بھال کرتا، بعض مسجد کی صفائی کے لیے خاص تھے۔(۲)

علمی مباحث اور کُتُب خانہ:

چونکہ حضرت ہدیٰ صاحب خود بڑے جیّد اور متبحر عالم تھے۔ اس لیے ان کے حضور ہر وقت علمائے وقت اور فاضلانِ روزگار جمع رہتے اور علمی مباحث ہوا کرتے تھے۔ بعض فروعی مسائل پر اختلاف رائے کا پیدا ہونا ضروری تھا لیکن یہ ان کی آفرین عادت مبارکہ تھی کہ ہر سوال کا مناسب جواب علمی دلیل اور تدبر سے دیا کرتے تھے اس لیے آپ کی یہ محفلیں لعن طعن سے پاک ہوا کرتی تھی۔

تورڈھیر شریف کے صاحبزادہ عبدالرحیم المعروف بزرگ باباجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے استاد مولانا محمد اسرائیل صاحب جو اپنے وقت کے امام النحو تھے، کے بارے میں فرماتے تھے کہ آپ نے شرح جامی کی بطورِ تبرک حضرت اخوند صاحب سوات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ابتداً کچھ اسباق پڑھی۔ اس کی برکت تھی کہ اللہ عزّوجل نے آپ کو اس علم میں مہارتِ تامہ نصیب فرمائی۔ اس وقت یہ مشہور تھا کہ جو طالب علم سوات صاحب سے سبق پڑھے اللہ عزوجل انہیں علم کی دولت سے بہرہ مند فرما دیتا ہے۔

ایک دفعہ مولانا محمد اسرائیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے شاگردوں سمیت حضرت ہدیٰ صاحب کی ملاقات کے لیے تشریف لے آئے۔ طلباء نے آپس میں مشورہ کیا تھا کہ وہاں جا کر حضرت ہدیٰ صاحب کی علمیت کا امتحان لیں گے۔ جب حضرت ہدیٰ صاحب کے حضور

---

۱) ستر غازی، ملانجم الدین اخونزادہ (دھدی ملا) از حفیظ اللہ باغبان، ص ۳۵

:David B. Edwards, Heroes of the age,1996,(۲

حاضر ہوئے تو طلباء نے اپنے استاد صاحبِ حق صاحب کو اشارے کیے حضرت ہدیٰ صاحب نے صاحبِ حق صاحب (صاحب حق اپنے استادزادے کو کہا جاتا ہے یا عالم فاضل کے بیٹے کو، ان کا زیادہ حق ہے کہ وہ اپنے آباء کی پیروی کرے اور ان کے نقش قدم پر چلے) جو حضرت ہدیٰ صاحب کے استاد گرامی کے صاحبزادے تھے، سے پوچھا کہ طلبا کیا کہتے ہیں۔

مولانا اسرائیل صاحب نے کہا کہ یہ آپ سے "لا إله الا الله" کے مستثنٰی اور مستثنٰی منہ میں کچھ سوالات کرنا چاہتے ہیں۔ جب طلباء نے صورتِ مسئلہ بیان کو تو ہدیٰ صاحب نے مسئلہ کو حل کیا۔ طلباء نے اس حل صورت میں اشکالات پیدا کیے اور اس میں ہی سوال کیا تو حضرت ہدیٰ صاحب نے مولانا محمد اسرائیل صاحبِ حق صاحب سے فرمایا کہ صاحبِ حق صاحب مسئلہ حل ہوا۔ اب یہ سب ہوائے نفسانی ہے اس لیے اس پر بس کر دیں گے۔

کُتُب خانہ:

حضرت ہدیٰ صاحب کا ایک بہت بڑا اور نادر علمی کُتُب خانہ تھا جو حضرت ہدیٰ صاحب کے بعد استاد صاحب ہڈہ کی تحویل واختیار میں تھا۔ تقریباً چالیس سال بعد آپ کے صاحبزادے صاحب حق صاحب نے یہ کُتُب خانہ ھڈہ شریف کے نجم المدارس دینی اور علمی مدرسہ کو وقف کیا۔ مرور زمانہ کے ساتھ کتنی کتابیں اس کُتُب خانہ سے نکالی گئی تھی اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں البتہ یہ بات یقینی ہے کہ جب یہ کُتُب خانہ نجم المدارس کو وقف کیا جارہا تھا تو اس میں تقریباً چارسو کتابیں موجود تھیں۔ تصوف کے عجیب وغریب اور نادر کتابیں بھی اس میں شامل تھی۔ ان میں بعض قلمی نسخے بھی تھے۔ اس زمانے میں یہ ایک بڑا علمی سرمایہ اور نادر کُتُب خانہ تھا۔ یہ کُتُب خانہ حضرت ہدیٰ صاحب کی علم دوستی، اپ کی علمیت اور روحانیت کا بیّن ثبوت تھا۔ یہ کُتُب خانہ ایک عرصہ تک شخصی تھا لیکن پھر وزارت معارف نے رسمی کر دیا اور افغانستان کے دوسرے کُتُب خانوں کی رسمی قطار میں شامل کیا۔ حضرت ہدیٰ صاحب کا یہ کُتُب خانہ ہر وقت علماء اور طلباء کے زیر استفادہ رہتا تھا۔ ان کا یہ صدقہ جاریہ کافی عرصہ تک موجود تھا لیکن جب کمیونسٹوں نے افغانستان پر حملہ کیا تو اس دوران یہ

ساری کتابیں جن میں عبدالباقی صاحب کے ہاتھوں لکھا ہوا قلمی نسخہ جس میں حضرت ہدیٰ صاحب کی کرامات کو تحریر کیا گیا تھا اور اس کتاب کو عبدالباقی صاحب نے اپنے نام ''میاں عبدالباقی'' سے موسوم کیا تھا۔اس سارے کُتُب خانے کو حزب اسلامی کے کارکنان نے پشاور منتقل کیا۔اب یہ ساری کتابیں حزب اسلامی کے سربراہ حکمت یار کی تحویل میں ہے۔(۱)

ہدیٰ صاحب کی تالیفات:

صلوٰۃ الجمعۃ فی القریٰ: یہ ایک اختلافی مسئلہ تھا۔اس وقت ننگرہار ولایت کے اکثر دیہات میں نمازِ جمعہ کی جماعت نہیں پڑھائی جاتی تھی۔لوگ بہت دور دور تک جمعہ کی نماز پڑھنے کے لیے جاتے تھے۔اخونزادہ نجم الدین صاحب نے اس بارے میں ایک مستقل رسالہ لکھا اور اس مسئلہ کو بہترین انداز میں حل کیا۔اخونزادہ نجم الدین صاحب نے اس بارے میں امام ابو یوسف کی روایت سے امام ابوحنیفہ کا قول نقل کیا ہے کہ جن قصبہ جات میں جہاں نمازِ جمعہ کے شرائط پورے ہوں، جمعہ کی نماز ادا کی جاسکتی ہے۔

تحقیقِ مغرب: اس کتاب میں ہدیٰ صاحب نے مغرب کے داخل ہونے پر بحث کیا ہے۔حضرت صاحب نے فرمایا ہے کہ مغرب کا وقت تب داخل ہوتا ہے جب مشرق کی سمت سرخی ختم ہوجائے اس لیے کہ ایک غیوب ہے اور دوسرا غروب ہے۔سورج کی سرخی کے وقت سورج صرف غائب ہوجاتا ہے لیکن جب سرخی ختم ہوجائے تب غروب ہوجاتا ہے اور نمازِ مغرب کا وقت صحیح معنوں میں داخل ہوجاتا ہے۔

جہری ذکر: اس میں اذکار اور وظائف کا بیان ہے جس میں سالک کی رہنمائی کے لیے ان اذکار و وظائف کے طریقے بیان ہوئے ہیں اور ذکر بالجہر کا تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

زجر لوطی: اس کتاب میں لواطت کے تعذیب اور اس عملِ بد کے نقصانات کے بارے میں لکھا گیا ہے۔مولوی فصل ہادی شینواری صاحب کہتے ہیں کہ اس رسالہ کو میں نے

---

(۱):David B. Edwards, Heroes of the age,1996

ہدیٰ صاحب کے کُتُب خانہ میں آپ کی وفات کے ساٹھ سال بعد دیکھا تھا۔اس کے علاوہ نماز میں تشہد کے دوران اشارہ کرنے ،چلم اور نسوار کی کراہت اور دوسرے اختلافی موضوعات[1] پر جواس وقت کی ضرورت تھی ،رسائل لکھے گئے ہیں۔(۱)

مکتوبات:

امین الدین سعد نے اپنی تصنیف ''ملانجم الدین اخونزادہ دالنجم پہ ہندارہ کئ'' میں نبی تدبیر کا ایک حوالہ نقل کیا ہے جس میں وہ مکتوبات کے بارے میں کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

یہ اس وقت کے جیّد عالم ملاعبدالرحمن (خان ملا) جو ملاسعید ''خان ملا خان'' کے بیٹے ہیں کے دینی عرفانی خطوط کا مجموعہ ہے۔جس کو نجم الدین اخونزادہ صاحب نے اپنے خط سے نقل کیا ہے جو نہ صرف ان کے علم وسلوک کی تعمیم کے کوششوں پر دال ہے بلکہ ان کے خط نویسی بھی ہم تک پہنچاتی ہے۔

اس کتاب میں پچپن خطوط ہیں جو الگ الگ لوگوں کو بھیجے گئے ہیں جن میں ہر ایک کی اپنی الگ الگ دینی ،علمی ،عرفانی اور سیاسی مطالب ہیں۔ یہ قلمی نسخہ اسلامیہ کالج کے کُتُب خانہ میں موجود ہے جو نجم الدین اخونزادہ صاحب کے کمالِ علم اور ان کے عالی استعداد پر دلالت کرتی ہے۔(۲)

کوہ قاف کا سفر:

حضرت بتخاک صاحب کے بھتیجے فاضل کہتے ہیں مولانا عبدالباقی جو حضرت ہدیٰ صاحب کے خادمِ خاص تھے اور پوری زندگی حضرت ہدیٰ صاحب کے ساتھ آپ کے خلوت خانہ میں گزاری تھی۔ واقعہ بیان کرتے ہیں :عشاء کی نماز کے بعد جب حضرت ہدیٰ صاحب اپنے کمرے میں جاتے تو تین سو رکعات نوافل نماز کے ادا کرتے اور اس کے ساتھ قرآنِ

---

۱) ستر غازی، ملانجم الدین اخونزادہ (دھدی ملا) از حفیظ اللہ باغبان، ص:28،29،30

۲) ستر غازی، ملانجم الدین اخونزادہ (دھدی ملا) از حفیظ اللہ باغبان، ص ۳۰،۳۱)، راقم الحروف کو یہ قلمی نسخہ اسلامیہ کالج کے کُتُب خانہ سے نہیں ملا، البتہ خان ملا اور خان ملا خان کے کتب وہاں موجود پائے۔

مجید کی پندرہ آیاتِ کریمہ کی تلاوت فرماتے۔ ایک شب آپ اپنے مصلیٰ پر موجود تھے۔ کمرے کا دروازہ بند تھا، میں اپنی رضائی میں لیٹا ہوا ابھی سویا نہیں تھا کہ اچانک میں نے کسی کے سلام کی آواز سنی ''السلام علیکم'' ہدیٰ صاحب نے جواباً فرمایا ''وعلیکم السلام''

میں نے رضائی سے جھانک کر دیکھا کہ کون ہے؟ کمرے کا دروازہ اسی طرح بند تھا۔ دروازے میں موجود درز سے کوئی اندر داخل ہو نہیں سکتا تھا تو کمرے میں کون کس طرح سے داخل ہو کے آیا۔ تب میں نے دیکھا کہ یہ اژدہا ہے جس کا سر ہدیٰ صاحب کے مصلیٰ پر ہے۔ حضرت ہدیٰ صاحب نے اس اژدھے سے کہا کہ آپ کیا چاہتے ہیں؟ اژدھے نے کہا میں کوہِ قاف سے آیا ہوں۔ حضرت ہدیٰ صاحب کیوں آئے ہو۔

اژدھا: میں پریستان سے آیا ہوں۔ ایک شخص کی بیٹی سے جو باعزت خاندان سے تعلق رکھتی ہے، شادی کرنا چاہتا ہوں لیکن اس کے والد نہیں چاہتے کہ میری اس سے شادی ہو۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ آپ کے معتقد ہیں اور آپ سے بیعت ہیں۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے ساتھ باغِ حرم چلے جائیں۔۔

ہدیٰ صاحب: کہاں یہ ہڈہ اور کہاں باغِ حرم۔

اژدھا: سیّدی! میں آپ کو آنکھ پلک جھپکنے کی دیر میں وہاں لے جاؤں گا۔

ہدیٰ صاحب: میں آپ کو ایک خط دے دوں گا آپ کا مسئلہ حل ہو جائے گا ان شاء اللہ عزّوجل۔

اژدھا: اگر آپ خود تشریف نہیں لے جاتے تو مسئلہ حل نہیں ہوگا اس کے اصرار پر حضرت ہدیٰ صاحب جانے کے لیے رضامند ہوئے۔

عبدالباقی صاحب کہتے ہیں کہ اس موقع پر جب میں نے محسوس کیا کہ حضرت ہدیٰ صاحب آپ کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہیں تو میں رضائی سے نکل کر چارپائی میں بیٹھ گیا۔ حضرت ہدیٰ صاحب نے مجھ سے کہا کہ ابھی صبح کی نماز کے لیے کافی وقت ہے۔ سو جاؤ۔

میں نے کہا سیّدی! اگر آپ مجھے چھوڑ کر جاتے ہیں تو میں سو نہیں پاؤں گا۔

ہدیٰ صاحب نے کہا کہ آپ کیسے باغِ حرم جائیں گے۔ میں نے کہا کہ اگر آپ جائیں گے تو میں بھی یہاں نہیں ٹھہروں گا۔ 1

ہدیٰ صاحب نے کہا کہ ٹھیک ہے آپ وضو کریں اور دو رکعت نفل نماز ادا کریں۔ جب میں نے آپ کے مصلیٰ پر نماز پڑھی تو اژدھے نے خود کو اصلی شکل میں بدل کر اپنے پَر کھولے کہ ہدیٰ صاحب کو اس پر بٹھائیں لیکن ہدیٰ صاحب نے کہا کہ اللہ عزّ وجل نے مجھے بیکار نہیں بنایا ہے کہ آپ کے پَروں پر بیٹھ جاؤں۔ عبدالباقی کو اپنے پَروں پر بیٹھائیں اور میرے ساتھ چلیں۔ عبدالباقی صاحب خدا عزّ وجل کو گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ جب ہدیٰ صاحب باغِ حرم پہنچے تو سب لوگ حتیٰ کہ یہاں کا بادشاہ بھی حضرت ہدیٰ صاحب کے استقبال کے لیے آئے ہوئے تھے۔

جب ہم وہاں بیٹھ گئے تو وہ لوگ باغ سے مختلف میوہ جات لائے ہوئے تھے۔ میں نے خود سے کہا کہ جب ہڈہ واپس جائیں گے تو کون میرا یقین کرے گا کہ ہم باغ حرم آئے تھے۔ اسی لیے میں نے مختلف قسم کے پھلوں میں سے ایک ایک بطور نشانی اپنے چادر میں لئے تا کہ میں اس کو اپنے ساتھ ہڈہ لے آؤں۔

اس رات حضرت ہدیٰ صاحب نے ستر جوڑوں کی نکاح پڑھائی۔ ان جوڑوں کی نکاح کے بعد جب ہدیٰ صاحب نے واپس جانے کے لیے ان لوگوں سے کہا تو ان لوگوں نے حضرت ہدیٰ صاحب کے ٹھہرنے پر بہت زیادہ اصرار کیا لیکن حضرت ہدیٰ صاحب نے ارشاد فرمایا کہ وہ اب مزید زیادہ دیر یہاں نہیں رُک سکتے۔

مختصر یہ کہ میں نے اپنا چادر ساتھ لیا۔ اس اژدھے نے مجھے اپنے پروں پر بٹھایا اور ہم ہڈہ شریف واپس آئے۔ یہاں کمرہ اپنے حال پر تھا اور کسی کو کچھ خبر نہ ہوئی کہ ہم کہیں گئے ہوئے تھے۔ جب میں اور ہدیٰ صاحب کمرے میں ایے تو موذن صبح کی اذان دے رہا تھا۔ میں بڑا پُر جوش تھا کہ لوگوں سے کہوں گا کہ ہم کوہِ قاف گئے تھے لیکن جب مسجد کو روانہ ہوئے تو حضرت ہدیٰ صاحب نے فرمایا کہ محتاط رہیے اور کسی کو بھی رات والے واقعے

کے بارے میں کچھ نہ کہو۔

مجھے خیال آیا کہ وہ پھل لوگوں کو دکھاؤں گا جو کوہِ قاف سے ساتھ لایا ہوں تو لوگ مجھ سے پوچھیں گے کہ یہ پھل کہاں تھے۔ جب میں نے چادر کھولی تو وہ مختلف اقسام کے پھل ایک ہی قسم کے پھل میں بدل گئے جو ہمارے علاقے ہڈہ میں پائے جاتے تھے۔

اس سارے واقعے کو تفصیل کے ساتھ Heroes of the Age میں ملاحظہ کیجئے۔(۱)

بیت اللہ شریف میں حاضری

حاجی ترنگزئی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا واقعہ بھی فاضل عزیز نے سنایا۔ حاجی صاحب (۲) فرماتے ہیں کہ ایک دن جب میں ابھی حضرت ہدیٰ صاحب سے بیعت نہیں ہوا تھا میں حج کے لیے مکہ مکرمہ آیا ہوا تھا۔ اس وقت بیت اللہ شریف کے لیے سفر مشکلات سے بھرپور ہوا کرتے کہ سارا سفر پیادہ ہوا کرتا تھا جب میں مکہ مکرمہ آیا تو میں نے خیال کیا کہ امام کعبہ کے نزدیک ہو جاؤں۔ میں نے انہیں وہ چیزیں تحفہ کی جو میں ساتھ لایا تھا۔ میں مسلسل امام کعبہ کے جوتوں کو پہنانے میں مدد کرتا تھا کہ آپ میری مدد کریں۔ اس آدمی سے ملاقات ہونے میں جو مجھے پیرانِ پیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مبارک بغداد شریف لے جائیں۔

:David B. Edwards, Heroes of the age,1996, :(1)

(2):اس وقعہ کو مرآۃ الاقطاب نے بھی ذکر کیا ہے۔ راقم الحروف نے 5 ذوالحجہ 1445 ھجری قمری کو جب حاجی صاحب ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے پابند شریعت رہنمائے طریقت حضرت پیر سید عبد الباقی جان صاحب دامت برکاتہم وفیوضاتہم علینا حضرت الشاہ محمد شعیب شہید باباجی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر تورڈھیر شریف تشریف لے آئے تو اس واقعہ کی تصدیق کے لئے جب آپ کے حضور عرض کیا۔ آپ نے نہ صرف اس واقعہ کی تصدیق فرمائی بلکہ مزید کچھ تفصیل بھی اس واقعہ کی سنائی۔ اس طرح کا واقعہ مومند کے ملا صاحل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بھی پیش ایا جس کے بارے میں پوھاند فضل ولی ناگار اپنے مضمون ''پہ کوچ باندی دھدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ غوث الزمان زی'' عنوان کے تحت ستر غازی (ملا نجم الدین اخونزادہ) کے ص ۳ پر لکھتے ہیں کہ باسوال کے الحاج مولانا عبدالرؤف جو بزرگ مؤلف کے پوتے ہیں۔ معمر، سفید ریش اور صاحبِ حق بزرگ ہیں نے مجھے کہا کہ وہ مومند کے ملا صاحل صاحب کی زبانی روایت کرتے ہیں کہ میں کافی عرصہ حرم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مقیم تھا۔ پھر دل میں آیا کہ بغداد شریف چلا جاؤں الی آخرہ۔

ایک دن امام کعبہ نے مجھے کہا کہ آپ جناب میرے قریب ہونے کی کوشش کررہے ہیں۔آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟ میں نے کہا میں امید کرتا ہوں کہ اللہ عزّوجل میری[1] مدد کرے گا۔ میں چاہتا ہوں کہ حضور غوث الاعظم دستگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مبارک پر حاضری دوں اگر آپ میری مدد کریں تو۔

امام کعبہ نے کہا یہ میں نہیں کرسکتا لیکن جمعہ کے دن ایک شخص جوان دوستونوں کے درمیان اس جگہ پر اس مقررہ وقت میں بیٹھا ہوتا ہے۔ جب وہ آجائیں تو ان کے پیچھے بیٹھ جائیں۔ جب وہ واپس جانے لگے تو آپ بھی ان کے پیچھے پیچھے چلیں ان سے اپنا حال بیان کریں شاید وہ آپ کو اپنے ساتھ لے جائیں۔

میں اس وقتِ مقررہ کے انتظار میں تھا حتیٰ کہ میں نے اس آدمی کو پالیا جس کی مجھے نشاندہی کی گئی تھی، میں ان کے پیچھے بیٹھ گیا۔ نماز کے بعد جب وہ جانے لگے تو میں بھی ان کے ساتھ چلنے لگا۔ وہ بہت تیز جارہے تھے میں بھی ان کی پیروی میں تیز تیز چلتا رہا کہ کہیں وہ مجھ سے مکہ مکرمہ کی گلیوں میں غائب نہ ہوجائیں۔ آخر وہ رُک گئے اور مجھ سے پوچھا کہ آپ کیوں اس طرح سے میرا پیچھا کررہے ہیں، آپ کیا چاہتے ہیں؟

میں نے کہا: سیّدی میں امید کرتا ہوں کہ آپ مجھے پیرانِ پیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مبارک پر لے جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ ہم مکہ مکرمہ میں ہیں اور پیر پیراں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار مبارک بغداد شریف میں ہے میرے پاس کوئی پیسے نہیں کہ آپ کو دوں اور یہ سفر بہت زادِ راہ والا ہے۔ ہم باتیں کررہے تھے کہ اس دوران وہ آدمی اچانک میری نظروں سے اوجھل ہوئے اور میں نے خود ایک صحرا میں پایا۔ میں نے مکہ مکرمہ کا راستہ ڈھونڈنے کی کوشش کی لیکن راستہ پا نہ سکا۔ آخر میں نے ایک شخص کو دیکھا جس نے مجھے آواز دی کہ کہاں جارہے ہو۔ میں نے کہا مکہ مکرمہ بیت اللہ شریف لیکن راستہ بھول گیا ہوں۔

اس شخص نے کہا کہ خدا عزّوجل آپ پر رحم کرے یہ بغداد شریف ہے وہ سامنے پیرانِ پیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار ہے۔

جب میں سفر حج سے ترنگزئی واپس آیا تو بعض علماء خدا کے نیک بندے اور بزرگ عمر لوگ جمع ہوئے اور کہا کہ حضرت ہدیٰ صاحب مہمند آئے ہوئے ہیں ان سے ملاقات[1] کے لیے چلتے ہیں۔

اس واقعہ (بغداد شریف کے سفر) کے بعد میں ایسے علماء کی ملاقات کے لیے جاتا، جن کی بزرگی مشہور تھی تا کہ اس آدمی کو مل سکوں جو مجھے بغداد شریف لائے تھے۔ میں بھی اپنے دوستوں کے ساتھ جروبی مہمند علاقہ میں حضرت ہدیٰ صاحب کے مسکن چل آیا۔

یہاں بہت سے آدمی تھے، کچھ لوگوں کی خدمت میں مصروف تھے۔ ہدیٰ صاحب تشریف فرما تھے جب آپ کو دیکھا تو میں نے کہا کہ یہی وہ بندہ ہے جو مجھے بغداد شریف لایا تھا۔ حضرت ہدیٰ صاحب نے اشارۃ اپنا ہاتھ منہ پر رکھا کہ میں کسی کو کچھ نہ بتاؤں۔ جب میں نے آپ سے ہاتھ ملایا تو میری زبان گنگ ہوئی اور کچھ کہنے کے قابل نہ رہا۔ حضرت ہدیٰ صاحب کھڑے ہوئے اور مجھے ایک الگ کمرے میں لے گئے۔ آپ نے مجھے کہا کہ احتیاط کریں کہ جب تک میں زندہ ہوں کسی سے اس واقعہ کا ذکر نہ کریں۔ میری وفات کے بعد اگر آپ چاہیں تو لوگوں کو بتادیں۔ میں جب تک زندہ ہوں اور آپ نے یہ واقعہ کسی کو سنایا تو جو نقصان آپ کو پہنچے گا آپ خود اس کے ذمہ دار ہوں گے۔ یقیناً آپ خدا عزّ وجل کے ولی کامل تھے۔

مدرسہ نجم المدارس:

یہ مدرسہ حضرت ہدیٰ صاحب کے مزار مبارک کے قریب واقع ہے۔ اس مدرسے کا حال ان لوگوں کو معلوم ہے جنہوں نے یہ مدرسہ بذاتِ خود دیکھا ہے۔ اس مدرسہ کا حضرت ہدیٰ صاحب کے کرامات میں بھی شمار ہوتا ہے۔ امیر نادر خان کے ایک فرمان کے ذریعے حضرت ہدیٰ صاحب کے نام سے ایک عالی مدرسہ تاسیس کیا گیا تا کہ حضرت ہدیٰ صاحب کے باقیات الصالحات کو جاری وساری رکھا جا سکے لیکن بد قسمتی سے دہریت اور لادینیت کے سیلاب کے نتیجے میں یہ آثار باقی نہ رہے البتہ روسی جارحیت کے اختتام پر تعمیر کا کچھ کام

دیکھا گیا تھا۔

حضرت ہدیٰ صاحب کی مسجد: [1]

حضرت ہدیٰ صاحب ہڈہ تشریف لائے تو پہلے محلہ موچیاں کے مسجد میں مقیم رہے بعد میں جب لوگوں کی آمد ورفت زیادہ ہوئی تو گاؤں سے باہر ایک مسجد تعمیر کی۔ اس کے ساتھ علیحدہ لنگر خانے اور خدام کی رہائش کے لیے مکان وغیرہ کی تعمیر کا بندوبست بھی کیا۔ ظاہر شاہ کے دورِ حکومت میں یہ مسجد بوسیدہ حال ہوئی اور ایک رات رمضان المبارک کی تراویح کے دوران اس کی چھت گر گئی۔ اس وقت داؤد خان جلال آباد کے والی تھے۔ انہوں نے اس مسجد کو ازسرنو تعمیر کیا اور اس میں توسیع کا کام بھی بہت کیا لیکن کمیونسٹ تحریک کے دوران یہاں بم برسائے گئے اور یہ تمام آثار ظلم کا نشانہ بن گئے۔ اب الحمدللہ یہاں افغانستان کے ایک صاحبِ ثروت شخص حاجی نجیب ھزار بوز جو ایک مخلص تجار ہیں، نے ایک عظیم الشان مسجد تعمیر کی ہے اور ساتھ میں اپ کے مزار مبارک کی تعمیر بھی کی ہے۔ (۱)

سفر آخرت:

امیر عبدالرحمان خان کی وفات کے بعد جب ان کا بیٹا امیر حبیب اللہ خان جانشین ہوئے تو انہوں نے امیر عبدالرحمان خان کے دورِ حکومت میں قید کیے گئے سارے مجاہدین اور مشائخ کو آزاد کیا اور ان سب سے اپنے والد کے لیے معافی مانگی کہ عبدالرحمان خان نے اپنے آخری وقت میں حبیب اللہ خان سے کہا تھا کہ وہ اس اذیت میں جو اپنے بے انصافیوں اور ظلم کی وجہ سے مبتلا ہوئے ہیں صرف اس صورت میں نجات پاسکتے ہیں کہ ہدیٰ صاحب مجھے معاف کردے۔

۱۹۰۱ء میں والی افغانستان امیر حبیب اللہ خان نے ملا صاحب ہدیٰ کو اپنے وطن ہڈہ واپس آنے کی درخواست کی تو ہدیٰ صاحب اپنے وطن واپس آئے یہاں آکر امیر حبیب اللہ

---

[1]) دھڈی اخونزادہ، از خدمتگار عبداللہ بختانی، ص:47 بحوالہ ستر غازی، ملا نجم الدین اخونزادہ (دھدی ملا) از حفیظ اللہ باغبان، ص:34

خان نے آپ کے لیے ماہانہ ایک ہزار روپیہ وظیفہ مقرر کیا۔

۱۹۰۲ء کے ماہِ رمضان المبارک میں آپ بیمار ہوئے۔ معصوم صاحب آپؒ کی خدمت کے لیے ہر وقت حاضر رہتے۔ جس رات ختم قرآنِ پاک ہونا تھا اس رات آپ کی حالت کمزور ہوئی۔ نمازِ عشاء کے بعد معصوم صاحب کو بلایا اور کہا کہ میرا وقت قریب آ پہنچا ہے تاہم سحری سے پہلے میری وفات کا ذکر کسی سے نہ کرنا اور مجھے نمازِ ظہر کے بعد دفن کریں۔

پھر فرمایا: میرے پاس سات سو روپے ہیں، ان میں ایک تہائی خرچ کرنا باقی میرا چچازاد بھائی آئے گا اسے دے دینا۔ مسجد کے کونے میں روپیوں کی گیارہ تھیلیاں دفن ہیں۔ وہ امیر حبیب اللہ خان کو واپس کر دینا یہ روپیہ بیت المال کا ہے، میں نے اس میں ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کیا وہ بھیجتے تھے چونکہ امیر مملکت تھے اس لیے انکار نہ کر سکا۔

اس وصیت کے بعد آپ کو پسینہ آنا شروع ہوا۔ معصوم صاحب نے سورۃ یٰسین کی تلاوت شروع کی۔ ہدیٰ صاحب اطمینان سے سنتے رہے۔ اسی اثناء میں اس صاحبِ باطن بزرگ اور مردِ مجاہد جس نے ساری زندگی انگریزوں کے قصرِ اقتدار کو متزلزل رکھا، کی روح مبارک نے 21 رمضان المبارک ۱۳۱۹ھ بمطابق ۱۹۰۲ء اپنے قفسِ عنصری سے پرواز کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کے وصیت کے مطابق آپکو ہڈہ شریف میں دفن کیا گیا۔

استاد عبداللہ بختانی خدمت گار نے اپنی ایک تحریر میں حضرت محمد سعید سعیدی کا ایک لکھا ہوا مرثیہ نقل کیا ہے جس میں آپ کی تاریخ وفات ۱۳۲۰ھ ہجری ہے۔

شب چہار شنبہ شنوتو ز وفات صاحب　　　بیست و یک زمہ وشھر رمضان می بینم
سنہ الف وھم سہ صدو عشرین بہ یقین　　　بیست و یکم زمہ وشھر رمضان می بینم
چونکہ خوبان ھم رفتند سعیدی زجھان　　　شومجرد کہ ترانیز روان می بینم

آپ کی نمازِ جنازہ کی امامت حضرت بتخاک صاحب نے کی جیسا کہ حضرت اخونزادہ نجم الدین صاحب نے وصیت فرمائی تھی کہ میری نمازِ جنازہ حضرت بتخاک صاحب کی

امامت میں پڑھائی جائے گی۔ پھر ایسا ہی ہوا۔(۱)

آپ کی وفات کی خبر بروز پیر 29 دسمبر ۱۹۰۲ء کو The Sydney Morning[1] کے صفحہ 7 پر شائع ہوا جن کو ہم یہاں نقل کر رہیں:

Death of the HADDA MULLAH London, Dec 26

It is reported at Peshawar that the Hadda Mullah is dead.

It was the Mullah of Haddah who Infamed the tribesman on the north-west frontier of india causing the rising which led to the frontier war of 1897, at the beginning of the present year the Mullah was taken into favour by Habib-ullah, the Ameer of Afghanistan but only for a few months.

In June the fanatic was deposed form his office on the ground of extreme age and the governor of Jalalabad was informed to the effect.

۱) ستر غازی، ملا نجم الدین اخونزادہ (دھدی ملا) از حفیظ اللہ باغبان، ص: ۳۴،۴۵

خلفـــاء:

تگاب اخونزادہ ملاحمیداللہ صاحب 1
صوفی عالم گل شنواری صاحب موضع بھٹی کوٹ
میاں صاحب قمرالدین المعروف بڑو میاں صاحب
حضرت فضل شکور صاحب المعروف حضرت بتخاک صاحب
اخونزادہ میاں عبدالرحیم صاحب شیلگری
میاں اکبر شاہ صاحب المعروف سرکانی میاں صاحب
سیّد حضرت شاہ باچہ المعروف باچہ صاحب موضوع سلامپورہ
محمد حسین صاحب موضع لغمان
حافظ محمد سعید خان صاحب آف چارباغ المعروف حضرت صاحب چارباغ
جناب ملا احمد جان صاحب المعروف دولت زو ملا صاحب
جناب رستم خان صافی صاحب
حاجی محمد یٰسین صاحب موضوع گندھاب
ملا بزرگ صاحب تگابی المعروف ملا صاحب
جناب شیخ محمود عراقی صاحب
شیخ پڑوائی صاحب اصل نام ملا محمد حسین صاحب
ملا لغمان کتہ وازی
ملا احمد زرمتی
حضرت شیخ مولانا صاحب موضوع کلھنور
شیخ مدراکی صاحب علاقہ کوہستان
مولوی حبیب اللہ خان ساکن صریخ چارسدہ
ملا مرید زرمتی

ملا فضل صمدانی صاحب عرف شیخ صاحب بابڑہ

اخونزادہ ابوبکر وردگی 1

شیخ معصوم صاحب

ملا صاحب سرآسیاب کابل

شیخ ولی احمد صاحب سنڈاکی ملا صاحب

ملا عبدالباقی صاحب المعروف کامہ ملا صاحب

مولانا محمد اسرائیل شہید طوروی صاحب

حضرت ملا عبدالصمد صاحب عرف گزدی کس ملا صاحب

سیّد کاکا صاحب بنوری آشخیل لواڑگی لنڈی کوتل

حضرت ہدیٰ صاحب کے بالواسطہ خلفاء:

ملا پائندہ محمد صاحب المعروف استاد صاحب ہڈہ

میر صاحب جان باچہ صاحب آف اسلامپورہ ساکن کونڑ

حاجی ترنگزئی صاحب

اخونزادہ امیر محمد المعروف ملا چکنور صاحب

ملا خدائی نظر گل اخون صاحب المعروف پچیر صاحب

حضرت شیخ عبدالرحمان صاحب المعروف شیخ دین محمد صاحب شکر پورہ ہشت نگر روڈ۔

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

اللھم تقبل منا یارب العالمین بحرمۃ یٰسین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

حضرت اخونزادہ نجم الدین صاحب کے بارے میں وائسرائے ہند[1] کے امیر عبدالرحمن خان کے نام خطوط

حضرت نجم الدین اخونزادہ نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ اعلاءِ کلمۃ اللہ اور دینِ متین دین اسلام کے دفاع میں گزاری۔ اس راہ میں آپ نے اکثر تکالیف اور صعوبتیں برداشت کیے۔ حضرت ہدیٰ صاحب کا مقصد اس سرزمین کو غاصب استعمار کی چالوں اور سازشوں سے محفوظ کرنا اور آزاد رکھنا تھا۔ جب حضرت ہدیٰ صاحب نے مہمند کے علاقے کی طرف ہجرت کی اور یہاں سے غاصب انگریزوں کے خلاف جہاد کے عملی اقدامات شروع کیے اور غاصب انگریز استعمار آپ کے جہادی اقدامات سے پریشان ہوا تو امیر عبدالرحمان خان کو جو اس وقت افغانستان کے باشادہ تھے آپ کے بارے میں بذریعہ خطوط شکایت کی۔ امیر عبدالرحمٰن خان نے ان خطوط کے جوابات دیئے جو دری فارسی زبان میں تھے۔ امیر عبدالرحمان لشکر کشی اور دوسرے مسائل کے بارے میں ان خطوط کے ذریعہ اپنی صفائی پیش کر رہا تھا کہ کابل میں برطانوی نمائندہ بعض اطلاعات دے رہا تھا اور وائسرائے ہند ان اطلاعات کے بارے میں بار بار خطوط لکھ رہا تھا۔ ہم ان خطوط کے پشتو ترجمہ کا یہاں اردو ترجمہ نذرِ قارئین کرتے ہیں۔ ان پے درپے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ہدیٰ صاحب نے غاصب انگریز استعمار کو کتنا مالی اور جانی نقصان پہنچایا اور غاصب استعمار کے اہداف کے مقابل حضرت اخونزادہ صاحب کس طرح سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر ثابت رہے اور اس راہ میں وہ کسی کا بھی خوف خاطر میں نہ لائے اور اپنے جہادی اقدامات میں پورے عزم وہمت کے ساتھ ڈٹے رہے۔ ہم یہاں چند خطوط پیش کرتے ہیں جو غاصب انگریز استعمار کے اندیشوں، تشویشوں اور پریشانیوں سے بھرپور ہے۔ ان خطوط کے پڑھنے سے معلوم ہوجاتا ہے کہ حضرت نجم الدین اخونزادہ صاحب نے خالی ہاتھ اللہ عزوجل کی مدد

ونصرت سے کس طرح اپنے وقت کے سپر پاور طاقت سے ٹکر لی اور انہیں کتنا نقصان پہنچایا۔
1

کمشنر پشاور سر ریچارڈ اوڈنی کا ۷ اگست ۱۸۹۷ء کو امیر عبدالرحمان کے نام خط:

مجھے جلالت مآب وائسرائے ہند نے کہا ہے کہ آپ والا حضرت کو خبر دوں کہ حکومت ہند کے کئی جاسوسوں نے یہ معلومات حاصل کی ہے کہ افغان قوم کا ایک بڑا حصہ ہڈی ملا (حضرت نجم الدین اخونزادہ صاحب) کی تابعداری میں ان جہادی عملیات میں شریک ہوئی ہے جو برطانوی حکومت کے زیر انتظام علاقوں میں رونما ہوئے جیسا کہ شبقدر کے سرحدی قلعہ پر حملہ کیا تھا اور شنکر گڑھ کے نام سے ایک گاؤں کو جلایا تھا۔

مخبروں نے بتایا ہے کہ شبقدر قلعہ پر حملہ میں نجم الدین اخونزادہ صاحب نے سرحدی علاقوں کے باسیوں کو ساتھ ملایا مگر پھر بھی جلال اباد، چہار دہی، امبار خانی، باسول، گردی اور سرکانڑو کے اکثر لوگ حضرت ہدیٰ صاحب کے ساتھ شریک جہاد ہونے کے لیے آئے۔ لاپورہ کے رہائشیوں نے ان لوگوں کو دریا پار کرنے کے لیے کشتی فراہم کی۔

اس کے علاوہ ہمیں خبر ہوئی ہے کہ افغان سپاہیوں کی ایک جماعت اور لغمان کے ہودخیل قبائل اس نامور ملا کے ساتھ مل گئے ہیں۔

وائسرائے ہند کو ضرورت نہیں کہ تفصیل کے ساتھ سرحد پار سے آئے ہوئے لوگوں کی موجودگی اور خطرے بارے آپکو بتائے۔ وائسرائے ہند آپ سے چاہتا ہے کہ جلد از جلد اپنے لوگوں کو اس جنگ سے منع کریں اور مزید لوگوں کو آنے سے روک دیں کہ سرحد پار کرنا ان فسادیوں (جہادیوں) کے لیے ناممکن ہو جائے تا کہ پھر اس طرح کے خفیہ جہادی عملیات اور بڑے پیمانے پر برطانوی ہند میں فساد برپا کرنے سے باز رہے۔

وائسرائے ہند نے اپنے ایک خط جو ۲ مئی 1896 کو آپ جلالتمآب کو سپہ سالار غلام حیدر کے غیر دوستانہ رویئے کے بارے میں لکھا تھا یہ ممکن نہیں کہ سپہ سالار کو خبر نہ ہو اور افغان عسکر ان حملوں میں حصہ لے۔

وائسرائے مجبور ہے کہ آپ کو خبر کروا رہا ہے کہ اگر آپ نے سپہ سالار کو کنٹرول نہ کیا اور سرحدی علاقوں سے قومی لشکر نہ ہٹائیں تو آپ والاحضرت ان سارے معاملات کے باوجود جوابدہ ہوں گے۔ باقی میں کچھ نہیں کہتا۔ آپ کی اچھی صحت کے لیے دعا گو۔ اگست ۱۸۹۷ء(۱)

کمشنر پشاور کے نام امیر کا خط بتاریخ ۱۸ ربیع الاوّل ۱۳۱۳ھ، بمطابق ۱۸/ اگست ۱۸۹۷ء:

بعد از احترامات: آپ کا خط مجھے ۱۳ اگست کو ملا جس میں آپ نے سپہ سالار غلام حیدر خان اور جلال آباد اور اس کے قرب و جوار کے علاقوں کے رہنے والوں کے بارے میں لکھا تھا۔ سپہ سالار اور افغان عسکر کے بارے میں بتاؤں کہ ایک شخص بھی سرحد پار آپ کی طرف نہیں گیا اور نہ کسی نے ملا نجم الدین کے جہادی عملیات میں حصہ لیا اور نہ میں کسی کو اس کی اجازت دوں گا کہ وہ ملا نجم الدین کا ساتھ دے لیکن قبائل کے بارے میں آپ خوب جانتے ہیں کہ میرے خوف سے برملا ایسی حرکت کبھی نہیں کرے گا۔ اگر پھر بھی کچھ لوگ ایسے آئے ہوں گے تو وہ چھپ کر ہی آئیں ہوں گے۔

آپ کو معلوم ہے کچھ سالوں پہلے ملا نجم الدین کابل سے چلے گئے تھے اور جڑوبئ جو پشاور کے ضلع میں واقع ہے، وہاں مقیم ہیں۔ برطانوی افسران نے انہیں کئی بار بلوایا ہے لیکن وہ کسی حالت میں بھی نہیں چلے۔ ہاں ان کے ساتھ خط و کتابت کی ہے۔ جس طرح افغانستان میں انہوں نے بدکام کیے ہیں اور لوگوں کو کافی نقصان پہنچایا ہے اپنے ان اعمال کے سبب انہوں نے یہ سزا پائی اور پشاور کے قریب علاقہ میں پناہ لی ہے۔ مومند، جلال آباد اور پہاڑی علاقوں کے لوگ انہیں اپنا رہنما و پیشوا مانتے ہیں۔ یہاں کے اکثر لوگ ملا نجم الدین اور پیر مانکی کے حلقہ ارادت میں داخل ہیں اور اسی طرح جب پرانے زمانے کے لوگ پاپ (عیسائیوں کا مذہبی پیشوا) کو جنت و دوزخ کا مالک سمجھتے تھے یہ ملا لوگ بھی لوگوں میں

---

۱) ستر غازی، ملا نجم الدین اخونزادہ (دھدی ملا) از حفیظ اللہ باغبان، ص:۱۰۶، ۱۰۵

اسی طرح کا مقام رکھتے ہیں۔ ماضی قریب میں میری رعایا کو میرے خلاف اُٹھ کھڑا کیا اور بغاوت کرڈالی۔ قندہار میں میرے خلاف علماء اُٹھے۔ ملا مشک عالم نے بغاوت کی۔[1] اسی طرح ازبک کے علماء میرے خلاف اسحق خان سے مل گئے اور ہر جگہ انتشار پھیل گیا۔ جلال آباد میں ایک گاؤں ہے جو اصلاً موچیوں کا گاؤں ہے لیکن جب سے یہاں ملا نجم الدین اخونزادہ نے اقامت اختیار کی ہے ان کے ارادت منداس گاؤں کو ہڈی شریف کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ ان کو پیغمبر کے درجہ تک پہنچایا ہے اور پیغمبر کی جگہ گردانتے ہیں۔ (نعوذ باللہ) جتنے بھی مصائب ہیں ان لوگوں کی وجہ سے ہمارے مقدر ہے اور جتنا بھی خون بہتا ہے ان علماء کی قیادت کی وجہ سے بہتا ہے۔

اس ہڈی ملا نے اس علاقہ کی طرف ہجرت کی ہے جو کابل حکومت کے زیر انتظام نہیں ہے بلکہ وہ پشاور کے ایک ذیلی علاقہ سے تعلق رکھتی ہے جہاں انہوں نے اپنے قیام کو ظاہر بھی کیا ہے۔ آپ اپنے معتمد مامورین کو وہاں بھیجیں تو مکمل حالات سے آپ کو آگاہی حاصل ہوجائے گی۔ آپ لوگوں پر واضح ہوجائے گا کہ میں کیسے ان کاروائیوں کا جو آپ کے خلاف کرتے ہیں سدباب کرسکتا ہوں کہ ان کے مریدین ومخلصین ان کی پیغمبر جتنی تعظیم کرتے ہیں اور خفیہ طور پر ان کے گرد جمع ہوتے ہیں۔ کافی عرصہ سے یہ علماء مجھے بھی کافر کہتے ہیں اور ان کے مریدان کی تحریک پر میرے ساتھ لڑے ہیں۔ ان لڑائیوں میں ان کے گھر تباہ ہوئے، بہت سے قتل بھی ہوئے۔ ان لوگوں نے افغانستان کے ہر حصے میں فتنہ برپا کیا ہوا ہے اور میرے خلاف لوگوں کو کھڑا کیا ہے یہاں تک کہ دونوں طرف سے ہزاروں لوگ جان سے گئے ہیں خود علماء بھی اس راہ میں قتل ہوئے ہیں لیکن ہمیشہ میرے خلاف لوگوں کو اُٹھ کھڑا کیا ہے لیکن کامیاب نہیں ہوئے ہیں اور یہاں سے ہجرت کرکے برطانوی حکومت کے زیر انتظام ہند کے علاقہ میں پناہ لی ہے اور وہاں انہیں برطانوی حکومت کی طرف سے قیام کی سہولت میسر ہوئی ہے اور انہی سے حمایت بھی ملی ہے۔

اب بھی بہت سے علماء میری طرف سے گرفتار ہونے سے بھاگ نکلے ہیں اور پشاور جو

میری حکومت کا زیر انتظام نہیں ہے وہاں پناہ لی ہے تو میں کس طرح ان لوگوں کو پابند اور منع کر سکتا ہوں۔ 1

سپہ سالار اور باقاعدہ لشکر کی بات ہے میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ دشمن کی چال ہے جو اس میں کامیاب نہیں ہے اور اگر آپ کو میری باقاعدہ لشکر اور سپہ سالار غلام حیدر خان کے بارے میں اطلاع ملی ہے تو یہ مکمل جھوٹ ہے۔ مجھے مکمل یقین ہے کہ میرے لشکر کا ایک آدمی بھی یا جو افغانستان حکومت کا مامور ہے ان جہاد عملیات میں حصہ لیا ہے اور جو بات اس بارے میں برطانوی مامورنے کی ہے تو وہ سراسر بے بنیاد اور خلاف حقیقت ہے مگر وہ علماء جو آپ کے زیر انتظام علاقہ میں موجود ہیں اور نئی تقسیم کی بنیاد پر برطانوی قلمرو کے زیر اثر ہے، کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ باقی خیریت ہے۔ عزت کی ساعتیں ہمیشہ کے لیے ہوں۔(۱)

وائسرائے ہند کے نام امیر کا خط:

کمشنر کے خط کا جواب دینے کے ایک دن بعد امیر نے ۱۹ اگست ۱۸۹۷ء کے دن وائسرائے ہند کو یہ خط لکھا۔

پورے احترام کے ساتھ جلالتمآب کو خبر دی جاتی ہے کہ اس سے پہلے ایک خط مسٹر اوڈنی کمشنر پشاور کی طرف ۱۳ اگست 1897ء بمطابق ربیع الاول ۱۵ ۱۳ ھ کو آیا تھا۔

خط کے پہنچتے ہی میں نے حقائق واقعی لکھے اور پورے دوستانہ ومخلصانہ ماحول میں خط کا جواب دیا۔ اگر بعض لوگوں نے دوستی کے لباس میں بے بنیاد خبریں پھیلائی تو بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے تعلقات اور دوستی دونوں حکومتوں کے درمیان ہمیشہ کے لیے قائم رہے گی۔

سرحد کے اس پار سے ملا نجم الدین کا ایک خط پکڑا ہے جو جلال آباد کے لوگوں کو بھیجا تھا اور یہ ان دوسرے خطوط کے لیے ثبوت ہے جو ملا نجم الدین نے دوسرے لوگوں کو لکھے اور

---

۱) ستر غازی، ص ۱۰۶، ۱۰۷، بحوالہ سعید امین الدین 1396ھ ش، مولانا نجم الدین اخونزادہ دا نجم پہ ہندارہ کی، مصر: دافغانستان فرہنگی ٹانگہ، ص 44

بھیجے ہیں۔ میں نے اس خط کا اصلی نسخہ کو ایک مہر بند لفافہ میں بند کیا اور آپ کو بھیجا۔ میرے مہربان دوست، اس میں کوئی شک نہیں کہ اس نامور ملا نے اپنے ارادت مند مریدوں کو ایسے سینکڑوں خطوط بھیجے ہیں وہ لوگ ان سے پیغمبر کے مانند (نعوذ باللہ) عقیدت رکھتے ہیں۔ (۱)

دوسرا خط امیر کے نام:

۱۸ اگست کی تاریخ کا خط جو آپ نے کمشنر پشاور کے نام لکھا تھا، پڑھا، خوشی ہوئی کہ آپ والا حضرت نے رسمی مامورین اور فوجی سرحدی علاقوں میں جنگ میں شرکت سے انکار کیا ہے اور اس جرگہ میں جو کابل میں ایک دن پہلے منعقد ہوا تھا اس میں بھی اعلانیہ طور پر اس بارے میں مدد و معاون ہونے کو رد کیا۔ آپ والا جلالت مآب کو باور کراتا ہوں کہ میں کبھی بھی آپ جیسے دوست پر تہمت نہیں لگاؤں گا لیکن مجھے ایسی خبریں ملی ہیں جو ہر چیز کو ثابت کرتی ہیں صرف آواز نہیں ہے آپ نے دربارِ عام میں جو اس تاکید کے ساتھ بولا ہے کہ آپ، آپ کے افسران اور رعایا کا ان جنگی معاملات میں کوئی ہاتھ نہیں ہے جو علماء نے ہمارے زیر انتظام علاقوں میں کیے ہیں۔ یہ آپ کی اچھی نیت اور دوستی کا ثبوت ہے یہ جو میں نے لکھا ہے کہ آپ کے زیر انتظام علاقوں میں آباد قبائل نے برطانوی حکومت کے زیر انتظام علاقوں اور تنصیبات پر حملے کیے ہیں ہمارے پاس اس کے مبینہ شواہد ہیں۔

جلال آباد کے علاقے کے لوگ گروہ در گروہ کابل کے دریا کو پار کر چکے ہیں۔ ڈھول بجا رہے تھے۔ شبقدر کی جنگ کے بعد ان لوگوں نے اپنے شہداء اور زخمیوں کو ساتھ لے کر واپس دریا پار کر کے چلے گئے ہیں۔ خوست کے بارے میں بتا سکتا ہوں کہ ہمارے اونٹ کو قبضہ کر کے سرحد پار کیا ہے۔ ہمارے اطلاعات یہ ہیں کہ سردار شیریندل خان نے اس کا حکم دیا تھا اور آپ والا حضرت بھی ان قبضہ کیے ہوئے اونٹوں کو جو حکومتِ ہند کی ملکیت ہیں افغان زمین اور علاقوں کو خفیہ طور پر پار کر کے لے گئے ہیں کو جائز نہ سمجھے۔

آپ والا حضرت نے لکھا ہے کہ قبائل کے لوگ میرے ڈر سے اعلانیہ طور پر ان جیسے

---

۱) ستر غازی، ص ۱۰۸، بحوالہ سعید امین الدین، ص ۳۳

مسائل میں شریک نہیں ہو سکتے اور اگر کوئی آیا ہوگا تو چھپ کر آیا ہوگا۔ اس بارے میں آپ والاحضرت سے دوستی کے مراتب کو مدنظر رکھ کر امید رکھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ سارے قبائل کو آپ کے مقامی مامورین کے ذریعے فرمان جاری کیا جائے کہ اگر کوئی بھی سرحد لکیر کو پار کر گیا اور برطانوی حکومت کے خلاف اقدامات کیے تو یہ ہماری ناراضگی کا سبب ہوگا۔

ان گمراہ لوگوں جو برطانیہ کے خلاف دشمنانہ اعمال جاری کیے ہوئے ہیں ان کی روک تھام کے لیے مقامی مامورین کو چاہیے کہ دریائے کابل اور دوسری ضروری لازم جگہوں پر پوری نگرانی کرے کہ آپ کی رعیت نہ اعلانیہ اور نہ چھپ کر سرحد پار داخل ہو اور ان مشکل حالات کا جو قبائل کے درمیان موجود ہیں آپ والاحضرت کی توجہ اس کی طرف درجہ ذیل نکات میں لاتا ہوں۔

جو عملیات جاری ہیں تحمل و برداشت سے باہر ہے۔ میں نے ابھی فوجی لشکروں کو حکم دیا ہے کہ جو قبائل ملاکنڈ اور چکدرہ پر حملہ کرتے ہیں ان کو سخت سزا دی جائے۔ اس لشکر کے گروپ سوات کے عملیات تک جا پہنچے ہیں وہاں کے سارے قبائل کو تابع کیا ہے۔ آخر کیوں یہ حالت ہے کہ چند سال ہوئے ہیں کہ دشمن بن گئے ہیں اور اس کا سبب ملا سیّد اکبر اور میر بشیر ملکدین خیل ہے۔ اب بھی آفریدیوں کا ایک حصہ سچ اور صدق کے ساتھ قائم ہے مگر یہ لوگ اس قابل نہیں کہ دوسرے قبائل پر حملہ کر سکیں تو وہاں حکومتی تھانے جلائے گئے ہیں، راستوں کو خراب کیا گیا ہے جو قافلوں کی آمدورفت کے قابل تھیں۔ اس حال میں اب ان راستوں پر کچھ وقت کے لیے وسائل، قیمتی مال اور جنگی وسائل کی نقل وحمل ومہمات بند ہیں۔ اگر اس کے بعد آفریدیوں نے دوسرے قبائل سے مل کر برطانوی ہند کی سرحدوں پر حملے کیے تو اس کے ساتھ اس طرح پیش آئیں گے کہ برطانوی حکومت ان پر آشکارا ہو جائے گی۔

میں اس پر خوش ہوں کہ آپ نے دربارِ عام میں کہا ہے کہ یہ خبریں جھوٹ ہیں کہ پشاور میں تیار فوج کابل پر حملے کا ارادہ رکھتی ہے۔ آپ والاحضرت خوب سمجھتے ہیں کہ جس طرح آپ نے برطانوی حکومت کے حق میں اپنے فرائض بخوبی انجام دیئے ہیں ہند کی برطانوی حکومت

نے بھی اسی طرح پورے احترام کے ساتھ آپ کے مضبوطی کے وعدے پورے کیے ہیں۔

1

امیر عبدالرحمن خان کا جوابی خط:

کابل سے بتاریخ ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۱۵ھ بمطابق ۱۰ ستمبر ۱۸۹۷ء

بعد از احترامات! مجھے آپ جلالت مآب کی ۱۰ اگست کی تاریخ کا خط موصول ہوا۔ متن کے مفہوم کو سمجھ گیا ہوں۔

آپ کو خبر پہنچی ہے کہ میری رعیت جمع ہوئی ہے اور اعلانیہ طور پر جھنڈوں اور ڈھول سمیت دریائے کابل کو پار کر کے ہڈی ملا کے مریدوں کے ساتھ مل گئے ہیں اور شبقدر کی جنگ کے بعد اپنے شہیدوں اور زخمیوں سمیت واپس یہاں آئے ہیں۔ اس بارے میں آپ جلالت مآب نے مجھ سے چاہا تھا کہ میں اپنے مقامی مامورین کو حکم دوں کہ کوئی ایک شخص بھی سرحد پار نہ کر سکے اور ہڈی ملا سے نہ ملے اور ان کو برطانوی مخالفت سے منع کروں اور یہاں تک کہ محافظ اور پہرا داروں کے دستے دریائے کابل اور اسی طرح دوسری جگہوں پر متعین کیے جائیں تا کہ کسی کو بھی یہاں سے جانے کی جرأت نہ ہو سکے۔

میرے محترم دوست! جو آپ نے مجھے لکھا ہے کبھی بھی ایسا واقع میں نہیں ہوا ہے کہ میری رعایا جنگ کے لیے ڈھول بجاتے ہوئے ان راستوں سے گزر چکے ہوں۔ حقیقت وہی ہے جو میں نے آپ کو پہلے خط میں لکھ کر بھیجا ہے۔ ایک شخص جس کا نام نجم الدین ہے۔ جڑوبی کا رہنے والا ہے۔ دام بچھایا ہے اور قبائل کی اکثریت کو اپنے حلقہ ارادت میں داخل کر کے مرید بنایا ہے جن کے احکامات کا یہ لوگ پورے دل و جان سے کامل طور پر اطاعت و پیروی کرتے ہیں۔ جب سے یہ شخص بداعمال اور فتنہ پروری پر گامزن ہوا ہے ہر طرف لوگوں کو خطوط بھیجتا ہے اور لوگوں کو اپنی تابعداری کی طرف بلاتا ہے جس طرح پہلے میں نے آپ جلالت مآب کو اطلاع کے طور پر ایک خط بھیجا تھا شاید آپ کو موصول ہوا ہو۔ میں نے اپنے سب مامورین کو ہدایت کی ہے کہ جہاں تک ہو سکے افغان رعیت کو منع کرے کہ ہڈی ملا کے ساتھ وہ نہ مل سکے جیسا کہ کچھ عرصہ پہلے لغمان کے تیس ہزار کے قریب لوگ جمع ہوئے تھے

اور جہاد کا علم بلند کیا تھا جب میرا حکم وہاں کے مامورین کو ملا تو انہوں نے انتہائی کوششیں کی۔ ان سب لوگوں کو منتشر کر دیا اور وہ سب اپنے اپنے گھروں کو چل دیئے اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کو موصول ہوئی اطلاعات زیادہ تر ان واقعات کے بارے میں ہے۔ کوئی بھی شخص میرے وطن کے قبائل سے ایسا نہیں کرسکتا کہ اعلانیہ طور پر اس کام میں شریک ہو سکے جس طرح ان لوگوں کی اکثریت کا ہڈہ ملا سے عقیدت کا رشتہ ہے ممکن ہے کہ رات کو چوروں کی طرح سفر کیا ہو تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ ہم اس طویل اور وسیع سرحد پر چوروں کا مراقبت کریں۔ آپ جلالت مآب نے لکھا ہے کہ میں دریائے کابل اور دوسرے راستوں پر محافظ پہرے داروں کو متعین کروں کہ کوئی بھی سرحد کو پار نہ کر سکے۔

میرے عزیز دوست یہ اس صورت میں ممکن ہے کہ میں پانچ عسکر کے اندازے کے برابر پہاڑوں کی چوٹیوں اور ولایت کے مختلف راستوں پر مقرر کروں تو اس صورت میں ممکن ہے کہ جانے اور سرحد پار کرنے سے ان کو منع کرسکوں۔ ان لوگوں کو بغیر ایسے ترتیبات کے کیسے روک سکوں گا کہ یہاں کے باشندے ہر طرف سے واقف ہیں۔ اگر میں ان لوگوں کی وجہ سے مشہور راستوں کو بند کر دوں تو یہ لوگ اپنی معرفت کے بناء پر راستے تبدیل کریں گے اور پہاڑوں اور بیابانوں سے گزر کر سرحد پار کریں گے۔

میرے ماتحت حد درجہ کوشش کررہے ہیں کہ ان کی مراقبت کرسکیں اور ان کے اعلانیہ اقدامات کو منع کرسکیں اگر شہید کو لایا ہے تو انہیں دفن کیا ہوگا اور اگر زخمیوں کے بارے میں پوچھو گے تو کہیں گے کہ آپس کی جنگ میں زخمی ہوئے ہیں۔ اگر واقعے کے شاہدوں اور گواہوں کی بات ہو تو پھر قبائل اپنے گواہ لائیں گے تو پھر کون اس کا فیصلہ کرے گا۔

آپ جلالت مآب کو لکھا تھا کہ قبائل نے کچھ وجوہات کی بناء پر ان شورشوں میں حصہ لیا ہے جب میں نے ان لوگوں سے جنہوں نے آپ کے خلاف ان شورشوں میں حصہ لیا ہے پوچھا تو ان لوگوں نے مجھے بتایا کہ برطانوی حکومت نے ہم سے معاہدہ کیا تھا کہ ہم برطانوی حکومت کے قوانین اور محدودات سے آزاد ہوں گے اور اپنے علاقوں میں اپنی طرز سے

زندگی گزاریں گے۔ جب ان لوگوں نے برطانوی حکومت سے یہ وعدے سنے تو یہ لوگ بے فکر ہو کر اپنی زندگی گزارنے لگے۔ مالیات اور دوسری حکومتی مکلفات سے خود کو آزاد سمجھا لگر بعد میں برطانوی حکومت کی سرحدی ذمہ داروں نے اپنے حکومت کے کیے گئے معاہدوں کے خلاف ان کے علاقوں میں سڑکیں بنوانا شروع کیں اور پھر ان سے مالیات و محصولات لینا بھی شروع کیا اور اس طرح دوسرے قبائلی علاقوں میں بھی ہند کے دوسرے علاقوں کے مانند ان کے ساتھ یہی سلوک روا رکھا گیا۔ پہاڑوں کے لوگ بہت غریب ہیں اور کوئی ملکیت نہیں رکھتے۔ اسی لیے اپنے آپ کو تباہی کے آگ میں جھونک دیا ہے اور کہتے ہیں کہ برطانوی حکومت اپنے معاہدوں کی پاسداری کرے۔

میں نے ان سے کہا کہ اپنے دعویٰ کے بارے میں تحریری ثبوت پیش کریں تو انہوں نے کئی تحریری معاہدوں کے اسناد دکھایئے جو انہیں برطانوی حکومت نے دیئے ہیں کہ قبائل اپنے علاقوں میں آزاد ہوں گے جب میں نے وہ اسناد دیکھے تو میں نے آپ جلالت مآب کو ان کی شکایات کے بارے میں اطلاع دے دی۔ ان کی شکایات مبینہ طور پر سرحدی مقامات کے بارے میں ہے۔ ممکن ہے کہ آپ کو اطلاعات موصول ہوئی ہو، آپ نے مجھے خیبر کے راستے کی بندش اور خرابیٔ امن کے بارے میں لکھا تھا۔ مجھے علم ہے کہ آزاد قبائل لوٹ مار کرتے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے جنرل محمد حسین خان کشمش کے قافلہ کے ساتھ تھے مگر ڈاکوؤں نے راستے میں ان کو لوٹا ہے۔

اسی طرح ایک دوسرے قافلے کو بھی جس کے ساتھ چھ لاکھ روپے تھے ڈاکے میں لوگوں نے ان کو لوٹا تھا۔ میں نے ڈاکے کے لوگوں کے ذمہ پر یہ پیسے ڈال دی۔

میں کہتا ہوں کہ جب تک خیبر کے راستے پر امن نہیں آتا تو مالِ تجارت کراچی اور قندھار کے راستے بھیج دیئے جائیں۔

میرے دوست! آپ نے لکھا تھا کہ ہمیں پشاور میں فوجیوں کی تیاری کے بارے میں اطلاعات ملی تھی کہ وہ کابل پر حملے کا ارادہ رکھتے ہیں میں پھر کہنا چاہتا ہوں کہ لوگ ہر طرح

سے ان پروپیگنڈوں کے پھیلانے میں مصروف ہوں گے مگر ہم کسی کے پروپیگنڈوں میں نہیں آئیں گے۔ [1]

پشاور برطانوی ہند کے زیر انتظام ہے اور حکومت وہاں جو بھی چاہے کرسکتی ہے، ہم دونوں حکومتوں کو اپنی اپنی مملکت کے دائرہ میں ہر طرح کے حکومتی معاملات روا رکھنے کا اختیار ہے، اب تک کچھ ایسا نہیں ہوا ہے کہ اس بے ضرورت اندیشوں کے بارے میں دھیان دیا جائے بالفرض اگر ایسا ہو تو اس بارے میں ایک دوسرے سے حقائق کے بارے میں پوچھا جاسکتا ہے۔

آپ نے لکھا تھا جب تک افغانستان کی حکومت نے برطانیہ کے ساتھ دشمنانہ رویہ نہ اپنایا ہو تو برطانوی حکومت اپنے وعدوں پر قائم ہوگی۔ میں خداعزّوجل کے فضل سے کہہ سکتا ہوں کہ میں اپنے وعدوں پر قائم ہوں اور مجھے امید ہے کہ برطانوی حکومت بھی اپنے وعدوں پر قائم رہے گی۔ آپ نے اونٹوں کے بارے میں لکھا تھا کہ وزیر قبائل کے ڈاکوؤں نے داوڑ کے علاقے سے خوست کی طرف سرحد پار کرکے لائے ہیں۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ اونٹ خوست کے لوگوں نے قیمتاً خریدی ہیں اور چور واپس اپنے ٹھکانوں کی طرف چلے گئے ہیں اگر خوست کے لوگوں سے یہ اونٹ واپس لینا ہو تو انہیں ان کی قیمت دی جائے تاکہ ان کا کوئی نقصان نہ ہو۔

وائسرائے ہند کا امیر عبدالرحمان خان کے نام جوابیہ خط ۶ ستمبر ۱۸۹۷ء:

بعد از القابات! میں نے آپ جلالت مآب کے اس خط کو جو ۱۸ اگست کو کمشنر پشاور کو بھیجا تھا اور اس میں آپ نے ہند کے سرحدی علاقوں میں موجود انتشار میں کسی بھی قسم کا حصہ دار ہونے کو رد کیا تھا، پڑھا ہے۔ ۱۹ اگست کو میں نے آپ جلالت مآب کا دوسرا خط وصول کیا جو کوئٹہ کے راستہ بھیجا تھا۔ اس خط میں آپ نے ہڈی ملا کا وہ اعلامیہ بھی بھیجا تھا جو انہوں نے ننگرہار کے لوگوں کو لکھا تھا۔ میں نے اس اعلامیہ کو دیکھا تھا اور مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ شخص جس نے ہمیں یہ اعلامیہ پہنچایا ہے، ڈکہ میں آپ کی ٹیم سے لیا تھا۔

میں بڑے احترام کے ساتھ آپ کی اس بات سے متفق ہوں کہ خود سے بنائی گئی باتوں اور خودغرض لوگوں کے پروپیگنڈوں کی تحقیق ہوجائے اور اسی طرح کے جھوٹے[1] پروپیگنڈوں کے سدباب کے لیے میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ ہماری فوج مومند میں اس لیے داخل ہوئی کہ ہڈی ملا اوران کے لشکر کو معلوم کرے۔ان کے نیٹ ورک کو تباہ کرے۔ اس خط میں جو ۱۸ اگست کو آپ نے کمشنر پشاور کو بھیجا ہے اور وصول ہوا ہے کہ ہڈی ملا آپ کی مملکت سے نکل کر پشاور کے جوار میں رہائش اختیار کی ہے۔

آپ نے اپنے خط میں کہا ہے مزید اس بات پر کیسے بحث کی جاسکتی ہے کہ ہڈی ملا برطانیہ کے زیرانتظام علاقہ میں برطانوی حکومت کی حدود میں موجود ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ ہڈی ملا اس خطہ میں ہمارے خلاف دشمنانہ معاملات جاری رکھے ہوئے ہیں جو اس خطہ کے تقسیم کے معاہدہ میں ہمارے قلمرو کے ماتحت آتے ہیں۔اگر ہماری افواج نے انہیں گرفتار کیا تو فوری طور پر انہیں سزا دی جائے گی مگر وہ جڑوبی کے گاؤں میں رہتا ہے اور گمان ہے کہ وہ ہماری قلمرو کے ماتحت علاقہ ہے مگر چونکہ وہاں سرحدوں کا تعین نہیں ہوا ہے اور اس خط میں جو آپ کو ۱۲ نومبر ۱۸۹۶ء کو بھیجا تھا، یہ گاؤں افغانستان کی سرزمین پر آباد ہے۔آپ جلالت مآب میرے ساتھ یہ مان لے کہ اس شخص نے آپ کی حکومت اور ہمیں دونوں کو کافی مشکلات پید کی ہے اپنے اعمال کے سبب سزا سے نہیں بچے گا۔اگر ہڈی ملا ہماری افواج کے پہنچنے سے پہلے جڑوبی گاؤں یا اس کے ساتھ دوسرے گاؤں چلا جاتا ہے تو امید رکھتا ہوں کہ میری افواج کے ان کاروائیوں کے بارے میں آپ کچھ نہ کہیں گے جو انہوں نے مومند کے علاقہ میں کیے ہیں۔میرا یہ ارادہ نہیں ہے کہ ہماری افواج ان علاقوں میں ٹھہرے۔ان علاقوں میں کچھ خاص وقت سے زیادہ فوج نہیں رہے گی،اسی طرح ہڈی ملا اگر پہاڑی راستوں کے ذریعے کونڑ کے علاقے میں داخل ہوتا ہے تو میری افواج کو حکم ہوا ہے کہ پھر ان کا تعاقب نہ کیا جائے۔مجھے آپ جلالت مآب سے امید ہے کہ اپنی سرزمین پر ان کو وہ سزا دیں جو ان کے لیے مناسب ہے اور باقی لوگ انہیں چھوڑ دے جو قبائل کے سادہ

لوح لوگوں کو حملوں پر ابھارتے ہیں۔ میری کوشش ہے کہ میں آپ جلالت مآب کو صاف واشگاف الفاظ میں خط لکھوں تا کہ غلط فہمیوں کا سد باب کرسکوں۔ مجھے امید ہے کہ آپ اُس وقت میرے ہدف کو سمجھتے ہوں گے۔ (۱)

وائسرائے کے نام امیر عبدالرحمان خان کا ۱۲ ستمبر کو خط:

بعد از القابات! میں چاہتا ہوں کہ آپ کو اطلاع دوں کہ آپ کے رواں ماہ کا خط وصول کیا ہے۔ ہڈی ملا اس مملکت کو نہیں آئے گا اس لیے کہ یہاں انہوں نے بہت سے بدافعال کیے ہیں اور اگر آجائے تو میں اسے ملک بدر کردوں گا کہ عربستان چلے جاؤ اس لیے کہ وہ بہت شریر انسان ہے اسی طرح امید ہے کہ آپ کی افواج آگے نہیں جائے گی کہ کونڑ کی حدود اور کونڑ میں موجود افواج میں غلط فہمی پیدا نہ ہو۔ ہڈی ملا کافی چالاک شخص ہے امید ہے انہیں موقع نہیں دیا جائے گا کہ ننگرہار کے لوگوں میں اشتعال پیدا کرسکے۔ آپ کی فوج کو چاہیے کہ مہمات میں کافی احتیاط سے کام لے کہ کونڑ اور قرب وجوار میں موجود لوگوں میں آپ کی فوج کے جانے سے اشتعال پیدا نہ ہو اور نہ ہڈی ملا ان میں اشتعال پیدا کرے کہ مزید انتشار واشتعال کی فضا قائم ہوجائے۔ جڑوبی کے بارے میں لکھا تھا کہ اس خطہ میں سرحدوں کا تعین نہیں ہوا ہے اور آپ جلالت مآب کہتے ہیں کہ وہ گاؤں افغانستان کے قلمرو میں آتا ہے تو جس طرح اس بارے میں فیصلہ نہیں ہوا ہے تو پھر آپ جلالت مآب کی بات ٹھیک ہے۔

امیر عبدالرحمان خان کے نام وائسرائے ہند اور گورنر جنرل ہند کا ۷ اکتوبر ۱۸۹۷ء کو خط

آپ جلالت مآب پہلے سے ہڈی ملا کے مقابل جو ہماری افواج اور ان کے مہمات کے بارے میں جو آپ کو اطلاع دی، کے نتیجے کے بارے میں خبر رکھتے ہوں گے۔ ملا اپنے ساتھیوں سمیت معلوم ہوا ہے۔ ہماری افواج نے جڑوبی تک ان کا تعاقب کیا ہے لیکن وہ

---

۱) ستر غازی، ص ۱۱۷، ۱۱۵، بحوالہ سعید امین الدین، ص ۵۵

پہلے ہی آپ کے قلمرو کو نکل چکا تھا جس طرح میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا ہماری افواج نے مزید ان کا تعاقب نہ کیا۔ اب آپ کے ذمہ ہے کہ اپنے وعدے پر قائم رہیں جو ۱۲ ستمبر[1] کے خط میں کیا تھا اور کہا تھا کہ ہڈی ملا کا افغانستان میں داخل ہونے پر ان کے خلاف اقدام کریں گے۔ میں آپ جلالت مآب سے امید رکھتا ہوں کہ انہیں اجازت نہ دے کہ افغانستان سے مہمات کو جاری رکھ سکیں۔

ہڈی ملا کے کارناموں کی ایک مثال دیتا ہوں کہ ۲ ستمبر ۱۸۹۷ء کو سوات میاںگل صاحب کو ایک خط بھیجا ہے، اس میں لکھا ہے: میں نے ضیاء الملۃ والدین کو ایک جہاد کے مضمون پر تفصیلی خط بھیجا ہے۔ ان جلالت مآب نے جواب میں مجھے لکھا ہے کہ ہمیں انتظار ہے کہ جب افغانستان میں سب عالی رتبہ صاحبان مناصب، خوانین اور ملکان سے مشورہ ہو جائے تو اس کے بعد جہاد کی ترتیب اور اس کی تیاری کے بارے میں اعلان کریں گے۔ بعد میں لکھتے ہیں: خدا عزّ وجلّ کرے کہ امیر جہاد کے بارے میں ترتیبات برابر کرے اور اس بارے میں ہمیں اپنا فیصلہ سنائیں۔

نجم الدین اخونزادہ نے اس ضمن میں چاہا ہے کہ آپ جلالت مآب اور ہماری حکومت کے درمیان بداعتمادی پیدا کرے، میں نے ۳۰ اگست ۱۸۹۷ء کو آفریدیوں کے حملہ کے بارے میں لکھا تھا اور اپنا ارادہ آپ پر ظاہر کیا تھا کہ میں ان کے ساتھ ایسا سلوک کروں گا کہ انہیں برطانیہ کی حکومت کی طاقت کا اندازہ ہو جائے گا۔

میں اب آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ جنرل ولیم لوکھارٹ کی قیادت میں بہت جلد یہ فوج اورکزئی اور آفریدیوں کے علاقوں میں روانہ ہو جائے گی اور انہیں سزا دے گی اور میں چاہتا ہوں کہ انہیں اِن شرائط پر مجبور کر دوں جو میں نے ان کے سامنے رکھے ہیں۔

میں نے کابل میں اپنے ایک قاصد سے ایک خط حاصل کیا ہے کہ اس کے ساتھ وہ خط بھی شامل تھا جو آپ نے ان کو ۲۳ ستمبر کو دیا تھا۔ میں اس خط سے سمجھا ہوں کہ آپ جلالتمآب نے ان آفریدیوں کی بات نہیں مانی جو کابل میں اپنے مقصد کے لیے آپ کے

پاس آئے ہوئے تھے۔ میں آپ کے اس دوستانہ عمل کا مشکور ہوں اور یہ وہ کام ہے جو آپ سے چاہتا ہوں۔ احتمال ہے کہ جب برطانوی فوج آفریدیوں پر حملہ کرے تو وہ بھی ہڈّہ ملا کی مانند آپ کے قلمرو میں داخل ہوں گے۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ ان لوگوں نے پہلے سے اپنے بچے اور عورتیں ننگر ہار کو بھیجے ہیں۔

آپ جلالت مآب کو معلوم ہے کہ میں نے دسمبر ۱۸۹۵ء کی طرح اس مئی کے مہینے میں بھی کافرستان کے مہاجرین سے اسلحہ برآمد کیا اور ایسے اقدامات کیے کہ یہ لوگ آپ جلالت مآب کو مشکلات پیدا نہ کرسکے۔ اب میں آپ جلالت مآب سے امید رکھتا ہوں کہ اورکزئی اور آفریدیوں کے ساتھ آپ بھی اسی طرح عمل کریں اور اپنے مقامی منصب داروں کو حکم دیں کہ ان سے اسلحہ لیں اور انہیں اجازت نہ دیں کہ افغانستان کی سرزمین سے ہم پر حملہ آور ہو۔

وائسرائے ہند کے نام امیر عبدالرحمان کا خط ۲۰/اکتوبر ۱۸۹۷ء:

بعد از القابات: مجھے آپ جلالت مآب کا ۷ اکتوبر کا خط موصول ہوا ہے جس کے ساتھ ہڈی فقیر نجم الدین کا سوات میانگل کا خط بھی تھا۔ میں آپ جلالت مآب کے مضمون کا حاصل سمجھ چکا ہوں۔

اس سے پہلے کہ ہڈی مُلا کے مسکن کو برطانوی فوج رسائی حاصل کرے وہ وہاں سے نکل چکے ہیں اور یہ کہ میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا اگر وہ میرے قلمرو کے تحت علاقہ میں داخل ہوا تو وہاں سے ملک بدر کروں گا۔ میں آپ جلالت مآب کو اطلاع دیتا ہوں کہ میں نے اپنے افسران کو حکم دیا ہے کہ دن رات ہڈی ملا کو ڈھونڈے اور انہیں گرفتار کرے۔ مخبروں نے خبر دی ہے کہ ہڈی ملا روپوش ہوئے ہیں اور چھپ کر سفر کرتے ہیں، میں نے حکم دیا ہے کہ یہ معلوم کرے کہ وہ کہاں روپوش ہوئے ہیں اگر وہ ہمارے علاقے میں روپوش ہوئے ہیں تو خدا عزّوجل مہربان ہے اور ان کے فساد کا سدباب ہوجائے گا۔ اگر وہ اب بھی وہاں سرحدی علاقوں میں موجود ہوں جہاں کی تقسیم کا اب تک افغانستان کے حکومت اور برطانیہ کے درمیان نہ حد معلوم اور نہ اس کا تعین ہوا ہے تو برطانوی حکومتی ذمہ داران کو چاہیے کہ اس علاقہ

کے ملکانان کو ہدایت دے کہ شریر شخص کو معلوم اور انہیں گرفتار کرنے کا بندوبست کرے۔ یہ شخص ایک جگہ پر دو رات نہیں گزارتا۔ وہ سیماب کی طرح حرکت میں ہوتا ہے۔ رات ایک جگہ گزارتا ہے تو دن کو دوسری جگہ پر ہوتا ہے۔ یہ وہ معلومات ہیں جو ہمیں ہمارے مخبروں نے ان کے بارے میں دی ہیں۔ میں کوشش میں ہوں کہ آپ جلالت مآب اس سے بے فکر رہیں اگر میں ان کی گرفتاری پر قادر ہوا۔ تو انہیں یہاں سے ملک بدر کر دوں گا۔

میں نے وہ خط پڑھ لیا جو ملا نجم الدین نے سوات میانگل صاحب کو لکھا تھا اور آپ جلالت مآب نے مجھے بھیجا تھا۔ ان کا مطلب سادلوح قبائل کو دھوکہ دینا ہے وہ چاہتا ہے کہ لوگ اس شورش کا حصہ بن جائے۔ کچھ سالوں پہلے اس نے میرے ساتھ دشمنی شروع کی اور اپنے مریدوں کو میرے مقابل کھڑا کیا۔ ان سے کہا کہ فوج سے لڑیئے۔ اب اس کے ذریعے چاہتا ہے کہ دور کے آباد قبائل کو برطانیہ کی فوج سے لڑادے۔ یہ لوگوں کو بہکاتا ہے، وہی کہتا ہے جو ان کے حق میں ہو۔ اگر میں نے اس کے ساتھ وعدہ کیا ہوا ہوتا تو یہ میری قلمرو سے دور نہیں تھا اور جلال آباد میں میری فوج کا مرکز ان کے مسکن سے دو منزل کے فاصلہ پر ہے۔ آپ جلالت مآب ان کے اس خط سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کتنا بڑا جھوٹ بولا ہے، جھوٹا ہے، جھوٹ بولتا ہے، عاقل ہے، قیاس کرتا ہے۔ میں ان علماء کو ایک عمر سے جانتا ہوں انہوں نے پطر کبیر کے پادریوں کی طرح جنہوں نے روس میں بڑا انتشار برپا کیا ہے۔ علماء لوگوں کو اسی طرح دِکھاتے ہیں کہ جنت اور دوزخ ان کے اختیار میں ہے۔ میں سمجھا ہوں کہ آپ جلالت مآب نے مہربانی کی اور مجھے اطلاع دی۔ آپ چاہتے ہیں کہ اورکزئی اور آفریدیوں کے تعاقب کے لیے برطانوی حکومت کی افواج بھیج دیں۔ مجھے خبر ہوئی ہے کہ برطانیہ کے عالی رتبہ حکام اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ قبائل کو سزا دیں اور ان کو اپنی اطاعت پر مجبور کر دے۔

مجھے اس بارے میں بھی علم ہوا ہے کہ آپ جلالت مآب نے اس پروپیگنڈہ میں لکھا تھا جس میں مولوی غفور خان نے آپ کو بتایا تھا کہ آفریدیوں کا ایک جرگہ جلال آباد جانے والا ہے اور میں نے وہیں سے ان لوگوں کو واپس کیا تھا اور اس سبب آپ جلالت مآب نے شکریہ

ادا کیا جس طرح ہر کوئی اپنے فائدے کے بارے میں سوچتا ہے تو امید ہے کہ ہر کسی کے پروپیگنڈے پر یقین نہ کیا جائے۔ آپ جلالت مآب نے لکھا تھا کہ اورکزئی اور آفریدیوں[1] پر برطانوی فوج کے حملوں کے دوران یہ لوگ جب میری قلمرو کے تحت علاقوں میں داخل ہو تو ان سے اسلحہ لو اور ان کو برطانیہ پر حملے کرنے سے روک دوں۔

میرے عزیز دوست، خدا عزّوجل نے چاہا تو کبھی اپنے لوگوں کو اجازت نہ دوں گا کہ قبائل کے ساتھ ملے اور برطانوی قلمرو پر حملہ کرے اور باغیوں کے ساتھ جنگ میں حصہ لے۔ اگر یہ لوگ اپنے بچے اور عورتیں اپنے رشتہ داروں کے ہاں لے آئے تو اس صورت میں حالات کو دیکھتا ہوں کہ یہ لوگ ایک دوسرے کے رشتوں میں بندھے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں میں ہزاروں باہمی شادیاں رچائی گئی ہیں۔ اگر میں ان کی دوستی میں حائل ہو جاؤں اور لوگوں کو اس سے منع کروں کہ یہ لوگ اپنے بچے جلال آباد میں اپنے رشتہ داروں کے ہاں لائے تو یہ قبائل میرے دشمن ہو جائیں گے۔ پھر میرے ساتھ بھی اس طرح دشمنی کرے گا جس طرح آپ سے ان کی دشمنی ہے۔

برطانوی حکومت کو تو ان کی دشمنی کی پرواہ نہ ہوگی کہ وہ طاقتور ہے۔ برطانوی حکومت نے قبائل کو سزا دینے کے لیے فوجی لشکر روانہ کیے ہیں جو انگریزوں سکھوں اور ہندوؤں کے عسکر پر مشتمل ہے مگر میری ساری فوج بھی تو قبائل ہے۔ یہ قبائل کبھی بھی اپنے رشتہ داروں اور قوموں کو تباہ کرنے پر راضی نہ ہوں گے اور پھر یہ قبائل شریر علماء کے کہنے پر میرے خلاف نامناسب تبلیغ شروع کر دے گی۔

یہ بہتر ہوگا کہ تیراہ کے لوگوں اورزکزئی، آفریدیوں اور برطانوی حکومت کے درمیان صلح کی جائے پھر بھی اگر جنگ ہوئی اور یہ لوگ ننگرہار کی ولایت کو آتے ہیں تو میں آپ جلالت مآب کو اطمینان دلاتا ہوں کہ میری سرزمین سے کسی طور پر بھی آپ کے قلمرو پر حملہ کرنے کی فرصت انہیں نہیں ہوگی اور جب تک سب نے برطانوی حکومت کی اطاعت کو نہیں مانا ہو تو میں انہیں اجازت نہیں دوں گا کہ برطانوی قلمرو میں داخل ہو لیکن اگر یہ لوگ پہاڑوں

میں اپنی زندگی کو دوام دیتے ہیں تو پھر ان لوگوں کو قابو کرنا میری طاقت وبساط سے باہر ہے۔اگر یہ عمرا خان کی طرح ہمارے ملک آ جاتے ہیں تو پھر یہ کبھی بھی غیر مناسب کام نہیں کرے گی اور نہ میں ان کواجازت دوں گا۔(۱)

۱) ستر غازی،ص ۱۲۴،بحوالہ سعید امین الدین،ص ۶۶

کرامات:

حضرت نجم الدین اخونزادہ کی کرامات بہت زیادہ ہیں جس میں کچھ تحریری طور پر موجود ہیں اور کچھ ہم تک سینہ بہ سینہ روایات کے ذریعے نقل ہوئی ہیں۔ یہاں ہم نے نجم الدین اخونزادہ صاحب کی کرامات کا اکثر حصہ نجم المشائخ سے نقل کیا ہے جو افغانستان کے جیّد عالم مولوی فضل ہادی شینواری کی تصنیف ہے[1]

(۱) نجم الدین اخونزادہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کافر انگریزوں سے کافی جہادی معرکے لڑے ہیں۔ اس طرح کے معرکے یا سوات صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لڑے یا نجم الدین اخونزادہ نے۔

ان جہاد معرکوں میں بعض اوقات غاصب فرنگیوں پر اولے برسے ہیں یا پتھر اور یا ان پر شہد کی مکھیوں نے حملے کیے ہیں جس سے غاصب فرنگی مردار ہوئے ہیں۔

(۲) جس طرح سے آپ کا لنگر جاری تھا کہ یومیہ خرچہ لنگر کا ۳۰۰ ہزار انچڑی روپے تھا، قوم میں اتنی قدرت اور طاقت نہ تھی کہ لنگر سے اس درجہ تعاون کر سکے بلکہ یہ ایک غیبی مدد تھی جو اللہ عزّوجل کی طرف سے نجم الدین اخونزادہ صاحب سے شامل حال تھی باوجود لوگوں کے اخلاص کے ان میں اس لنگر کا مالی خرچہ پورا کرنے کی قدرت نہ تھی۔ مولوی فضل ہادی شینواری خان حاجی صاحب سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار ہدیٰ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے لنگر کی خدمت کے ساتھ ساتھ اپنی تجارت بھی کرتے تھے۔ کبھی کبھی ہدیٰ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان سے قرضِ حسنہ بھی طلب فرماتے۔ میرے والد بزرگوار کہتے ہیں کہ ایک دن ہدیٰ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ سے چند ہزار روپے قرضِ حسنہ کے طور پر طلب کیے تو میں نے دے دیئے۔ اس رات کو بارش ہوئی۔ صبح کو ہدیٰ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ سارے پیسے مجھے واپس کر دیئے تو میں نے ان سے فرمایا کہ صاحب کل آپ نے مجھ سے یہ پیسے قرض کے طور پر لیے اور آج واپس کر دیئے تو ہدیٰ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ سے کہا کہ گل صاحب! رات کو آپ پر پانی برس رہا تھا اور

مجھ پر روپے۔

(3) مرحوم خان حاجی صاحب دوسرا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے والد بزرگوار نے بتایا کہ بیٹے جب آپ کی ولادت ہوئی تو میں آپ کو ہدیٰ صاحب کے حضور لے گیا کہ آپ کے لیے دعا کریں تو آپ کے لیے دعا کردی اور پھر مجھے چھ روپے دے دیئے اور ساتھ میں کندہ کیا ہوا روپیہ بھی دے دیا اور میرا نام خان حبیب رکھا، میرے والد بزرگوار نے کہا کہ صاحب یہ تو میرا نام ہے تو ہدیٰ صاحب نے فرمایا کہ اس کا نام سعید ہوا۔ خدا کی قدرت تھی کہ گل صاحب جو اخونزادہ صاحب کے ہمعصر اور ہمیشہ ان کی خدمت میں مصروف رہتے تھے، اخونزادہ صاحب کی دعا کی برکت سے گل صاحب کے گھرانے میں ربّ العزّت نے انھیں چھ بیٹے اور ایک بیٹی دیدی۔ جن میں مولوی عبدالغفور جنہوں نے بنکیلا لگرو۔ کے مقابل جہاد کے کارزار کو گرم رکھا، اسی طرح ڈاکٹر محمد شفیق جو اپنے دادا کے نقشِ قدم پر آج بھی بڑے اخلاص کے ساتھ اخونزادہ صاحب کی مسجد اور وہاں کے مسافروں کی خدمت کرتا ہے اور حاجی نظر محمد جو اخونزادہ صاحب کے نقشِ قدم پر ہمہ تن ہر وقت عوام کی خدمت میں مصروف ہوتے ہیں سب اسی باغ کے پھول ہیں۔

(4) مرحوم خان حاجی صاحب کی روایت ہے کہ نجم المدارس کے طلباء گرمیوں کے موسم میں ''وزیر'' جو خوگیان کے علاقہ میں ایک سرسبز وشاداب اور ٹھنڈی جگہ ہے، جاتے تھے یہاں ایک ولی کی زیارت ہے جو ابکو کے پیر کے نام سے یاد کیے جاتے ہیں۔ گرمی کا موسم ہے نجم المدارس کے طلباء وزیرو میں موجود ہیں۔ اس دوران ایک طالب علم نے خواب دیکھا کہ ہدیٰ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابکو کے پیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہتے ہیں کہ میرے طلباء آئے ہوئے ہیں۔ ان پر توجہ رکھئے۔ ابکو کے پیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان سے کہتے ہیں کہ ان پر میری نظر ہے۔

(5) شینواری کے دہ بالا کے سوری گاؤں کے مولانا محمد شریف صاحب اکثر یہ کہتے تھے کہ ایک دفعہ میں ہڈہ شریف چلا اور مجھے یہ معلوم تھا کہ میرا دادا جان ہدیٰ صاحب رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ کے استاد تھے تو میں ہدیٰ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کے پاس مراقب ہوا اور یہ خیال کیا کہ ہدیٰ صاحب مجھے صاحبِ حق کی حیثیت سے پہچانیں گے یا نہیں[1] ؟ مراقبہ میں دیکھا کہ میرے دادا صاحب ہدیٰ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہتے ہیں کہ میرا پوتا آپ کے پاس آیا ہے، آپ کی اس پر نظر ہو، ہدیٰ صاحب نے فرمایا کہ میری ان پر نظر ہے، میری ان پر نظر ہے۔ یہ جملہ مکرر بار فرمایا دہ بالا کے سوری گاؤں کے استاذ مولوی محمد شریف صاحب نے جب یہ بات کی تو روئے کہ آپ مبارک رقیق القلب اور رحمدل انسان تھے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اخوانہ وامثالہٖ۔

(6) مولوی فضل ہادی شینواری صاحب نے ننگرہار کے چپرہار کے غزو گاؤں کے رہائشی حافظ باچا صاحب کا قصہ بیان کیا ہے کہ میں ہدیٰ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حضور مقیم تھا اور دن رات قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول رہتا۔ ایک دن خیال آیا کہ ہدیٰ صاحب ہر کسی کو روپے دیتے ہیں اور مجھے کچھ نہیں دیا۔ ایک رات ہدیٰ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے بلوایا اور فرمایا دامن پھیلائے کہ آپ کو پیسے دے دوں اس لیے کہ آپ کو پیسہ سے بہت محبت ہے، میں شرمندہ ہوا اور روپے لے لیے۔

(7) مولوی فضل ہادی شینواری کہتے ہیں ولایتِ غزنی کے مولوی شمس اللہ صاحب اپنے خسر مولوی عبدالکریم صاحب سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے تھے ہم دو طالب علم دوست تھے۔ موجودہ پاکستان کے علاقہ میں دینی تعلیم حاصل کررہے تھے۔ ایک دن ہم نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہڈہ شریف چلتے ہیں۔ ہدیٰ صاحب سے ملاقات بھی ہوجائے گی اور ان سے طریقت کے اسباق بھی لے لیں گے۔ اس نے کہا ٹھیک ہے ہڈہ میں میرا ایک بھائی رہتا ہے ان سے بھی ملاقات ہوجائے گی۔ اسی طرح ہم ہڈہ شریف کی طرف عازمِ سفر ہوئے۔ راستہ میں انار کا باغ آیا تو میں نے ہدیٰ صاحب کے لیے تحفۃً انار خرید لیے اور میرے دوست نے اپنے بھائی کے لیے خریدے۔ دونوں کو خلط کردیا اور ہڈہ شریف پہنچے۔ ہدی صاحب کے حضور حاضر ہوئے اور ان کے حضور انار پیش کیے۔ ہدی صاحب نے اپنے

اختیار سے وہ انار جمع کیے جو میں نے ان کے لیے خریدے تھے اور دوسرے انار ہمیں واپس کردیئے کہ میں نے اپنے انار لے لیے اور یہ باقی قاضی کو دے دیں۔ میرے ساتھی[1] کے بھائی کا نام قاضی تھا۔ ہم حیران رہ گئے کہ ہدیٰ صاحب نے بغیر ہمارے بتائے اپنے انار لیے اور میرے دوست کے بھائی کا حصہ بھی اس سے جدا کردیا۔ یہ ان کی کرامت کی نشانی تھی۔ پھر ہم نے ان سے بیعت ہونے کی خواہش ظاہر کی۔ میرے دوست کو بیعت دے دی اور مجھے فرمایا کہ آپ کا فیض اعظمو کے پاس ہے۔ میں نے اعظمو کا نام بھی نہیں سنا تھا۔ لیکن ادب سے خاموش رہا۔ واپس حصولِ علم کے لیے پاکستان میں آئے۔ مروّجہ علوم کی تکمیل کے بعد عالم فاضل ہوا اور اپنے وطن غزنی آیا۔ کچھ عرصہ بعد قندھار آیا اور ارادہ کیا کہ ذاکر گاؤں کے ذاکر پیر سے بیعت ہوجاؤں۔ ہدیٰ صاحب کی بات میں بھول گیا تھا کہ آپ کا فیض اعظمو کے پاس ہے۔ میں ذاکر پیر سے اسی نیت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ طریقہ میں بیعت کردے گا۔ اسی اثنا میں ایک صدا ہوئی کہ اعظمو تشریف لائے ہیں۔ اعظمو قندہار کے ایک خان تھے ذاکری صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موجود تھے۔ اس آواز کے ساتھ مجھے ہدیٰ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بات یاد آئی جو مجھے اعظمو کے بارے میں فرمائی تھی۔ پھر مجھے ذاکری پیر صاحب نے فرمایا کہ آپ اعظمو پیر صاحب رحمہ اللہ سے بیعت ہوجائیں تو میں اعظمو پیر صاحب سے بیعت ہوا۔ یہ میری آنکھوں دیکھا حال تھا جو میں نے ہدی صاحب کی کرامت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

(8) آپ کی یہ کرامت ہے کہ نجم الدین اخونزادہ صاحب نے جب بھی کسی کو ہاتھ دیا ہے تو پھر اس شخص نے کبھی ناکامی نہیں دیکھی ہے اور اس کی دنیا و آخرت دونوں سنور گئی ہے۔ ان کے خلفاء کی اولاد کو آج بھی ہم دوسری اور تیسری پشت میں دیکھ رہے ہیں کہ ان کا دین و دنیا دونوں آباد ہیں۔ یہ نجم الدین اخونزادہ صاحب کا فیض اور برکت ہے جو مخلصین کے ساتھ شاملِ حال ہے۔ مولانا فضل ہادی شینواری لکھتے ہیں کہ مولانا صاحب انحُری رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ ہدیٰ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اللہ ربّ العزّت نے اسمِ اعظم سے نوازا تھا

جس کو جو دعا دی وہ کبھی رائیگاں نہیں ہوئی۔ شیخ صاحب عبدالباقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مرض الموت میں ہدیٰ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کی صاحب لوگوں نے آپ سے فیض حاصل کیا اور میں آپ کے گھوڑے پر زین باندھتا رہا۔ اسی میں میری تمام عمر گزر گئی۔ میں فیض حاصل کرنے سے خالی رہا۔ ہدیٰ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شیخ عبدالباقی صاحب سے فرمایا کہ رب العالمین سے میں آپ کو جنت میں پیزار سمیت مانگتا ہوں۔ مولوی عبدالباقی صاحب کو سرکو کے ڈاگ میں ڈاکوؤں نے شہید کر دیا۔ لوگوں نے بہت کوشش کی کہ شیخ عبدالباقی صاحب کے پاؤں سے پیزار نکالے لیکن کوئی بھی کامیاب نہ ہوا اور ہدیٰ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جوار میں پیزار سمیت دفن کر دیئے گئے۔ رحمۃ اللہ علیہ وعلیٰ امثالہٖ

(9) مولوی فضل ہادی شینواری کہتے ہیں یہ اس وقت کی بات ہے جب ہڈہ شریف اور نجم المدارس کے مدرسہ میں استاد ہوا تو اس وقت میرا اور صدر اعظم داؤد خان کے درمیان حجاب کے مسئلہ پر اختلاف ہوا۔ میں بہت پریشان تھا۔ مجھے درد قولنج کا مرض بھی لاحق تھا۔ جب یہ تکلیف بہت بڑھ گئی تو ایک رات اس بیماری کے دوران خواب میں ہدیٰ صاحب مجھے کہتے ہیں کہ آگے بڑھئے اور امامت کیجئے۔ جب میں نے ہدیٰ صاحب کی امامت کی تو فرمایا ''سمع اللہ لمن حمدہ'' میں وقفہ کرو، اللہ پاک آپ کو شفا دے دے گا۔ قسم سے آج تک پھر اسے (داود خان کو) میں نے نہیں دیکھا، دوسرا ترجمہ یہ ہے کہ میں نے ہدیٰ صاحب کی مسجد میں ۱۶ رسال امامت کی۔

(10) مولوی فضل ہادی شینواری فرماتے ہیں تگاب کے میانگل جان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر ہڈہ شریف تشریف لے آتے۔ ایک مرتبہ ہڈہ تشریف لائے تو میں نے انہیں امامت کے لیے آگے کر دیا تو انہوں نے پوری نماز حضر ادا کی اور قصر نہ کیا۔ نجم المدارس کے علماء نے مجھ سے کہا کہ میانگل صاحب نے کیوں قصر (سفرانہ) نماز نہ پڑھی۔ انہوں نے تو یہاں پندرہ دن کے اقامت کی نیت بھی نہیں کی ہے یہ تو مسافر ہیں۔ اس بات پر میرا بھی دل خفا ہوا اور خود کہا کہ میانگل صاحب آپ نے ایسا کیوں کیا۔ میں ان سے خفا ہوا اور جاتے

وقت ان سے الوادع بھی نہ کیا۔رات کو خواب دیکھا کہ ہدیٰ صاحب مجھے فرماتے ہیں میرے مہمانوں کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ۔ میں سمجھ گیا کہ میانگل جان صاحب حق پر ہیں اورکسی دلیل کی بناء پر ایسا کیا ہوگا۔ پھر میں نے اس خواب کا ذکر خط میں لکھ کر میانگل جان صاحب کو بھیجا۔میانگل صاحب بہت خوش ہوئے اور میرے خط کا جواب یوں دیا کہ میں کبھی کبھی تنگاب سے ہڈہ شریف کی طرف سیدھا چلا جاتا ہوں اور کبھی ایسا ہوجاتا ہے کہ میں لغمان چلاجاتا ہوں وہاں میرا اسسرال ہے۔قریہ قریہ لوگوں کو طریقہ دیئے جاتا ہوں۔ ہدیٰ اور لغمان کے درمیان ایک مہینہ گزار لیتا ہوں تو میں حقیقت میں مسافر نہیں رہتا بلکہ مقیم ہوتا ہوں،اس لیے میں قصر نہیں پڑھتا۔(۱)

(11)مولوی فضل ہادی شینواری کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے قصد کیا کہ ہدیٰ صاحب کی مسجد میں ایک برآمدہ تعمیر کروں۔ مسجد میں لوگوں کا رش ہوتا تھا اوران کے لیے سائے کی جگہ نہیں ہوتی نمازی دھوپ میں کھڑتے ہوتے ہیں۔ ہڈہ شریف کے لوگوں سے مشورہ کیا۔ ان کے مشورہ سے کام شروع کیا۔ اس دوران ہڈہ شریف کے لوگ دو گروہ میں بٹ گئے۔ ایک فریق کہتا کہ یہ برآمدہ بنے گا اور دوسرا فریق کہتا کہ یہ برآمدہ تعمیر نہیں کیا جائے گا۔ اختلاف شدت اختیار کرگیا۔ میں نے ان سے کہا کہ کام میں نے خیر کے لیے شروع کیا تھاتواس کارِخیر کا خیر سے اتمام ہونا چاہیے جب تک ہڈہ شریف کے سب لوگ متفق نہ ہومیں یہ کام نہیں کروں گا۔تعمیری کام روک دیالیکن پریشان تھا۔میں شینواری کے دہ بالا کے علاقہ میں چلا۔جب شینواری سے واپس آیا تو زاخیل کے راستے سے آیااور زاخیلو میں ملا صابر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حجرے میں ٹھہرا۔ پیادہ سفر کیا تھا تو تھکا ہوا تھا۔ برآمدے کے بارے میں بھی پریشان تھا۔ ملا صاحب نے ہماری بڑی خدمت کی۔ اللہ عزّوجل ان پر رحم فرمائے۔ میں برآمدہ کی فکر میں تھا کہ اس کی تعمیر تو کارِخیر تھی اس خیر سے شر کیوں بنا۔اسی دوران ملا صابر چائے لے آئے اور مجھ پر نیند طاری ہوئی۔خواب میں دیکھا

---

۱)ستر غازی،ص۵۷-۸۲،شینواری،مولوی فضل ہادی،مولانا صاحب انحرری،پشاور:قصہ خوانی درحمن گل مکتبہ

کہ ہدیٰ صاحب مجھے فرماتے ہیں کہ برآمدہ کی دیوار اُٹھاؤ اور برآمدہ کو تعمیر کردو۔ مزید اس میں وقت نہ لو۔ جب بیدار ہوا تو فکر مند تھا کہ کیا کروں۔ رات کو جب ہڈہ شریف آیا تو مخالف فریق نے پیغام دیا کہ مولانا صاحب ہم سے خطا ہوئی تھی۔ برآمدہ کی تعمیر شروع کریں۔ ہم متفق ہیں اس کی تعمیر پر۔ پھر برآمدہ تعمیر ہوا اور اتفاق کے ساتھ اس کی تعمیر پایہ تکمیل کو پہنچا۔

(12) جب میر صاحب جان باچہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حج کے سفر کا قصد کیا تو اپنے بیٹے سیّد عباس باچہ صاحب سے کہا کہ میں حج پر جارہا ہوں تو ہدیٰ صاحب کے لنگر کی خدمت جو میرے ذمہ ہیں وہ آپ کے حوالے کررہا ہوں۔ سیّد عباس باچہ صاحب کہتے ہیں کہ اس وقت میرے پاس ایک شکاری کتا، شکاری باشہ اور باز موجود تھے۔ دن رات اسی مستی اور غرور کی کیفیت میں رہتا اور اپنے والد بزرگوار کی بات پر بھی حیران تھا کہ کیا کروں اور اس حالت میں ہدیٰ صاحب کے لنگر کی خدمت کیسے کروں۔ میرے والد میرے جواب کے منتظر تھے۔ دوسرے دن والد بزرگوار کے حضور گیا اور کہا کہ ٹھیک ہے جب آپ کہتے ہیں کہ ہدیٰ صاحب کے لنگر کی خدمت کرو تو بالکل کروں گا۔ والد بزرگوار نے کہا کہ سیّد عباس اتنے وقت تک کیوں جواب نہ دیا۔ میں نے ان سے کہا کہ میری موجودہ حالت اس لائق نہ تھی کہ ہدیٰ صاحب کے لنگر کی خدمت کرسکوں اور سجادہ نشین بن سکوں اس لیے جواب دینے میں تاخیر کی لیکن رات کو ہدیٰ صاحب کو خواب میں دیکھا اور اپنے عصا میں موجود نیزہ دکھایا کہ چاہتا ہوں کہ ابھی اس سے آپ میں سوراخ کردوں، میری سجادگی اتنی بے توقیر ہوئی کہ آپ کو والد حوالہ کررہے ہیں اور تم اسے سنبھال نہیں رہے ہو تو سمجھ میں آیا کہ ہدیٰ صاحب مجھ پر ناراض ہے مجھے یہ خدمت بالکل قبول ہے۔ میر صاحب جان باچہ نے ان سے کہا کہ بیٹے اگر آپ اس خدمت کو قبول نہ کرتے تو اپنے پیر کی دعا اور وعدہ جو آپ کے حق میں کیا تھا شک پیدا ہوتا۔ میں جب اپنے پیرومرشد کے حضور آپ کو لے جاتا تو آپ کے لیے دعا فرماتے اور کہتے کہ سیّد عباس کو اللہ ربّ العزّت اچھا آدمی بنادے گا۔ اب مجھے خوشی ہوئی کہ میرے پیر ومرشد کا گفت سچ ہوا۔ سیّد عباس باچہ صاحب نے ہدیٰ صاحب کے لنگر خانہ کی بڑی خدمت

کی اور وہ ایک صالح اور شجاع شخصیت بن گئے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(13) گلاہی کے مولوی صاحب عصمت اللہ صاحب جو بڑے دیندار اور متقی حافظ[1] قرآن انسان تھے۔ مولوی فضل ہادی شینواری کہتے ہیں کہ انہوں نے مجھے بیان کیا کہ میں خلاصہ کیدانی پڑھ رہا تھا اور بغل میں خلاصہ کیدانی لیے ہوئے تھا کہ غلام خان کے ڈاگ میں ہدیٰ صاحب میرے سامنے گھوڑے پر سوار آئے مجھ سے فرمایا طالبہ کون سی کتاب پڑھ رہے ہو۔ میں نے کہا صاحبہ آپ پر قربان ہو جاؤں خلاصہ پڑھ رہا ہوں۔ ہدیٰ صاحب نے میرے لیے دعا کی اور فرمایا کہ تم مولوی ہو۔ ان کی اس دعا کی برکت تھی کہ میں جو کتاب بھی پڑھتا اسے خوب سمجھتا۔ میرا مطالعہ جاری ہوا اور حصولِ علم میرے لیے اللہ تعالیٰ نے آسان فرمائے۔ یہ حضرت ہدیٰ صاحب کے دعا کی برکت تھی۔

(14) محترم فخر المشائخ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے بڑے صاحبزادے جناب حاجی آغا صاحب اپنے دادا بزرگوار تگاب اخونزادہ صاحب جو ہدیٰ صاحب کے خلیفہ تھے، کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ جب تگاب اخونزادہ صاحب ہدیٰ صاحب کے خلیفہ ہوئے تو ہدیٰ صاحب نے تگاب صاحب کو تگاب کے علاقہ اندراب میں بڑے قصبوں اور گاؤں کے درمیان ایک عظیم الشان جامع مسجد تعمیر کرنے کی ہدایت کی۔ تگاب اخونزادہ صاحب نے اس جامع مسجد کی تعمیر کا کام شروع کیا لیکن اس علاقے کے لوگوں نے ہدیٰ صاحب کے حضور اس مسجد کی تعمیر کے بارے میں کچھ مشکلات پیش کیئے۔ اول مشکل یہ تھی کہ اس علاقے میں سال بھر میں صرف تین ماہ برف کا پانی میسر ہوتا تھا باقی نو مہینے پھر پانی بالکل مفقود ہوتا تو مسلمان وضو اور غسل کا کیا کریں گے، کیا تیمم سے ہی رہینگے؟ دوسری مشکل یہ ہے کہ اس مسجد کے اردگرد اور قرب و جوار میں یہ زمینیں دوسرے لوگوں کی ہیں تو جب تک یہ زمینیں مسجد کی ملکیت میں داخل نہ ہو تو نمازیوں کا مسجد کو جانا بہت مشکل سے ہوگا۔ تیسری مشکل یہ ہے کہ یہ جامع مسجد بہت وسیع مسجد ہے۔ اس مسجد کا پختہ بنانا اس کی چھت کے لیے اس قدر طویل شہتیر اور برگے پیدا کرنا امکان سے باہر ہے تو ان مشکلات کے ساتھ اس مسجد کی تعمیر کیسے مکمل

ہوگی۔ جناب اخونزادہ نجم الدین صاحب جو تگاب اخونزادہ صاحب کی دعوت پر مسجد کی بنیاد رکھنے کے لیے تشریف لائے تھے۔ اپنے مبارک اور قیمتی ارشادات سے قوم کو یوں مخاطب[1] فرمایا: اے تگاب شریف کے باسیوں، اس جامع مسجد کا جس کی تعمیر کرنے کا ہم نے قصد کیا ہے، یہ مسجد ''نور'' ہے۔ اس کی تعمیر اور آبادی کے لیے چارہ ساز اور مشکل کشا اللہ عزّ وجل سے امید رکھتے ہیں کہ یہ علاقہ سال کے بارہ مہینے جاری پانی سے محروم نہ ہوگی اور یہ علاقہ اس جاری پانی کے ساتھ سرسبز و شاداب رہے گی۔ مسلمان ہمیشہ اپنے وضو، طہارت، غسل اس جاری پانی سے کریں گے اور اس مسجد کے اردگرد قرب و جوار میں جو زمینیں ایک دوسرے کی ملکیت میں ہیں بتدریج ان شاء اللہ اس مسجد شریف کی ملکیت میں آجائے گی۔ اس مسجد شریف کی چھت پختہ کرنے، اس کے لیے شہتیر اور برگو کی بالکل فکر نہ کریں ان شاء اللہ بغیر کسی مشکل کے اس مسجد شریف کی چھت پختہ ہوجائے گی اور ہاتھ کی انگلیوں کی مانند اس پر برگے ایک دوسرے کے ساتھ پیوست ہوں گی۔ یہ ہدیٰ صاحب کا فرمان تھا کہ لوگوں نے اپنی آنکھوں سے اس طرح مشاہدہ کیا کہ اس علاقہ کی مشکلات رفع ہوئی۔ سال کے بارہ مہینے جاری پانی یہاں میسر ہوئی اور وہ زمینیں جو مسجد کے قرب و جوار میں لوگوں کی ملکیت تھی بتدریج اس مسجد شریف کی ملکیت میں آئے اور مسجد شریف کی چھت اس قدر طویل ہوئی کہ بڑے اچھے طریقے سے طویل شہتیروں کے ساتھ پختہ کردیا گیا جتنی بھی مشکلات تھی بڑی آسانی کے ساتھ وہ سب رفع ہوئی۔ یہ سب ہدیٰ صاحب کی برکات اور کرامات میں سے تھی جو تگاب کے لوگوں نے اپنی سر کی آنکھوں سے دیکھے۔

(15) قاضی احمد گل احمد کی روایت سے جو روحانی تڑون کتاب کی روایت سے بیان کرتے ہیں کہ جب غاصب فرنگیوں نے ۱۸۹۵ء میں انتقاماً مشہور اور نڈر مجاہد خان عمرا خان پر حملہ کیا ہدیٰ صاحب کو جب اس حملے کی خبر ہوئی تو فی الفور اپنے مجاہدین کے ساتھ غازی عمرا خان کی مدد کے لیے آئے اور بڑی بہادری سے فرنگیوں کا مقابلہ کیا۔ اس طرح ۱۸۹۷ء میں جب مشہور مجاہد مولانا سعد اللہ جان صاحب جو سرتوفقیر کے نام سے یاد کیے جاتے ہیں

انگریزوں کے خلاف ملاکنڈ کے محاذ پر جہاد شروع کیا۔اس جہاد میں ایک بڑا حصہ حضرت نجم الدین اخونزادہ صاحب کا تھا جو اپنے بیشمار مجاہد غازیوں، مخلصوں اور مریدوں کے ساتھ اس جنگ میں شریک تھے۔اس جہاد میں ان کے ساتھ خلفاء نہیں تھے اس لیے کہ انہیں امیر عبدالرحمن خان نے گرفتار کیا تھا اور ہدیٰ صاحب افغانستان، باجوڑ اور مہمند کی طرف ہجرت فرما چکے تھے۔صرف حاجی ترنگزئی صاحب اس جہاد میں آپ کے ساتھ تھے ہدیٰ صاحب کے لشکر نے انگریزوں کے ایک مشہور کیمپ (قلعہ چکدرہ) پر حملہ کر کے فتح کیا اور اس قلعہ کو آگ لگا دی۔اگر اس وقت ہدیٰ صاحب کے ساتھی مجاہدین یہاں نہ پہنچے ہوتے تو خان عمرا خان کے چھوٹے بھائی خان محمد شاہ جو اس مورچہ پر تن تنہا لڑ رہے تھے انگریزوں کے ہاتھ آجاتے۔ جب چکدرہ کے محاذ پر کافروں نے مجاہدین کے لشکر پر حملہ کیا تو ہارون نامی نوجوان جو کہ سالازرئی قوم سے تعلق رکھتے تھے،تلوار نکال لی، اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور بلند آواز سے یہ شعر کہا

پہ ملا کنہ تورہ تیارہ شوہ ہارون تورہ چلوہ چی رنڑاشینہ

وہ بہادر نوجوان ہارون شیر کی مانند کفار کے لشکر میں گھس گئے، دونوں ہاتھ سے تلوار چلاتے رہے، بہت سے کافروں کو واصلِ جہنم کیا اور آخر کار خود بھی جامِ شہادت نوش کر گئے۔

انا للہ وانا الیہ رٰجعون۔

شہید ہارون کو ہدیٰ صاحب نے بڑے احترام کے ساتھ یہاں دفن کیا۔شہید ہارون کا مزار سڑک کے کنارے ہے جو آج بھی مرجع عام ہے۔اس جنگ میں غاصب فرنگیوں نے بُری شکست کھائی اور باجوڑ کا علاقہ چھوڑ کر مہمند کی طرف آئے۔جناب محترم نجم الدین اخونزادہ صاحب جب غاصب فرنگیوں کے اس بُرے ارادے سے باخبر ہوئے تو باجوڑ کے معرکہ کو فتح کرنے کے بعد غاصب فرنگیوں کے دانت کھٹے کرنے کے لیے مہمند ایجنسی تشریف لائے اور غاصب فرنگیوں کا مقابلہ بڑی بہادری سے کیا۔مسلمانوں کے لشکر نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔شجر و حجر مجاہدین کی فتح و نصرت کی گواہی دے رہی تھی۔غاصب فرنگیوں پر رعب

اور شکست طاری ہوا اور فرنگیوں کا خوب قتلِ عام کیا، شبقدر تک غاصب فرنگیوں کو بھگایا، شبقدر کو فتح کیا اور شبقدر کے قعلہ کو بھی آگ لگائی اور غاصب فرنگیوں کے دن کو شام کے ماتم[1] میں بدل دیا۔

(16) استاد خلیل اللہ خان اپنی کتاب شیخ الاسلام صاحب مبارک تگاب میں لکھتے ہیں کہ جس وقت امیر عبدالرحمن خان ہڈی شریف کے اخونزادہ صاحب کو پابند سلاسل کیا اور ہدیٰ صاحب تکوینی طور پر جیل سے باہر ہوئے۔ اس دوران امیر عبدالرحمان نے ہدیٰ صاحب کے خلفاء کو بھی گرفتار کر کے پابند سلاسل کیا۔ ان میں بتخاک کے حضرت صاحب فضل الشکور اور تگاب صاحب مبارک شیخ الاسلام صاحب بھی شامل تھے۔

ان حضرات نے پورے نو سال امیر عبدالرحمان کی قید میں گزارے اور ہدیٰ صاحب نے یہ نو سال مہمند اور باجوڑ کے علاقوں میں بڑے شوق اور ذوق کے ساتھ غاصب فرنگیوں کے مقابل جہاد فی سبیل اللہ میں گزارے۔ امیر عبدالرحمان کی وفات کے بعد جب امیر حبیب اللہ ان کے جانشین ہوئے تو انہوں نے ہدیٰ صاحب کے خلفاء اور مریدین کو آزاد کیا۔

تگاب صاحب مبارک اس سے پہلے کہ اپنے گھر اور گھرانے کو دیکھتے۔ سب سے پہلے ہدیٰ صاحب کی ملاقات کے لیے باجوڑ کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ سردیوں کا موسم تھا، شدید سردی تھی، تگاب صاحب مبارک نے ہدیٰ صاحب کو تحفہ کے طور پر غزنی ساخت کا ایک پوستینچہ اور تگاب سے کچھ انار لے لیے۔ اس وقت نقل و حمل کے وسائل نہ ہونے کے برابر تھے۔ جو وسایل تھے تو وہ بھی نہ ہونے کے برابر۔ سفر کے لیے بہت کم گھوڑے میسر ہوتے جب تگاب صاحب باجوڑ کے قریب ہوئے اس وقت ہدیٰ صاحب وضو کی خاطر اپنی قیام گاہ سے باہر تشریف لائے تھے، افغانستان کی طرف دیکھا اور اپنے خادم شیخ عبدالباقی صاحب جو ان کے ساتھ تھے کہا کہ ہوا بہت سرد ہے۔ ایک پوستین کا انتظام کرتے ہیں نماز کا وقت ہے۔ ہدیٰ صاحب جمعہ کی نماز کے لیے تشریف لائے۔ جمعہ کی نماز قائم ہوئی تو تگاب

صاحب مبارک اس وقت مسجد پہنچ گئے لیکن نماز کے آخری سجدہ میں جماعت کے ساتھ شامل ہوئے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو ہدیٰ صاحب اور تگاب صاحب مبارک نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ ہدیٰ صاحب متبسم ہوئے ایسا تبسم جس میں کئی راز واسرار پنہاں تھے۔ مصافحہ کے دوران ہدیٰ صاحب نے شیخ الاسلام سے فرمایا کہ میرا پوستین اور انار کہاں ہے جو لوگ اس وقت حاضر تھے، سب نے تعجب کیا۔ تگاب صاحب مبارک نے بڑے خلوص اور محبت سے پوستین اور انار کا تحفہ (برگ سبز تحفہ ﺀ درویشاں است) ایک لفافہ میں اپنے مرشد اور مجاہد اعظم کے حضور بڑے تعظیم اور احترام کے ساتھ پیش کیا۔

ہدیٰ اخونزادہ صاحب نے بڑی محبت سے لی اور قبول کی۔ پوستین کو فی الحال اسی مجلس میں پہنا اور انار کو بھی اسی مجلس میں موجود لوگوں پر تقسیم کیے اور تگاب صاحب مبارک کے لیے خیر وسعادت کی بہت سی دعائیں فرمائیں۔ اس مذکور بالا بحث میں ہدیٰ صاحب کے مجاہدوں، تقویٰ اور کرامت کا حال بیان ہوا اور تگاب صاحب کا اپنے پیرومرشد سے محبت، اخلاص اور احترام کا تعلق بھی عیاں ہوا۔ مختصر یہ کہ ہدیٰ اخونزادہ صاحب نے اپنی ساری زندگی علم، تقویٰ، عدالت، ریاضت، سخاوت اور جہاد فی سبیل اللہ، دعوت الی اللہ، تہلیل، تسبیح، تکبیر اور اللہ کی یاد میں گزاری ہے، دنیا سے بالکل کنارہ کش، تارک الدنیا، فقیر اور مسکین شخص تھے۔ نہ کچھ مال ودولت جمع کیا اور نہ میراث میں کچھ مال ودولت چھوڑ گئے۔ اس مبارک نے میراث میں ہر ایک کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑا ہے۔ آپ مبارک ۱۳۱۹ھ بمطابق ۱۹۰۲ء میں وفات پائی۔ ہدیٰ صاحب کے خلفاء اور مریدین نے بھی اپنے مجاہد مرشد کے اتباع میں کفر اور باطل قوتوں کے مقابل جہاد فی سبیل اللہ کو جاری رکھا۔ ہر ایک کے جہادی کارنامے قابلِ ذکر ہیں۔ (۱)۔

(17) نجم الدین اخونزادہ کی مجالس میں ہر وقت علمی مباحث ہوا کرتے تھے۔ مثال

---

۱) شینواری، مولوی فضل ہادی شینواری، مولانا صاحب انحیر ی، پشاور، قصہ خوانی، رحمان گل مکتبہ۔ ستر غازی، ص ۸۷۔۹۱

کے طور پر تشہد کے دوران سبابہ کے اشارہ کو کرنا، مغرب کے وقت، ذکر کے طریقوں اور اس طرح دوسرے علمی مسائل پر مذاکرے ہوتے۔ ایک دن نجم الدین اخونزادہ صاحب[1] نے مغرب کے وقت پر تحقیق بیان کی تو باقی علماء نے اس کی تائید کی۔ اس مجلس میں موجود ایک شخص نے کہا اگر یہ تحقیق حق بھی ہو تو میں اس کو نہیں مانتا۔ نجم الدین اخونزادہ صاحب نے فرمایا: حق حق ہے جو حق نہیں مانتا وہ اندھا ہو جائے۔ یہ شخص خود بیان کرتے ہیں کہ میری آنکھوں سے بینائی چلی گئی اور کچھ دیکھنے سے قاصر ہوا تو شگئی ملا سے کہا کہ مجھے نجم الدین اخونزادہ صاحب کے پاس لے جائیے، جب میں ان کے حضور حاضر ہوا تو کہا کہ اے لوگو! ہدی ملا صاحب کی بات حق ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں میری بینائی چلی گئی ہے اور آپ سب صاحب مبارک کے حضور میرے بارے میں عرض کریں کہ میرے لیے دعا کریں تا کہ اللہ عزّوجل میری آنکھوں کی بینائی واپس لوٹا دے۔ اس وقت نجم الدین اخونزادہ صاحب نے میری آنکھوں پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ مذاق نہ کریں آپ تو بینا شخص ہیں جب دیکھا تو حقیقت میں میری بینائی واپس لوٹ آئی تھی اور ہر چیز مجھے صحیح طرح سے دکھائی دے رہی تھی۔(۱)

(18) عید کا دن تھا۔ نجم الدین اخونزادہ صاحب عید گاہ میں ممبر پر خطبہ دے رہے تھے کہ پچیر اور اگام کی طرف سے کوؤں کے غول جو ہزاروں کی تعداد میں تھے، نمازیوں کے سروں اور کندھوں پر بیٹھ گئے اور آوازیں شروع کی۔ سب لوگ حیران ہوئے اخونزادہ صاحب نے حکم دیا کہ ان کے لیے روٹیوں کے ٹکڑے کر کے لائیں، بھوکے ہیں، خوراک مانگتے ہیں۔ شیخان اُٹھے اور ان کو روٹیوں کے ٹکڑے لا کر ڈال دیئے۔ ہر ایک پرندے نے روٹی کا ٹکڑا اپنی چونچ میں پکڑا اور چلے گئے۔(۲) **والحمدللہ علیٰ ذلک**

---

۱) شینو اری، مولوی فضل ہادی شینو اری، مولانا صاحب الخیر ی، پشاور، قصہ خوانی، رحمان گل مکتبہ۔ ستر غازی، ص ۸۷۔ ۹۱

۲) بحوالہ ۱۹: ۶۶، ستر غازی، ص ۹۲

علمائے ربانین کے خطوط

1

The Correspondence of the Mullahs
(Appendix to Chapter x)
From the "Pioneer" of Allahabad
(The Campaign in tirah 1897-98, Page : 151)

درجہ ذیل ان خطوط کا ترجمہ ہے جو سید اکبر کے گھر وادی واران میں انگریزوں کے ہاتھ لگے۔

اس خط کا ترجمہ جو ہڈہ ملا صاحب نے ملا سپاک، ملا اکاخیل، بادشاہ صاحب، ملک امین خان، ملک شیر محمد خان، کمر خیل، کمبر خیل اور اکاخیل کے ملکان، ملک یار محمد فیروز، ولی محمد خواص، سمندر اور تیراہ کے دوسرے لوگوں کو سات ربیع الثانی ۱۳۱۵ھ بمطابق ۵ ستمبر ۱۸۹۷ء کو بھیجی تھی۔

بعد از سلام: یکم ربیع الثانی ۱۳۱۵ھ بمطابق ۱۸۹۷ء تیس اگست میں ایک مضبوط اور ثابت قدم لشکر کے ساتھ تھا تا کہ جہاد جیسے مقدس فریضہ کے لیے نکلوں اور حضور سیّدنا دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کا دفاع کر سکوں، جب میں لشکر قلعہ پہنچا تو ہم یہاں پر رات گزارنے کے لیے ٹھہرے۔ یہاں مجھے ضیاء الملۃ والدین کا فرمان موصول ہوا جو میری درخواست کے جواب میں تھا۔ میں اس کے مضمون کو سمجھ چکا جو درجہ ذیل نتائج اور اثرات پر مشتمل ہے۔

آپ چند دن تک اپنی سابقہ جگہ پر انتظار کریں تا کہ میں ملکان خوانین، سرداروں اور دوسرے معزز شخصیات سے غزا (جہاد) کے بارے میں مشورہ کر سکوں۔

کہ اس بارے میں کیا اقدامات اُٹھائیں جائیں پھر یا تو میں بذاتِ خود آؤں گا یا اپنے بیٹے کو جہاد کے واسطے سامان رسد یعنی راشن اور خوراک اور فاتح افواج کے ساتھ بھیجوں گا اور میں پھر سے آپ کو باور کرانا چاہتا ہوں۔ میں بڑے خوشی کے ساتھ جہاد کے راستے میں بڑے جانفشانی سے حصہ لوں گا۔

میں نے آپ لوگوں کو اس لیے خط لکھا کہ میں نے مذکورہ بالا وجوہات کی وجہ سے اپنا ارادہ موخر کیا لیکن آپ لوگ میرے اس مکتوب کے ملتے ہی آپس میں مشورہ کرے اور پھر مجھے اپنے فیصلے کے بارے میں بڑے ایمانداری سے بتائے، تاکہ میں آپ لوگوں کی طرف مھمند کے لوگوں نواگئی کے خان اور دوسرے مسلمانوں سمیت آجاؤں۔ آپ لوگ حضور سیّدنا دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے تحفظ اور دفاع کے لیے بھرپور کوشش کریں میں آپ لوگوں کے جواب کا منتظر رہونگا۔

اس خطہ کا ترجمہ جس پر تاریخ درج نہیں، جو دولت زئی اور ستوری خیل کے علماء نے اکاخیل ملا اور آفریدی قوم کے دوسرے علماء کو بھیجی تھی۔

بعد از سلام مسنون جمعرات کے دن ہم نے محمد زئی کے چوکی پر حملہ کیا اور اسے تباہ کیا۔ ہم نے کئی حکومتی اہلکاروں کو مار دیا اور کامیابی کے ساتھ ابلن کو واپس ہوئے۔ ہمارے دو بندے زخمی ہوئے جو ابھی تک زندہ ہیں۔ بصد ادب ہمیں بتائے کہ کیا ہم کوہاٹ پر مزید چھاپوں کے لیے یہاں ٹھہر جائے یا پھر لشکر کو منتشر کر کے واپس اپنے گھروں کو چلے جائیں کیونکہ ہمارے پاس یہاں کوئی سامان نہیں ہے۔ قاصد کے ذریعے ہمیں خبر دیجیے گا کہ اگر ہم یہاں مطلوب ہیں تو کیا آپ ہمارے لیے کمک بھیجیں گے۔ شیعہ سپاہ خائف ہے کہ کہیں ہمارے املاک نہ لوٹی جائے۔ ہم انھیں ضمانت دے چکے ہیں کہ نہ کوئی آفریدی اور نہ کوئی ضیاء الدینی آپ کو نقصان دیگا ہم نے سپاہ کے ساتھ امن قائم کیا ہے کہ وہ لوگ بھی ہمارے ساتھ غزا میں شریک ہو جائے اور آپ کو دیکھنا چاہیے کہ کسی بھی سپاہ کے املاک اور جانوروں کو نقصان نہ ہو۔

اس خط کا ترجمہ جس پر تاریخ درج نہیں جو حضرت ھڈہ ملا صاحب نے سارے علماء، آفریدی اور اورکزئی قبائل کے بڑوں کو لکھا۔

بعد از حمد و ثنا اور درود و سلام

بعد از سلام مسنون! کافر سارے مسلمان ملکوں پر قبضہ کر چکا ہے اور لوگوں کی روحانی ایمانی جذبے کی کمی کے وجہ سے کافر ہر علاقے کو فتح کر رہا ہے۔ یہ کافر اب سوات اور باجوڑ تک آپہنچے ہیں لیکن ان علاقوں کے لوگوں نے شروع میں ہی جرأت کا مظاہرہ کیا ہے۔ اب ان کو اپنی غلطی کا احساس ہوا ہے اور اپنے سابقہ اعمال پر شرمندہ اور توبہ تائب ہے، یہ لوگ کافروں پر دن رات کو حملہ کرتے ہیں اور کافروں کو کافی پریشان کر رکھا ہوا ہے، میں نے خود اپنی طرف سے لغمان، کنڑ، مہمند، ننگرھار اور شینواری کے لوگوں کو خبر کی ہے اور وہ سب اس جہاد میں حصہ لینے کے لیے تیار ہے وہ صرف اس موسم گرما کے گزرنے کے انتظار میں ہے اس لیے کہ باجوڑ کا علاقہ بغیر کسی سائبان اور پانی کے ہے۔ یہاں کے عام باشندوں کو اس حالت میں جہاد کے لیے ضروری اشیاء مہیا کرنا ان کے برداشت سے باہر ہے۔ ان کو اس موسم گرما میں جنگی ترتیبات کرنا بہت مشکل ہے میں آپکو مزید بتا رہا ہوں کہ آپ اس جہاد کی تحریک کے لیے اپنی توانائیاں احسن طریقے سے بروئے کار لائے جو عبودیت میں سب سے افضل ہے اور فرمانبرداری میں سب سے اعلیٰ ہے، تاکہ کل ہم روزِ قیامت خدا کے حضور شرمندہ نہ ہو اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور ہم سرخرو ہو۔ اگرچہ ان لوگوں کا کوئی معین نہیں، کامیابی اور فتح اللہ کے ہاں ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید نے بیان کیا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ اللہ عزوجل ہمیں فتح اور کامیابی سے نوازے کہ ہم کافروں کے ہاتھوں سے مسلمانوں کے ملک کو آزاد کر سکے، لیکن ہم اگر کامیاب نہ ہوئے تو ہم اپنی طرف سے پوری کوشش کر چکے ہونگے اور قیامت کے دن ہم خدا کے حضور اپنا عذر پیش کرنے کے لائق ہونگے اس لیے کہ خدا اپنے بندوں سے ان کی طاقت اور قوت سے زیادہ کی طلب نہیں کرتا۔ میں نے علاقہ مہمند کے ملا عبداللہ اخونزادہ کو تعینات کیا ہے آپ سے ملنے کے لیے اور انشاء اللہ وہ آپ تک پہنچ جائیگا۔ براہ کرم جو بھی آپ کا متفقہ طور پر فیصلہ ہوگا اس فیصلہ کی مجھے اطلاع دے تاکہ اس پر عمل کیا جا سکے۔ اگر آپ مجھے وہاں پر آنے کا فیصلہ کریں تو میں آنے کو تیار ہو لیکن اگر آپ یہاں آنا چاہتے ہیں تو بھی میں راضی ہوں اور اگر آپ وہاں لڑائی شروع کرنا چاہتے ہیں اور مجھے یہاں اس سمت میں

لڑنے کے لیے کہتے ہیں تو میں ایسا کرنے کو بھی تیار ہوں لیکن لڑائی کے وقت اور دن کا تعین کرنا بہت ضروری ہے تا کہ خدا کے فضل سے کام ہو جائے اور جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ آدمی کسی معاملہ میں صرف وہی کر سکتا ہے جو اس کے قوت واختیار میں ہو اور معاملہ کا انجام خدا کے سپرد ہے۔ اس لیے سب کچھ اللہ کے سپرد کرنا سب سے بہتر ہے اور تمام مومنوں پر لازم ہے کہ اپنے اللہ عزّ وجل پر یقین کامل رکھے۔ اللہ رب العزّت آخر دم تک ہم سب کو سچے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور آخرت کے عذاب سے ہمیں اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہمیں ایسا عمل کرنے کی توفیق دے جو ان کے حضور قابل قبول ہو۔ تمام مؤمنوں پر سلامتی ہو۔

صوفی صاحب کے خط کا ترجمہ جو ملا صاحب آف سپاک، اکا خیل ملا، بادشاہ صاحب، ملک امین خان، ملک شیر محمد خان، ملک یار محمد خان، فیروز، ولی محمد خان خواص خان، سمندر، کمر خیل، کمبر خیل اور اکا خیل کے ملکان دوسرے ملکان اور تیراہ کے لوگوں کے نام (۷ رربیع الثانی ۱۳۱۵ھ بمطابق ۱۵ ستمبر ۱۸۹۷)

بعد از حمد وثناء اور درود وسلام کے میں نے وادی کوٹ، مہمند، وادی حصارک اور پورے ننگر ہار کے لوگوں کے ساتھ اس سمت میں جہاد کے لیے سفر شروع کیا لیکن جب بٹی کوٹ کے حدود میں لشکر سمیت آپہنچا تو مجھے میرے روحانی پیشوا حضرت اخونزادہ صاحب ہڈہ شریف کا خط ملا جس کو پڑھ کر مجھے خوشی ہوئی اور میں اس خط کے مضمون کو پوری طرح سمجھ گیا۔ آپ نے مجھے لکھا کہ میں ننگر ہار کے لشکر کے ساتھ اپنی رہائش گاہ کی طرف واپس ہو جاؤں اور چند دنوں تک وہاں انتظار کروں، کب تک؟ صاحب مبارک نے لکھا ہے کہ وہ مجھے دوبارہ آگاہ کریں گے اس لیے ان کی ہدایت کی تعمیل میں میں اپنی جگہ کی طرف واپس گیا۔ یہ خط میں نے آپ لوگوں کو اس لیے لکھا کہ اس کے موصول ہوتے ہی آپ لوگ جمع ہو جائیں اور جہاد کی راہ میں بھر پور جدوجہد کریں اور مجھے اپنی مجلسِ مشاورت کے نتیجے سے ایمانداری کے ساتھ آگاہ کریں تا کہ میں اسے سمجھ سکوں۔ ان شاء اللہ پیر صاحب (ہڈہ ملاؒ اپنے

باجوڑیوں لشکر کے ساتھ نواگئی کے خان، ننگرہا کے لوگ اور میں خود اس سمت میں ایک ساتھ جہادی ترتیبات شروع کریں گے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی حفاظت کی پوری کوشش کریں گے اور اسے ایک فوری معاملہ سمجھیں۔

فقیر شاہ (ممکنہ طور پر ننگرہار میں تعینات لقمان ذمہ دار) کی طرف سے اکاخیل ملا سیّد اکبر صاحب کے نام خط

۱۴ ربیع الثانی ۱۳۱۵ھ، ۱۲ ستمبر ۱۸۱۷ء

بعد از حمد وثناء اور درود وسلام۔ میں نے آپ کے خط کو وصول کیا اور اس کے مضمون کو سمجھا۔ امید ہے آپ روزانہ اُس طرف کی خبریں لکھیں گے اور اس کو ملا ادریس کے پاس بھیج دو جو اسے میرے پاس بھیجے گا تاکہ میں اُس طرف کے حالات سے باخبر رہوں اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کا غم خواری کروں۔ اس طرف سے مکمل طور پر بھروسہ رکھیں اور ہمیشہ ہمیں اپنی طرف کی خبریں بھجیں۔

کابل سے آدم خان (کمبر خیل) کا اپنے بھائی محمد زمان خان کے نام خط:

۱۸ جمادی الاول ۱۳۱۵ھ، ۱۵ اکتوبر ۱۸۹۷ء

بعد از حمد وثنا اور درود وسلام میں بھی آفریدی اور اورکزئی کے جرگے میں شامل تھا جس کا امیر نے خیر مقدم کیا۔ عالی جناب نے ہم سے ان وجوہات کے بارے میں پوچھا جن کی وجہ سے آفریدیوں اور برطانوی حکومت کا آپس میں جھگڑا ہوا۔ ہم نے عرض کیا کہ انگریز حکومت دن بدن سابقہ معاہدوں کی خلاف ورزی کر رہی تھی۔ زبردستی ہماری حدود میں تجاوز کر رہی تھی اور خیبر میں ان کے اپنے نوکروں کی طرف سے چوری ہونے والے اسلحے کی ہم سے جرمانے اور معاوضے وصول کر رہی تھی اور بھی عوامل قدرتی طور پر اس انتشار کا باعث بنے۔ عالی جناب امیر صاحب نے کہا کہ اگر وہ کر سکتے ہیں تو وہ ہمارے اور برطانوی حکومت

کے درمیان صلح کرانے کی کوشش کریں گے۔ ہم نے کہا کہ اگر برطانوی حکومت ان تمام سرحدی علاقوں کو واپس کرنے پر راضی ہو جو انہوں نے زبردستی کے ساتھ اپنے قبضہ میں [1] لے لیا ہے اور اس جنگ میں ہم نے اس سے جو اسلحہ چھین لیا ہے اس کے واپسی کا مطالبہ نہ کریں تو ہم ان کے ساتھ امن قائم کریں گے۔اس کے بعد امیر نے ہمارا بیان برطانوی حکومت کو بھیجا جس کے جواب کا اب انتظار ہے۔ ہم یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں اور امیر کی طرف سے ہمارا ہر طرح کا خیال رکھا جاتا ہے یقین رکھیں جب تک ہمیں نتیجہ معلوم نہ ہو آپ اس بات کا خیال رکھیں کہ انگریزوں کے دھوکے میں نہ آئیں جن کا آپ کو یقین نہیں کرنا چاہیے۔

قاضی میرا خان اور دوسرے آدم خیل کا کابل میں آفریدی جرگہ کے بارے میں ملا سیّد اکبر کو خط۔

۲۸ جمادی الاول ۱۳۱۵ھ، ۲۵ اکتوبر ۱۸۹۷ء

بعد از حمد وثناء اور درود وسلام۔آپ کو یہ معلوم ہو کہ آپ کی طرف سے اور دوسرے مسلمان بھائیوں کی طرف سے ایک جرگہ مقرر کیا گیا تھا کہ وہ عالی جناب امیر صاحب سے ملاقات کرے ہم یہاں پہنچے اور عالی جناب امیر صاحب سے بالمشافہ ملاقات کی جنہوں نے ہمیں برطانوی حکومت سے نہ لڑنے کا مشورہ دیا تھا اور یہ اس کا مشورہ تھا تب سے، اور رہا ہے۔ ہم نے کہا کہ ہم نے اس کی نصیحت قبول کی ہے لیکن یہ ہماری خواہش ہے، چاہیے کہ برطانوی حکومت کو ملے۔انہیں تفصیل سے ریکارڈ کرنے کے لیے ہمیں حکم دیا گیا ہے جس پر عالی جناب نے کہا کہ وہ کریں گے تو غور کرنے کے بعد انہیں برطانوی حکومت کے پاس جمع کروائیں۔ دیکھیں کہ اب وہ کیا جواب دیتے ہیں ہم نے اپنے مطالبات کی تفصیل عالی جناب امیر صاحب کے سامنے پیش کیا انہوں نے ہمارے مطالبات برطانوی حکومت کو بھیج دیئے لیکن ابھی تک اس کا کوئی جواب نہیں آیا ہم دیکھتے ہیں کہ کیا جواب آتا ہے۔

کابل میں ایک برطانوی ایجنٹ ہے جس کی اسٹیبلشمنٹ میں بہت سے ہندوستانی

مسلمان ہے ان میں سے ایک ہمارے جاننے والے بن گئے ہیں یہ شخص ایک اچھا مسلمان اور مسلمانوں کے خیر خواہ ہیں اس نے ہمیں ایک اچھی اور صحیح خبر دی ہے جس کا اثر درجہ ذیل ہے[1]:

آپ مسلمان، آپ کو خیال رکھنا چاہیے کہ کہیں آپ کو انگریزوں کی طرف سے دھوکہ نہ دیا جائے جو اس وقت کافی پریشانی کی حالت میں ہیں۔ مثال کے طور پر عدن کا جو بندرگاہ ان کے قبضے میں تھا سلطان نے اس بندرگاہ کو انگریزوں سے چھین لیا ہے۔

نہر سویز جس کے ذریعے انگریز قوم ہندوستان کو بیس دن میں آسانی سے پہنچ سکتی تھی یہ نہر بھی اب سلطان کے قبضے میں ہے اور اب روس کو لیز پر دیا گیا ہے۔ برطانوی افواج کو اب ہندوستان پہنچنے میں چھ ماہ درکار ہوں گے۔ برطانیہ اور جرمنی کے اتحاد میں بھی تجارت کے بارے میں اختلاف رائے کی وجہ سے خلل پڑا ہے جس کے نتیجے میں یہ دونوں ممالک ایک دوسرے کے خلاف ہتھیار اُٹھانے والے ہیں۔ سلطان، جرمن، روسی اور فرانسیسی سبھی بندرگاہوں پر انگریزوں کے خلاف ہتھیار اُٹھائے ہوئے ہیں اور مصر میں بھی ان کے خلاف لڑائی جاری ہے۔

مختصر یہ کہ آج کل انگریز مایوس ہے، وائسرائے اور جرنیل جو آپ کے خلاف آگے بڑھ رہے ہیں کو لندن سے واضح احکامات مل چکے ہیں کہ خیبر اور تیراہ میں دو ہفتوں کے وقت میں تمام آپریشنز کو ختم کیا جائے جیسا کہ مصر اور دیگر بندرگاہوں پر فوج کی ضرورت ہے۔ مہمند اور گنداب کے لوگوں کے معاملہ میں جنہوں نے دس ہزار برطانوی فوجیوں کو ہلاک کیا تھا اور انگریزوں کو اسلحہ اور املاک کا بھی بھاری نقصان پہنچایا تھا۔ انگریزوں نے بڑی مایوسی میں ان کے ساتھ صرف چوبیس رائفلوں پر تصفیہ کیا جبکہ ہزاروں رائفلیں اور لاکھوں روپوں کا مطالبہ کیا۔ جاننا چاہیے تھا مہمند کے ساتھ یہ امن فریب کے راہ سے ہے اور جب انگریز اپنی دوسری مشکلات سے جان چھڑائیں گے تو وہ پیچھے ہٹ جائیں گے اور مہمند سے باقی ماندہ رائفلیں اور نقصانات کا معاوضہ مانگیں گے اور جیسے مہمند چوبیس بندوقیں ڈال کر برطانوی رعایا بن گئے ہیں تو وہ ضرور باقی نقصان کو بھی پورا کریں گے جب وہ کہیں گے کہ یہ نقصان پورا کردیں،

انگریز ہمیشہ ایسی تاریخیں دیتے رہتے ہیں کہ ان کی فوجیں خیبر اور تیراہ میں داخل ہوں گی لیکن وہ ان تاریخوں پر مارچ نہیں کرتیں اور وہ وہی رہتی ہیں جہاں وہ ہوتی ہیں۔ یہ انگریزوں کی طرف سے فریب ہے جو مسلمانوں کو پانچ روپے دے کر گمراہ کرنا چاہتے ہیں اور ایسے موقع کی تلاش میں ہیں کہ اچانک مسلمانوں پر حملہ آور ہوجائے۔ میں نے اس طرح آپ کو انگریزوں کے کرتوتوں اور پریشانیوں سے آگاہ کیا۔ ہم جرگہ کے لوگ آپ کو مطلع کرنا ضروری سمجھتے ہیں تاکہ آپ لوگ انگریزوں کی تکلیف، الجھن اور دھوکہ دہی سے آگاہ ہوں اور یہ معلومات مسلمانوں کے تمام لشکر کو پہنچائے اس طریقہ سے کہ وہ بھی انگریزوں کے دھوکہ دہی سے ہوشیار رہیں۔ آپ بھی ہماری معلومات کے لیے ہمیں روزانہ کی خبریں بھیجیں اور دیکھیں کہ آپ پر اچانک سے کوئی حملہ نہ کیا جائے۔ اسی طرح کچھ ہوشیار آدمیوں کو قاصد کے طور پر مقرر کرے جو ہمیں آپ کے خطوط اور روزانہ کی خبریں پہنچائیں اور اس کے برعکس ہمیں اُس طرف کی خبریں قاصد کے ذریعے بھیجیں اور مستقبل میں ایسے ہمیں روزانہ کی بنیاد پر دوسرے قاصدوں کے ذریعے خبریں پہنچائیں جیسا کہ یہ ضروری ہے کہ ہم سب ایک دوسرے کے بارے میں باخبر رہے۔(۱)

شیر دل خان اور عبدالرحیم (ملک سنجاب خان اورکزئی (اف برکی) کے صاحبزادے) کا ملک سنجاب خان کے نام خط

۲۸/ جمادی الاول ۱۳۱۸ھ، ۲۵ اکتوبر ۱۸۹۷ء

امیر نے ہمارے اور کزئیوں اور آفریدیوں کے جرگہ کا بڑی عزت اور احترام کے

---

۱) ایک انگریز کا اس خط کے بارے میں تجزیہ ''صرف یہ خط کس طرح سے مقامی انداز میں تفصیل سے بین الاقوامی معاملات کی طرف اشارہ کیے ہوئے ہیں۔ ۱۸۹۴ کے فرانس اور روس کے اتحاد کے بارے میں برطانوی تشویش اور ۱۸۹۶ میں کروگر ٹیلی گرام پر جرمنی سے لڑائی کا انکشاف کیا ہے۔''

The 1897 Revolet and tirah valley operations from the pashtun perspectives, Note:12

ساتھ استقبال کیا اس نے اسباب پوچھے جن کی وجہ سے ایک طرف اورکزئی اور آفریدی اور دوسری طرف انگریزوں کے درمیان دشمنی شروع ہوئی۔اس کے استفسار پر ہم نے اس[1] کے جواب میں بتایا کہ انگریزوں نے ہماری سرحدی حدود پر قبضہ کیا تھا جیسا کہ سمسانہ پر قبضہ کرکے اور دوسری جگہوں پر اور یہ کہ انگریز ہم سے مطالبہ کررہے تھے کہ چوری اور اسلحہ کی جو خیبر میں ان کی اپنی فوج کے بیچ سے ان کے سپاہیوں نے چوری کیے ہیں، یہ وہ اسباب تھے جو قدرتی طور پر دونوں گروہوں کے درمیان جھگڑے کا باعث بنے پھر امیر نے کہا کہ اگر ہو سکا تو ضرور وہ ہمارے اور برطانوی حکومت کے درمیان امن قائم کرنے کی کوشش کریں گے۔اس پر ہم نے کہا کہ اگر انگریز ہماری سرحدی علاقے چھوڑ دیں اور ان علاقوں پر دوبارہ قبضہ کرنے کا خیال ترک کردیں اور برطانوی فوجیوں کی طرف سے کی گئی کارروائیوں میں جو اسلحہ ہم نے ان سے حاصل کیا ہے اس کی واپسی کا مطالبہ نہ کریں تو ہم امن قائم کریں گے۔اس کے بعد امیر نے مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے یہ سب کچھ جو ہم نے بتایا تھا برطانوی حکومت کو بتادیا جس کا جواب متوقع ہے۔اب ہم یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں اور امیر ہمارے ساتھ بڑے احترام کے ساتھ پیش آرہے ہیں اس لیے آپ ہمارے بارے میں مطمئن رہیں۔انگریزوں کے ساتھ کسی طرح کی بھی گفت وشنید نہ کریں۔اپنا خیال رکھیں اور فرنگیوں پر اعتماد نہ کرے کہ وہ کہیں آپ پر نہ آئے۔باقی سب خیر ہے۔

الحمد للہ والشکر للہ والصلوۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد خاتم الانبیاء و المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارك وسلم

۴ محرم الحرام بروز اتوار صبح صادق ۳:۵۳

قطعہ تاریخ اشاعت

اِحفاظِ نقوش
1446ھ

نجمِ ذی مراتب
1446ھ

نقوشِ بزرگاں

منیرِ جہانِ حضرتِ عبدُالعلیم

2024ء

ارے واہ عبدِ علیمِ عُلا کیا کام کیا خوب صد مرحبا

لکھی حضرتِ نجمِ دیں پر کتاب بہت خوبصورت، بہت جانفزا

جو احوال و آثار تھے منتشر انھیں تن دہی سے اکٹھا کیا

نقوشِ بزرگوں اجاگر ہوئے عقیدت شعاروں کو اچھا لگا

یقیناً تھے موصوف اہلِ کرم یقیناً تھے موصوف اہلِ ولا

مجاہد بھی تھے وہ مربی بھی تھے ہے ذات انکی عقل وخرد سے ورا

اشاعت کی تاریخ پوچھی عروسؔ تو آئی ندا "نقشِ فضل و عطا"

1446ھ

از

صاحبزادہ محمد نجم الامین عروسؔ فاروقی

مونیاں شریف، گجرات



اخونزاده صاحب

مسجد ہڈہ شریف جلال آباد افغانستان